بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت

روزنامہ الفضل ربوہ

مسیح موعود نمبر

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے

شرح چندہ
سمندری ڈاک
بیرون
اسلامی ممالک ۲۷ روپے
ہوائی ڈاک
کینیڈا وغیرہ ۲۶۲
انگلینڈ وغیرہ ۲۰۲
تار کا پتہ: ڈیلی الفضل ربوہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۶ روپے
ششماہی ۱۴ "
سہ ماہی ۸ "
ایک ماہ ۳ "
فی پرچہ ۱۲ پیسے
خطبہ نمبر سالانہ ۶ روپے
فون نمبر ۴۹

جلد ۵۴/۱۹ | ۴ شہادت ۱۳۴۴ ہش | یکم ذوالحجہ ۱۳۸۴ھ | ۴ اپریل ۱۹۶۵ء | نمبر ۷۶

پشتیٔ دیوارِ دیں اور مامنِ اسلام

حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مجھ کو خود اُس نے دیا ہے چشمۂ توحید پاک
تا لگا دے از سرِ نو باغِ دیں میں لالہ زار

ایک طوفاں ہے خدا کے قہر کا اب جوش پر
نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

پشتیٔ دیوارِ دیں اور مامنِ اسلام ہوں
نارسا ہے دستِ دشمن تا بفرقِ ایں جدار

میں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

کام جو دکھلائے اُس خلاق نے میرے لئے
کیا وہ کر سکتا ہے جو ہو مفتری شیطاں کا یار

سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں
عمرِ دنیا سے بھی ہے اب آگیا ہفتم ہزار

(درثمین)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۴ اپریل ۶۵ء

انبیاء علیہم السّلام کی بعثت کا مقصد

آج انسانی ذہنیت اس حد تک ترقی کر چکی ہے کہ وہ کسی ایسی بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے جس کو وہ اپنی عقل سے نہ سمجھ لے۔ تجرباتی اور مشاہداتی سائنس نے تو انسان کو ایسی تمام باتوں کے ماننے سے روک دیا ہے جو اس کے تجربہ اور مشاہدہ میں نہ آسکتی ہوں۔ اگرچہ بڑے بڑے سائنسدان اب اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ بعض ایسی صداقتیں ہیں جو ظاہر و باہر ہیں مگر ان کا تجرباتی ثبوت بہم نہیں پہنچایا جا سکتا تاہم عام ذہنیت سائنس کی ترقی کی وجہ سے یہی ہے کہ جب تک تجربہ اور مشاہدہ نہ کیا جاوے کوئی چیز حقیقی وجود کی حامل ثابت نہیں سمجھی جا سکتی۔

اللہ تعالیٰ ایک وراء الوراء ہستی ہے جو اس ظاہری سے اس کا تجربہ و مشاہدہ ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں خود فرماتا ہے۔

لیس کمثلہ شئ

یعنی اس کی مانند کوئی چیز نہیں۔ ظاہر ہے جس کو کسی چیز سے تشبیہ ہی نہیں دی جا سکتی اور جو نہ آنکھوں سے نظر آتی ہے نہ چکھی جا سکتی ہے، نہ چھوئی جا سکتی ہے نہ سونگھی جا سکتی ہے اس کو استعارہ اور تشبیہ سے بھی نہیں بیان کیا جا سکتا۔ غالب دہلوی کہتا ہے ؎

ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو + بنتی نہیں بادہ و ساغر کہے بغیر

یعنی انسانی تصور اور دماغ کی دوڑ بس اس حد تک ہے کہ مشاہدہ حق کو بادہ و ساغر کہہ دیا جائے۔ بات کچھ بھی نہیں بنتی۔ اس سے اس وراء الوراء ہستی کا کس طرح ذرا سا بھی تصوّر کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار

یعنی اللہ تعالیٰ کے وجود کو انسانی حواس پا نہیں سکتے۔ البتہ اللہ تعالیٰ خود انسانی حواس کو پالیتا ہے۔ یعنی اگر چاہے تو انسانی حواس پر اپنا ظہور کر سکتا ہے۔

الغرض آج تک سائنسدانوں اور بڑے بڑے فلیسوفوں نے اللہ تعالیٰ کے متعلق جو علم حاصل کیا ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ اس پُر حکمت کارخانہ کو بنانے والا کوئی وجود ضرور ہونا چاہیئے لیکن اس سے عام انسانی ذہنیت تسلی نہیں ہو سکتی۔ اب انسان تو یہ چاہتا ہے کہ تجربہ اور مشاہدہ سے اس کو پاسکے۔ لیکن انسان جس کو اپنے ظاہر حواس سے پا نہیں سکتا وہ تجربہ اور مشاہدہ کس طرح کر سکتا ہے؟ اس کا جواب وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی مندرجہ بالا آیہ میں دیا گیا ہے کہ اگرچہ انسانی حواس اس کو پا نہیں سکتے مگر اللہ تعالیٰ خود چاہے تو انسانی حواس پر نزول اجلال فرما سکتا ہے۔

یہی چیز ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے ماموروں کو بھیجتا ہے تاکہ وہ مذبذب انسان کو واقعی اللہ تعالیٰ کی شناخت کرائے۔

چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"انبیاء علیہم السلام کی دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں۔ حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد اُن کے آگے ہوتا ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صـ۱۱)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آگے بتایا ہے کہ مامور من اللہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی شناخت لوگوں کو کراتے ہیں اور سائنٹفک طریق سے بتایا ہے کہ کس طرح اس کی صحیح شناخت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"پہلی بات کہ خدا ہے۔ یہ علم الیقین بلکہ حق الیقین کی تہ سے نکلتی ہے اور دوسری بات قیاسی اور ظنی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو فلاسفر اور حکیم ہو وہ صرف نظامِ شمسی اور دیگر اجرام اور مصنوعات پر نظر کر کے صرف اتنا ہی کہہ دے کہ اس ترتیب محکم اور ابلغ نظام کو دیکھ کر میں کہتا ہوں کہ ایک مدبّر اور حکیم و علیم صانع کی ضرورت ہے تو اس سے انسان یقین کے اس درجہ پر ہرگز نہیں پہنچ سکتا جو ایک شخص خود اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو کر اور اس کی تائیدات کے چمکتے ہوئے نشان اپنے ساتھ رکھ کر کہتا ہے کہ واقعی ایک قادر مطلق خدا ہے۔ وہ معرفت اور بصیرت کی آنکھ سے اُسے دیکھتا ہے ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایک حکیم یا فلاسفر جو صرف قیاسی طور پر خدا کے وجود کا قائل ہے سچی پاکیزگی اور خدا ترسی کے کمال کو حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ نری ضرورت کا علم کبھی بھی اپنے اندر وہ قوت اور طاقت نہیں رکھتا جو الٰہی رعب پیدا کر کے اسے گناہ کی طرف دوڑنے سے بچالے اور اس تاریکی سے نجات دے جو گناہ سے پیدا ہوتی ہے مگر جو براہِ راست خدا کا جلال آسمان سے مشاہدہ کرتا ہے وہ نیک کاموں اور وفاداری اور اخلاص کے لئے اس جلال کے ساتھ ہی ایک قوت اور روشنی پاتا ہے جو اس کو بدیوں سے بچالیتی اور تاریکیوں سے نجات دیتی ہے۔ اسکی بدی کی قوتیں اور نفسانی جذبات پر خدا کے مکالمات اور پُر رعب مکاشفات سے ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور وہ شیطانی زندگی سے نکل کر ملائکہ کی سی زندگی بسر کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اشارے پر چلنے لگتا ہے۔ جیسے ایک شخص آتش سوزندہ کے نیچے بدکاری نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جو شخص خدا کی جلالی تجلیات کے نیچے آتا ہے اس کی شیطنت مر جاتی ہے اور اُس کے سانپ کا سر کچلا جاتا ہے۔ بس یہی وہ یقین اور معرفت ہوتی ہے جس کو انبیاء علیہم السلام آکر دنیا کو عطا کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے وہ گناہ سے نجات پاکر پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔"

(ایضاً صـ۱۱-۱۲)

اس طرح آپ اپنی بعثت کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی یعنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف رہبری کرتا ہوں۔ دنیا میں لوگوں نے جس قدر طریقے اور حیلے گناہ سے بچنے کے لئے نکالے ہیں اور خدا کی شناخت کے جو اُصول تجویز کئے ہیں وہ انسانی خیالات ہونے کی وجہ سے بالکل غلط ہیں اور محض خیالی باتیں ہیں جن میں سچائی کی کوئی روح نہیں ہے۔ میں ابھی بتاؤں گا اور دلائل سے واضح کروں گا کہ گناہوں سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ اس بات پر کامل یقین انسان کو ہو جاوے کہ خدا ہے اور وہ جزا سزا دیتا ہے۔ جب تک اس اصول پر یقین کامل نہ ہو، گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں ہو سکتی۔"

(ایضاً صـ۱۱)

خُدا کی طرف سے روشن نشان لائے ہیں

نیا جہانِ مسیح الزّمان لائے ہیں
نئی زمین نیا آسمان لائے ہیں

ہزار سال سے مُردہ جو ہو رہا تھا یقیں
پھر اس کو زندگی دینے کو جان لائے ہیں

بنا رہے ہیں دلوں کو نشانہ تیر انداز
رضا کے تیر صفا کی کمان لائے ہیں

کلامِ پاکِ محمدؐ سُنا رہے ہیں ہمیں
وہ دھو کر آپ بقا سے زبان لائے ہیں

ہے ان کے حلق سے حلقِ بلالؓ کا رشتہ
کہ بھر کے رُوح میں جوشِ اذان لائے ہیں

دلیل اُن کی صداقت کی ہے یہی تنویرؔ
خُدا کی طرف سے روشن نشان لائے ہیں

دُعائیہ فہرست ۲۹ رمضان المبارک

تحریک جدید کا چندہ برائے سال ۳۱/۱۴ ہمسال ۲۹ رمضان المبارک تک ادا کرنے والے مجاہدین کے اسماء گرامی جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کئے گئے۔ حسب ذیل ہیں۔ قارئین کرام سے بھی ان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز ان مخلص کارکنوں کے لئے جنہوں نے اس چندہ کی فراہمی کیلئے بالواسطہ یا بلاواسطہ حصہ لیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ ۴۴۰/..
" " امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ ۴۱۰/..
حضرت نواب محمد عبداللہ خانصاحب بذریعہ بیگم صاحبہ ۱۲۰/..
نوابزادہ شاہد احمد خانصاحب ۱۹/..
علی احمد خان صاحب پسر " ۱۰/..
صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ۲۲۵/..
سیدہ آمنہ طیبہ بیگم صاحبہ بیگم " ۱۲۰/..
صاحبزادی امۃ الباقی صاحبہ دختر " ۱۴/..
صاحبزادہ مرزا تسلیم احمد خالد پسر " ۱۱/..
صاحبزادہ مرزا مجیب احمد صاحب ۱۲۵/..
بیگم صاحبہ " " " ۷۵/..
ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ۱۴۶/..
صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب ابن ۳۷/..
صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ ۱۳۲/..
پیر معین الدین صاحب ۲۴۳/..
بیگم صاحبہ صاحبزادی امۃ النصیر بیگم صاحبہ ۸۹/..
پیر معین الدین صاحب منجانب والدین مرحومین ۲۳/..
" " " پیر محی الدین صاحب مرحوم برادر ۱۳/..
" " " پیر محی الدین صاحب طاہر پسر خود ۱۱/..
صاحبزادی امۃ الصبور صاحبہ دختر پیر معین الدین صاحب ۱۱/..
" امۃ الشکور صاحبہ " " " ۱۱/..
" امۃ النور صاحبہ ۱۱/- امۃ الغفور صاحبہ ۱۱/..
امۃ اللہ بیگم صاحبہ بیگم پیر صلاح الدین صاحب ۱۰۶/..
امۃ المالک صاحبہ دختر " " ۷/..
وحید احمد صاحب پسر " " ۸/..
صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب ۲۳۳/..
بیگم صاحبہ " " " ۲۲۹/..
امۃ الحسیب صاحبہ دختر " ۲۱/..
مرزا نصیر احمد صاحب طارق ابن " ۹/..
" سفیر احمد صاحب خالد " " ۹/..
مرزا ظفر احمد صاحب بار ایٹ لا ۱۳۵/..
بیگم صاحبہ " " ۱۵۳/..
نواب عباس احمد خان صاحب ۵۱۰/..
سیدہ شوکت سلطانہ صاحبہ ۱۷/..
میر داؤد احمد صاحب ۱۴/۲۰
طاہرہ بیگم صاحبہ بیگم مرزا حنیف احمد صاحب ۲۵/..
مرزا مغفور احمد ابن صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ۲۰/..
صاحبزادی امۃ الرؤف بیگم صاحبہ میر مسعود احمد صاحب ۱۷/..

چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ ۳۵۲/..
مبارک احمد صاحب بھٹی ہوسٹل جامعہ احمدیہ ۱۰/..
عبدالقدیر صاحب فیاض ۱۰/..
احمد شمشیر صاحب سوکیہ ۱۰/..
سلطان احمد صاحب ۱۰/..
نعیم عثمان صاحب ہائی سکول ۱۰/..
نصیر احمد صاحب " ۱۰/..
پروفیسر محمد علی صاحب T.I کالج ۸۵/..
مظفر احمد صاحب " ۱۰/..
مسز فرخندہ سید محمود اللہ شاہ صاحب ربوہ ۹۰/..
مس امۃ الحفیظ صاحبہ معہ والدین جامعہ نصرت ۵۴/..
" رشیدہ شریف صاحبہ " ۳۶/..
" حمیدہ عبدالکریم صاحبہ " ۱۰/..
مسز بشریٰ بشیر صاحبہ " ۱۵/..
مس رشیدہ محمد حسین صاحبہ " ۱۰/..
" اریبہ محمد جی صاحبہ " ۱۰/..
" سعیدہ احسن صاحبہ " ۲۰/..
" امۃ الرشید لطیف صاحبہ " ۱۰/..
" طاہرہ رحمٰن صاحبہ " ۱۰/..
" محمودہ عفت صاحبہ " ۱۰/..
مسز نسیم شریف صاحبہ " ۱۰/..
مس شمس النساء اکمل صاحبہ " ۱۰/..
" انوار افتخار اسماعیل صاحبہ " ۱۰/..
" سماء البشریٰ صاحبہ " ۱۰/..
" رشیدہ بٹ صاحبہ " ۱۰/..
مسز امۃ الہادی ناصر صاحبہ " ۱۵/..
مس بیگ صاحبہ (مسز رفعت) "
بذریعہ میر آپا صاحبہ " ۱۳۶/..
مس محمودہ قریشی صاحبہ " ۱۰/..
مبارکہ انجم صاحبہ " ۱۰/..
شاہدہ خانم صاحبہ " ۱۰/..
استانی سردار بیگم صاحبہ بوسٹل " ۲۰/۸۷
ہیڈ مسٹرس صاحبہ نصرت گرلز ہائی سکول " ۵۱/..
استانی زبیدہ چوہدری صاحبہ " ۱۴/..
صوفی غلام محمد صاحب دارالصدر شرقی ۱۲۵/..
خواجہ عبیداللہ صاحب پنشنر ۲۰۰/..
مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب ۸۲/..
مکرمہ اہلیہ صاحبہ " " " ۴۸/..

ثمینہ بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحب ۳۰/۵۰
سلیم احمد صاحب مرحوم ابن " " ۱۰/..
والدین مرحوم " " ۶/..
لطف الرحمٰن صاحب شاکر ۱۴/۵۰
اہلیہ صاحبہ و بچگان " " ۲۸/..
اہلیہ صاحبہ حضرت مولانا بقاپوری صاحب ۵۰/..
شیخ محمد الدین صاحب مختار عام دارالشکر شرقی ۱۲/۵۰
اہلیہ صاحبہ " " " ۷/..
سید عبدالسلام صاحب " ۱۳/۲۵
اہلیہ صاحبہ " " " ۶/۷۵
چوہدری عبدالواحد صاحب " ۲۰/..
اہلیہ صاحبہ " " " ۲۰/..
شیخ کظیم الرحمٰن صاحب " ۱۱/..
اہلیہ صاحبہ " " ۱۱/..
عبدالقیوم خانصاحب کمپونڈر معہ اہل و عیال " ۱۱/..
محمد شریف صاحب معہ اہل و عیال " ۱۰/۶۲
محمد اصغر صاحب قمر معہ آباء و اجداد " ۲۰/..
چوہدری عبدالسمیع صاحب " ۱۰/..
محمد حسین صاحب خادم مسجد " ۱۰/..
صوفی رمضان علی صاحب معہ اہلیہ صاحبہ " ۲۳/۵۰
چوہدری محمد شجاعت علی صاحب " ۱۴/۸۱
اہلیہ و بچگان و والدین " " ۱۶/۶۳
فاطمہ صاحبہ اہلیہ محمد یحییٰ خان صاحب مرحوم " ۱۲/۵۰
خدیجہ بیگم صاحبہ اہلیہ حکیم بشیر احمد صاحب " ۲۱/..
مولوی رحیم بخش صاحب " ۱۰/..
چوہدری ظہور احمد صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ " ۴۴/..
کرم الٰہی صاحب ۲۶/۲۵
رضیہ نرگس صاحبہ ۱۰/..
مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر دارالصدر جنوبی ۱۷/..
مبارکہ نسرین صاحبہ اہلیہ " ۱۳/..
حکیم محمد عبدالعزیز صاحب معہ اہلیہ صاحبہ " ۴۴/۴۴
" " والدین " ۱۴/۱۹
چوہدری خان محمد صاحب گوندل " ۶۰/..
اہلیہ و بچگان " " ۱۷/..
حافظ بشیر الدین عبیداللہ صاحب " ۱۶/۵۰
عبدالعزیز صاحب راجوری " ۲۰/..
اہلیہ و بچگان " " ۱۱/..
ملک عبدالرب صاحب " ۲۲/..
محمود احمد صاحب سعید " ۱۰/..
نصیرہ نزہت صاحبہ صدر لجنہ " ۱۱/..
مرزا بشیر احمد صاحب مرزا کمریانہ " ۱۰/..
محمد رفیع صاحب ناصر گول بازار " ۳۱/..
رشیدہ باسمہ صاحبہ اہلیہ مولوی بشارت احمد بشیر " ۲۲/۵۰
" " از عزیز انس احمد صاحب " ۷/۵۰
چوہدری عبدالعزیز صاحب معہ اہل و عیال " ۴۲/..
" عطاء اللہ صاحب دارالشکر غربی الف ۴۱/..
" ہدایت اللہ صاحب " ۱۳۰/..
خوشی محمد صاحب " ۲۱/..
مکرمہ والدہ صاحبہ چوہدری بشیر احمد صاحب " ۲۱/..
قریشی محمد یوسف صاحب بریلوی " ۱۸۸/..
والدین " " " ۲۱/..

افتخار بیگم صاحبہ اہلیہ مرحومہ قریشی محمد یوسف صاحب ۵۴/..
عابدہ خاتون صاحبہ اہلیہ ثانی " " ۵۴/..
منیرہ ثروت صاحبہ ثالث " " ۲۷/..
محمد ظفر صاحب ابن " " ۹/۵۰
محمد منور صاحب " مرحوم " " ۹/۵۰
محمد منیر صاحب ابن " " ۹/۵۰
منیرہ قمر - محمد امجد بچگان " " ۱۴/۷۵
محمد اظہر - نوشابہ انجم " " ۱۳/۵۰
محمد ارشد پسر " " ۵/۵۰
رقیہ صادق صاحبہ دارالشکر غربی الف ۱۳/۷۵
عبدالحفیظ خان صاحب " ۱۰/..
ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب اتالیق " ۴۵/۷۵
شیخ محب الرحمٰن صاحب " ۱۰/..
بسنت بی بی صاحبہ " ۱۰/..
چوہدری بشیر احمد صاحب ساہی " ۲۵/..
جمیل احمد صاحب چال " ۱۵/..
مسعودہ بیگم صاحبہ سیکرٹری لجنہ " ۱۵/۵۰
ڈاکٹر غلام مصطفٰے صاحب غربی ب ۲۰۰/..
میاں محمد شریف صاحب پنشنر E.A.C " ۷۵/..
" " از والدہ مرحومہ " ۱۰/..
" " پسر میاں شریف احمد صاحب " ۲۶/..
چوہدری اللہ بخش صاحب " ۴۰/۵۰
بچگان " " ۱۰/..
چوہدری پیر محمد صاحب " ۲۵/۴۰
مولوی ظفر اسلام صاحب معہ اہلیہ " ۱۱/..
محمد نذیر احمد صاحب " ۱۰/..
چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ معہ خاندان " ۴۹/..
مرزا احمد حسن صاحب " ۱۰/..
مرزا برکت علی صاحب پنشنر دارالرحمت شرقی ۶۱/..
مکرمہ اہلیہ صاحبہ " " " ۳۴/..
والدین " " " ۱۰/۵۰
عبدالرحیم صاحب " " ۵/۵۰
مستری امام الدین صاحب " " ۱۰/۷۵
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر سردار علی صاحب مرحوم " ۱۰/..
محمدی بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ فضل احمد صاحب " ۱۰/..
عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالجلیل صاحب " ۱۲/۲۵
محمد بی بی صاحبہ والدہ عبدالسمیع صاحب " ۱۰/۵۰
حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ " " " ۱۵/..
مستری عبدالغنی صاحب دکاندار " ۱۰/..
چوہدری عبداللہ صاحب " ۳۶/..
قریشی محمد عبداللہ صاحب دہلی ۱۲/..
" " از والد شیخ صاحب " ۷/..
" " " والدہ صابرہ بی بی صاحبہ " ۷/..
" " " اہلیہ رشیدہ خاتون " ۷/..
" " " بچگان خود " ۷/..
قریشی امان اللہ صاحب " ۱۰/..
ام الفضل اہلیہ ملک عبدالعظیم صاحب " ۱۴/..
ملک محمد شفیع صاحب نوشہروی " ۱۰۹/۳۵
" " از والدین مرحوم " ۱۴/۳۵
" " اہلیہ مریم بیگم صاحبہ " ۳۴/۳۵
" " از مرحومین نانا نانی - دادا دادی " ۱۲/۳۵
" " از دیگر مرحوم رشتہ دار ۱۰/۱۰

نام	رقم
مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری دارالرحمت وسطی	۲۵/۰۰
عطاء المجیب صاحب راشد بی اے 〃	۱۰/۰۰
ڈپٹی محمد فقیر اللہ صاحب پنشنر 〃	۱۰/۰۰
خان صاحب قاضی محمد رشید صاحب 〃	۲۷/۰۰
اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃	۱۱/۰۰
والدین مرحوم 〃 〃 〃	۲۰/۰۰
ہمشیرہ و دختر مرحومہ 〃 〃 〃	۱۱/۰۰
بچگان 〃 〃 〃	۲۰/۰۰
چوہدری محمد ابراہیم صاحب رشید 〃	۱۳/۲۵
بچگان و والدہ 〃 〃 〃	۶/۷۵
محترمہ استانی مریم بیگم صاحبہ 〃	۷۴/۰۰
چوہدری عنایت اللہ صاحب انسپکٹر خدام 〃	۱۶/۵۰
اہل و عیال و دادا دادی 〃 〃 〃	۱۵/۵۰
چوہدری مشہود احمد صاحب 〃	۱۰/۰۰
شیخ محبوب عالم صاحب خالد 〃	۵۸/۰۰
والدہ مرحومہ 〃 〃 〃	۲۰/۵۰
نصرت جہاں صاحب اہلیہ 〃 〃	۱۹/۵۰
بچگان 〃 〃 〃	۲۶/۰۰
چوہدری فتح محمد صاحب ابن رشید احمد معلم 〃	۶/۵۰
〃 〃 از بچگان 〃	۷/۵۰
امۃ الرفیق صاحبہ اہلیہ ملک محمد شفیع صاحب 〃	۴۴/۰۰
مولوی محمد یامین صاحب تاجر کتب 〃	۱۴/۲۵
صفیہ بانو صاحبہ اہلیہ 〃 〃	۱۱/۲۵
محمد اسماعیل صاحب معہ اہلیہ 〃	۱۰/۲۵
حکیم عبید اللہ صاحب رانجھا 〃	۱۱/۰۰
زینب مبشر اہلیہ بشارت احمد صاحب مبشر 〃	۱۲/۶۴
زینب خاتون صاحبہ نرس 〃	۲۰/۲۵
سکینہ بیگم صاحبہ c/o 〃	۲۰/۲۵
عطیہ بیگم صاحبہ اہلیہ قاضی عبدالوحید صاحب 〃	۱۰/۰۰
ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ قریشی محمد شفیع صاحب 〃	۱۰/۰۰
حبیبہ خاتون صاحبہ 〃	۱۰/۰۰
آمنہ صاحبہ اہلیہ عبدالرحیم صاحب درویش 〃	۱۱/۰۰
رضیہ خانم صاحبہ اہلیہ چوہدری عطاء اللہ 〃	۱۴/۵۰
صوفی محمد ابراہیم صاحب 〃	۱۰۰/۰۰
〃 〃 از اہلیہ صاحبہ 〃	۲۵/۰۰
مبارکہ بیگم صاحبہ دختر 〃 〃	۱۵/۰۰
طاہر محمود صاحب پسر 〃 〃	۳۵/۰۰
منور احمد صاحب منجانب حرمت النساء صاحبہ 〃	۱۲/۰۰
ماسٹر عبدالکریم صاحب معہ اہلیہ 〃	۱۰/۸۷
مولوی رشید احمد صاحب چغتائی 〃	۴۰/۳۱
اہلیہ صاحبہ ماسٹر فقیر احمد صاحب 〃	۱۲/۵۰
اہلیہ صاحبہ معہ حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری 〃	۲۲/۰۰
چوہدری محمد عبداللہ صاحب آف بریاں ۔ غربی	۱۱/۰۰
〃 فرزند علی صاحب 〃	۸۵/۰۰
پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب 〃	۱۳۵/۰۰
چوہدری محمد بوٹا صاحب 〃	۱۰/۰۰
مستری محمد عبداللہ صاحب 〃	۱۰/۰۰
مولوی عبداللطیف صاحب بہاولپوری 〃	۷۱/۰۰
والدین 〃 〃 〃	۲۰/۰۰
الحاج بابو محمد عبداللہ صاحب 〃	۱۶۲/۲۲
حکیم عبدالرحمٰن صاحب	۴۱/۶۲

نام	رقم
مولوی محمد الدین صاحب ایم اے 〃	۲۳/۵۰
والدہ صاحبہ 〃 〃 دارالرحمت غربی	۱۱/۷۵
اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃	۱۱/۷۵
خوشی محمد صاحب دربان 〃	۱۲/۵۶
سید محمد اقبال حسین شاہ صاحب 〃	۲۶/۰۰
الحاج بابو محمد فاضل صاحب 〃	۲۴/۰۰
اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃	۲۴/۰۰
چوہدری وزیر محمد صاحب 〃	۱۰/۰۰
حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن 〃	۱۰/۲۵
بقیہ خاندان 〃 〃 〃 〃	۱۰/۰۰
نجم النساء صاحبہ اہلیہ چوہدری فرزند علی صاحب 〃	۸/۱۴
بچگان 〃 〃 〃	۸/۱۲
اہلیہ مرحومہ 〃 〃 〃	۸/۱۲
والدہ مرحومہ 〃 〃 〃	۸/۱۲
حمید اللہ صاحب زعیم خدام الاحمدیہ 〃	۱۱/۰۰
اہلیہ صاحبہ مولوی عبداللطیف بہاولپوری 〃	۱۰/۰۰
محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر بشیر احمد معہ بچگان 〃	۱۵/۰۰
گیانی عباد اللہ صاحب مینجر الفضل 〃	۱۰/۰۰
محمد شریف صاحب چوہدری 〃	۱۰/۰۰
بشیر احمد صاحب اختر M.S.C 〃	۱۰/۰۰
شاہ محمد صاحب عثمان مرالہ 〃	۱۵/۵۰
سید منصور احمد صاحب ابن سید محمد اقبال حسین 〃	۳۲/۰۰
عبدالعلیم صاحب متعلم 〃	۱۰/۰۰
رشیدہ بیگم صاحبہ زوجہ عبدالکریم صاحب 〃	۱۰/۰۰
اہلیہ صاحبہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی 〃	۲۵/۰۰
تمیزہ خاتون صاحبہ والدہ برکت علی صاحب 〃	۱۰/۰۰
عبدالسلام صاحب پہریدار 〃	۱۰/۱۹
ڈاکٹر بشیر احمد صاحب 〃	۱۰/۰۰
مرزا محمد یعقوب صاحب دارالرحمت فیکٹری ایریا	۱۶/۸۷
بچگان و اہلیہ 〃 〃	۹/۶۱
مرزا جلال الدین صاحب والد مرحوم 〃 〃	۸/۱۸
مظفر بیگم صاحبہ ہمشیرہ 〃	۱۰/۲۵
قریشی احسان اللہ صاحب معہ اہلیہ 〃	۱۲/۵۰
مستری محمد عبداللہ صاحب نلکہ ساز 〃	۱۵/۷۵
〃 〃 اہلیہ صاحبہ 〃	۱۴/۹۰
〃 〃 بچگان و والد مرحوم 〃	۱۳/۵۰
〃 〃 حضرت رسول کریم صلعم 〃	۱۰/۵۰
کیپٹن ملک خادم حسین صاحب معہ اہلیہ صاحبہ 〃	۲۷/۰۰
لیلیٰ بیگم صاحبہ 〃	۹/۵۰
بابو محمد بخش صاحب پنشنر دارالنصر شرقی	۳۴/۰۰
〃 〃 اہلیہ صاحبہ 〃	۱۰/۰۰
〃 〃 از مرحومین 〃	۱۱/۱۸
منشی عبداللطیف صاحب کاتب معہ والدین و اہل و عیال	۴۰/۰۰
ملک محمد بوٹا صاحب تانگے والے دارالنصر شرقی	۱۴/۵۰
مستری چراغ الدین صاحب 〃	۱۰/۰۰
والدین چوہدری فیروز الدین صاحب انسپکٹر 〃	۱۰/۰۰
حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری غربی	۶۳/۰۰
مولوی محمد ابراہیم صاحب بھامبڑی 〃	۱۵/۰۰
〃 〃 والدین مرحوم 〃	۱۰/۰۰
ملک گل محمد صاحب 〃	۲۰/۲۵
عبدالغفار صاحب 〃	۱۱/۰۰

نام	رقم
[illegible] عبدالقدیر صاحب دارالنصر غربی	۱۰/۰۰
مستری نور محمد صاحب 〃	۱۰/۰۰
چوہدری شیر محمد صاحب 〃	۱۳۰/۰۰
خانصاحب عبدالمجید خاں 〃	۳۵/۰۰
چوہدری نادر علی صاحب انسپکٹر 〃	۱۶/۰۰
〃 〃 〃 والدین 〃	۱۴/۰۰
رانا منیر احمد صاحب 〃	۲۰/۰۰
ماسٹر ضیاء الدین صاحب دارالبرکات	۱۲/۰۷
〃 〃 〃 اہلیہ 〃	۱۲/۰۶
مرزا محمد صادق صاحب 〃	۱۲/۰۰
〃 〃 اہل و عیال و والدین 〃	۱۴/۰۰
چوہدری محمد اعظم صاحب 〃	۲۵/۵۰
〃 〃 منجانب حضرت رسول کریم صلعم 〃	۲۴/۰۰
〃 〃 از والدین 〃	۱۶/۰۰
〃 〃 شمیم اختر صاحبہ اہلیہ 〃	۱۶/۰۰
〃 〃 از بچگان 〃	۱۰/۰۰
سید سردار حسین شاہ صاحب مع اہل و عیال 〃	۲۱/۰۰
〃 〃 ابن سید خالد محمود 〃	۱۵/۰۰
مفتی حافظ حسن صاحب معہ اہلیہ 〃	۲۱/۳۶
مولوی فضل الٰہی صاحب انوری 〃	۴۰/۰۰
اہلیہ و بچگان مولوی ظہور حسین صاحب 〃	۱۰/۷۵
پیر عبدالحمید صاحب 〃	۱۳/۰۰
محمد رفیق صاحب مالی دارالیمن	۱۰/۰۰
مولوی رشید اسلم صاحب 〃	۱۰/۰۰
مولوی محمد اسماعیل صاحب اسلم معہ اہل و عیال 〃	۱۱/۳۶
مبارک احمد صاحب بیت المال 〃	۱۰/۰۰
چوہدری بشیر احمد صاحب کاٹھ گڑھی 〃	۳۶/۰۰
مستری محمد ابراہیم صاحب گجراتی معہ اہلیہ 〃	۳۱/۰۰
نعمت اللہ صاحب معہ اہلیہ صاحبہ 〃	۲۰/۰۰
چوہدری محمد حسین صاحب دکاندار 〃	۵۵/۰۰
〃 رحمت علی صاحب 〃	۲۹/۰۰
〃 〃 〃 از حضرت رسول کریم صلعم 〃	۱۲/۰۰
〃 〃 〃 حضرت مسیح موعود 〃	۱۲/۰۰
〃 〃 〃 از والدین خود 〃	۱۲/۰۰
〃 〃 〃 از اہلیہ خود 〃	۲۵/۰۰
〃 〃 〃 بچگان 〃	۱۲/۰۰
شیخ سلطان علی صاحب معہ اہلیہ 〃	۲۷/۰۰
سید اشرف علی صاحب مانیری 〃	۵۰/۷۵
چوہدری علی اکبر صاحب باب الابواب	۷۳/۲۶
〃 〃 〃 حضرت رسول کریم صلعم 〃	۲۷/۶۲
〃 〃 〃 حضرت مسیح موعود 〃	۲۶/۶۲
〃 〃 〃 حضرت خلیفۃ المسیح الثانی 〃	۲۵/۶۲
〃 〃 〃 والدین مرحوم 〃	۱۳/۵۰
〃 〃 〃 اہلیہ مرحومہ 〃	۱۰/۷۵
〃 〃 〃 موجودہ بچگان 〃	۱۷/۶۳
چوہدری محمد اعظم صاحب 〃	۱۵/۰۰
میاں محمد بوٹا صاحب 〃	۱۰/۰۰
ماسٹر احمد علی صاحب ٹیچر معہ اہلیہ 〃	۱۵/۰۰
اہل و عیال مرزا محمد عثمان صاحب 〃	۳۶/۳۶
رسول بی بی صاحبہ از حضرت رسول کریم 〃	۱۰/۰۰
〃 〃 〃 〃 والدہ محترمہ 〃	۱۰/۰۰

نام	رقم
رسول بی بی صاحبہ از حضرت موسیٰؑ باب الابواب	۱۰/۰۰
〃 〃 〃 〃 ابراہیمؑ 〃	۱۰/۰۰
〃 〃 〃 والدہ حضرت موسیٰؑ 〃	۱۰/۰۰
〃 〃 〃 حضرت اسماعیلؑ 〃	۱۰/۰۰
〃 〃 〃 حضرت عیسیٰؑ 〃	۱۰/۰۰
〃 〃 〃 خلافتِ راشدہ 〃	۱۰/۰۰
〃 〃 〃 حضرت مسیح موعود علیہ السلام 〃	۱۰/۰۰
〃 〃 〃 〃 ام المومنین صاحبہ 〃	۱۰/۰۰
〃 〃 〃 والدہ حضرت عیسیٰؑ 〃	۱۰/۰۰
〃 〃 〃 〃 حضرت ابراہیم 〃	۱۰/۰۰
رشید احمد صاحب آف ہانگ کانگ	۱۰/۰۰
عبدالمنان خان صاحب	۵۰/۰۰
مسٹر علی حسن صاحب آف ہمبرگ	۱۳۰/۰۰
قریشی محمد حنیف صاحب سائیکل سیاح	۱۰/۰۰
مسٹر رفیق احمد صاحب سوئٹزرلینڈ	۲۵۰/۰۰
مبارکہ شوکت صاحبہ اہلیہ چوہدری بشیر احمد صاحب EXN	۲۲۵/۰۰
نواب بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر محمد علی خاں صاحب افریقی	۱۲۰/۰۰
زینب بی بی صاحبہ اہلیہ مرزا عبدالعزیز صاحب دارالصدر غربی	۱۲/۲۵
امۃ السلام صاحبہ اہلیہ چوہدری صلاح الدین صاحب ربوہ	۱۱/۰۰
محمد صدیق صاحب دارالعلوم	۱۰/۲۵
ملک محمد اعظم صاحب 〃 معہ اہلیہ	۱۲/۲۵
اہلیہ صاحبہ مولوی نور الحق صاحب انور دارالعلوم	۴۲/۰۰
عطیہ بیگم اہلیہ قاضی عبدالوحید صاحب ربوہ	۱۰/۰۰
چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال	۴۲/۰۰
اہلیہ و بچگان 〃 〃	۱۱/۰۰
والدین 〃 〃	۱۱/۰۰
عزیزہ بی بی اہلیہ ٹھیکیدار غلام رسول صاحب	۲۰/۰۰
بشیر بی بی صاحبہ بنت رسالدار حاکم علی صاحب	۱۵/۵۰
جنت بی بی صاحبہ 〃 〃 دارالرحمت	۱۶۵/۰۰
صغریٰ فاطمہ اہلیہ شیخ نعمت اللہ صاحب 〃	۱۰/۰۰
رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ ممتاز رسول صاحب 〃	۲۵/۰۰
غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ سیٹھ محمد صدیق صاحب 〃	۱۳۰/۲۵

جھنگ

نام	رقم
میاں محمد بشیر احمد علی صاحب جھنگ صدر	۳۹۸/۰۰
اہلیہ محترمہ 〃 〃 〃	۱۷/۰۰
میاں محمود احمد علی صاحب 〃	۲۳/۰۰
اہلیہ و بچگان 〃 〃 〃	۱۹/۵۰
قاضی عنایت اللہ صاحب 〃	۱۰/۰۰
اہلیہ صاحبہ محمد یٰسین صاحب 〃	۱۰/۰۰
بابو عبدالحلیم صاحب 〃	۲۵/۱۲
عزیزہ بیگم صاحبہ اہلیہ 〃 〃	۱۲/۱۲
حبیبہ بیگم صاحبہ و بچگان 〃	۱۶/۹۲
سیدہ امۃ العزیز صاحب 〃	۱۲/۲۵
میاں علی محمد صاحب معہ اہلیہ صاحبہ 〃	۲۰/۰۰
شیر محمد صاحب 〃	۱۲/۲۵
قاضی عبدالرحمٰن صاحب 〃	۱۰/۰۰
〃 محمود احمد صاحب 〃	۱۰/۰۰
امینہ بیگم صاحبہ بنت قاضی اللہ بخش صاحب 〃	۱۰/۰۰
جمال الدین احمد صاحب 〃	۱۱/۵۰
ہر دو اہلیہ صاحبہ 〃	۱۸/۲۰

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

شناختِ مامور کے تین طریق

نقل ——— عقل ——— تائیداتِ سماوی

"ایک مامور کی شناخت کے تین طریق ہیں۔ نقل، عقل، تائیدات سماوی۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ تینوں امور اس سلسلہ کے مؤید ہیں۔ دانیال اور دیگر انبیاء نے تو اس کے آنے کا زمانہ مقرر کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ صدی اور سال بھی مقرر کر دیا ہے تمام عیسائیوں میں ایک قسم کی گھبراہٹ پیدا ہوئی ہے۔ کیونکہ کتب سابقہ کے مطابق مسیح کی آمد کا وقت آچکا ہے اور مسیح ابھی تک آیا نہیں۔ اس لئے بعض علما آخر مجبور ہو کر اس طرف گئے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی سے مراد کلیسیا کی ترقی ہے جو ہو چکی ہے ....

عقل کے نزدیک بھی زمانہ مسیح کا یہی معلوم ہوتا ہے۔ اسلام اس قدر کمزور ہو گیا ہے کہ ایک وقت ایک شخص کے مرتد ہو جانے پر اس میں شور پڑ جاتا تھا۔ لیکن اب لاکھوں مرتد ہو گئے۔ رات دن مخالفت اسلام میں کتب تصنیف ہو رہی ہیں۔ اسلام کی بیخ کنی کے واسطے طرح طرح کی تجاویز ہو رہی ہیں۔ عقل پسند نہیں کرتی کہ جس خدا نے انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون کا وعدہ دیا ہے وہ اس وقت اسلام کی حفاظت نہ کرے اور خاموش رہے۔ یہ زمانہ کس قسم کی مصیبت کا زمانہ ہے کہ شرفا کی اولاد دشمن اسلام ہو کر گرجاؤں میں چلے گئے اور کھلے طور پر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین ہو رہی ہے ہر ایک قسم کی گالی اور سب وشتم میں ان کو یاد کیا جاتا ہے۔ ان تمام امور کو بحیثیت مجموعی اگر دیکھا جائے تو عقل کہتی ہے کہ یہی وقت خدا تعالےٰ کی تائید کا ہے اور میں تم کو سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا تو اسلام برباد ہو چکا تھا۔ سو خدا تعالےٰ کے وجود کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ عین ضرورت کے وقت خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور عین مصیبت کے وقت اسلام کو سنبھالا۔ تائیدات سماوی اگر دیکھی جاویں تو یہاں بھی ایک بڑا خزانہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے۔ اگر میں ان تمام نشانوں کو جمع کروں جو ہر روز میرے ساتھ رہنے والے دیکھتے ہیں تو ان کی تعداد لاکھ کے قریب ہو جاتی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ صرف براہین احمدیہ کے بعض الہامات کو دیکھا جاوے۔ چوبیس برس ہوئے کہ یہ کتاب تصنیف ہوئی۔ جو اس وقت مکہ، مدینہ، مصر، بخارا، لنڈن اور ایسا ہی ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں پہنچ گئی۔ کئی ایک پادریوں اور دیگر مخالفین اسلام کے گھروں میں پہنچ گئی۔ اب اس کتاب میں مثلاً لکھا ہے کہ خدا تعالےٰ سے مجھے ارشاد ہے کہ اس وقت تو اکیلا ہے اور تیرے ساتھ کوئی نہیں۔ لیکن ایک وقت آئیگا لوگ تیرے پاس دور دور سے آئیں گے (یاتون من کلّ فجّ عمیق) تو لوگوں میں پہچانا جاویگا اور تیری شہرت کی جاویگی۔ تیری امداد اور تائید کو دور دور سے لوگ آویں گے پھر کہا کہ لوگ کثرت سے آویں گے اور تو ان سے نرمی اور اخلاق سے پیش آنا ان کی ملاقات سے مت گھبرانا (ولا تصعر لخلق الله ولا تسئم من الناس) پھر آخر کار فرمایا۔ اذا جاء نصر الله والفتح وانتهى امر الزمان الينا أليس هذا بالحق۔ یعنی جب خدا تعالےٰ کی فتح اور نصرت آویگی اور زمانہ کا امر ہماری طرف منتہی ہوگا تو اس وقت کہا جاویگا کہ کیا یہ سلسلہ حق نہیں؟ اب لاہور امرتسر کے لوگ اور ایسا ہی پنجاب کے لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ براہین احمدیہ کی اشاعت کے وقت مجھے کوئی جانتا نہیں تھا حتیٰ کہ قادیان میں بہت کم لوگ ہوں گے جو مجھے پہچانتے ہوں گے۔ پھر یہ امور کس طرح پورے ہو رہے ہیں۔ اگرچہ یہ پیشگوئیاں بدرجہ اتم ابھی پوری نہیں ہوئیں۔ لیکن جس قدر الہامات کا ظہور ہو رہا ہے وہ طالب حق کے لئے کافی ہے۔ اب کیا یہ میری بناوٹ ہے کہ ایک انسان آج سے چوبیس سال پہلے آج کل کے واقعات کا نقشہ کھینچ سکتا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ ہزارہا مخلوق کا مرجع ہوگا۔ خصوصاً جبکہ ایک مدت تک ان امور کا ظہور نہ ہوا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امور کسی فراست کا نتیجہ نہیں ہو سکتے۔ ان امور کو دیکھ کر میں کہہ سکتا ہوں کہ جس قدر نشانات خدا تعالےٰ نے میری تائید میں ظاہر کئے وہ اپنی تعداد اور شوکت میں ایسے ہیں کہ بجز حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کل انبیاء و مرسلین سے ایسے ثابت نہیں ہوئے لیکن اس میں میرا کیا فخر ہے۔ یہ سب کچھ تو اس پاک نبی کی فضیلت ہے۔ جس کی امت میں ہونے کا مجھے فخر حاصل ہے۔"

البدر ۲۴ اگست ۱۹۰۴ء

حق کو بلند بام کئے جا رہے ہیں ہم

— مکرم عبدالسلام صاحب اختر ایم-اے —

اس دَور میں یہ کام کئے جا رہے ہیں ہم
حق کو بلند بام کئے جا رہے ہیں ہم

ہر خار و خس کو دے کے نئی آتشِ حیات
یہ دشت لالہ فام کئے جا رہے ہیں ہم

پھولوں سے ہی نہیں ہے فقط اپنی راہ و رسم
کانٹوں سے بھی کلام کئے جا رہے ہیں ہم

ہر موڑ پر جلا کے لہو سے نئے چراغ
منزل کا اہتمام کئے جا رہے ہیں ہم

جیسے کہ دل میں آگ ہو کوئی لگی ہوئی
یوں طے ہر اک مقام کئے جا رہے ہیں ہم

اختر غرض کوئی نہیں کچھ اپنے نام سے
ہر گام حق کا کام کئے جا رہے ہیں ہم

مہدئ آخر زماں

— مکرم عبدالحمید صاحب شوق —

اے امام مہدئ آخر زماں
تجھ پہ قرباں مال دولت جسم و جاں

تیرے دم سے دین پھر روشن ہوا
تو نے بدلا یہ زمین و آسماں

تو نے دی مُردہ دلوں کو زندگی
پا گئے تجھ سے حیاتِ جاوداں

احمدِ مرسل کا سچا جانشیں
اُمّتِ خیر الرسلؐ کا پاسباں

مظہرِ صد لطفِ ربّ العالمیں
باعثِ صد نورِ ربّ آسماں

رنگ و بُو سے بھر گیا اپنا چمن
ہو گئی پیدا بہارِ جاوداں

پھر ہوئی عرفان کی دولت نصیب
مل گیا پھر ذوقِ طاعت بے گماں

مومنوں پر رحمتوں کے در کھلے
مہرباں ان پہ خدائے دو جہاں

نظامِ عالم پہ پھر محمدؐ کے دین کا اقتدار ہوگا

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری مبلغ سنگا پور

جو مجھ سے پوچھو تو میں بتا دوں جہاں میں کیا انقلاب ہوگا
عروج قسمت میں کس کی لکھا ہے کون اب کامیاب ہوگا

میں دیکھتا ہوں زمانہ اب راستی کے سانچوں میں ڈھل رہا ہے
نئے تقاضوں کے زیرِ داماں مزاجِ انساں سنبھل رہا ہے

یہ دَور اب عنقریب اسلام کے تمدن کا دَور ہوگا
بلند و بالا جہاں میں قرآنِ صاحبِ غارِ ثورؐ ہوگا

نظامِ عالم پہ پھر محمدؐ کے دین کا اقتدار ہوگا
اٹھیں گے حسنِ ازل سے پردے اور عام دیدارِ یار ہوگا

رسولِ بطحاؐ کے فیض سے مستفیض سارا جہان ہوگا
نئی زمیں ہوگی پھر یہاں اور نیا ہی اک آسماں ہوگا

کئے تھے وعدے جو حق نے ارضِ حرم میں سردارِ دو جہاں سے
وہ کر دیئے ہیں اب اس نے پورے مجدد و مہدئ زماں سے

میں عاشقِ دینِ مصطفیٰؐ ہوں ہے اس کی تبلیغ کام میرا
سخن ورو! کس طرف ہو آؤ سنو یہ دلکش کلام میرا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مصلح دورِ آخر

تقریر محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء کے موقعہ پر مورخہ ۲۸ دسمبر کو آخری اجلاس میں محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد نے جو تقریر فرمائی۔ اس کا مکمل متن افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے:

تبارك الذى جعل فى السماء بروجاً وجعل فيها سراجاً وقمراً منيرا۔
(الفرقان)

اللہ تعالیٰ نے جس طرح ظاہری عالم میں شمس و قمر اور بارہ برج بنائے ہیں۔ اسی طرح روحانی عالم میں بھی ایک سراج منیر اور ایک قمر منیر اور بارہ برج بنائے ہیں

سیدنا و شفیعنا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم روحانی کے سراج منیر ہیں اور بارہ مجددین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدی کے بعد کی بارہ صدیوں میں ظاہر ہوئے وہ بمنزلہ بارہ برجوں کے ہیں اور چودھویں صدی کے مجدد حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اس کے قمر منیر ہیں۔ اور عالم ظاہری میں جو اہمیت و عظمت شمس و قمر کو حاصل ہے۔ وہی اہمیت و عظمت اور جلالت شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے متبع کامل اور عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم روحانی میں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

لن تهلك امة انا فى اولها والمسيح ابن مريم فى اخرها

(جامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۰۶)

یعنی وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کے اول میں میں ہوں اور مسیح موعود اس کے آخر میں ہوگا۔ گویا دو مبارک وجود امت محمدیہ کے لئے دو محفوظ قلعوں کی طرح ہیں۔ اور انہی دو وجودوں سے اسلام کی حفاظت اور اس کی عالمگیر ترقی وابستہ ہے۔ اور غور سے دیکھا جائے۔ تو جب سے نوع انسانی مختلف امصار و اقطار میں پھیلی ہے۔ اس وقت سے لے کر اس وقت تک صرف یہی دو مبارک وجود ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے کسی خاص قوم یا کسی خاص ملک کے لئے مبعوث نہیں فرمایا بلکہ بلا استثنا تمام عالم اور تمام بنی نوع انسان کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ خواہ وہ مشرقی ہوں یا مغربی۔ جنوبی ہوں یا شمالی

پس ایسے عظیم الشان انسان کی شناخت جس کے وجود سے اسلام کی ترقیات وابستہ قرار دی گئیں ہیں ہر انسان کا فرض ہے۔ اگرچہ حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل تو ایک دو نہیں بلکہ صدہا اور ہزارہا ہیں۔ مگر میں اس وقت ان خاص دلائل میں سے صرف چند ہی کا ذکر کرونگا جو خود حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی شناخت کے لئے بطور پیشگوئی بیان فرمائے ہیں۔

(۱)

كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم

— یعنی —

ضرورتِ زمانہ

ظہور مسیح موعود کا وقت اور مسلمانوں کی حالتِ زار

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دعوے میں صادق ہونے کی کہ میں مسیح موعود ہوں پہلی دلیل ضرورت زمانہ ہے۔ یعنی آپ نے اس وقت دعوے کیا ہے جو پیشگوئیوں کے وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت تھا۔ اور تمام عالم اسلامی بے تابی سے ان کے ظہور کا منتظر۔

اکابر علماء و بزرگان سلف نے مسیح و مہدی کے ظہور کا زمانہ تیرھویں صدی کا آخر اور زیادہ سے زیادہ چودھویں صدی کے ابتدائی دس سال تک خیال کیا تھا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان رئیس بھوپال اپنی مشہور کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں:

"وبہر تقدیر ظہور مہدی بر سر صد آیندہ احتمال قوی دارد"

یعنی ہر اندازے کے مطابق مہدی کے چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہونے کا احتمال قوی ہے۔

اور لکھتے ہیں:

"بر سر مائۃ چاردہم کہ دہ سال کامل آنرا باقی است اگر ظہور مہدی و نزول عیسےٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند"

یعنی چودھویں صدی کے سر پر جس کے آنے میں ابھی کامل دس سال باقی ہیں۔ اگر مہدی و مسیح کا ظہور و نزول ہوگیا۔ تو وہی مجدد و مجتہد ہونگے

اور صفحہ ۳۹۴ پر لکھتے ہیں:

"بعض از مشائخ و اہل علم گفتہ کہ خروج او بعد دوازدہ و صد سال از ہجرت بے شود و از سیزدہ صد تجاوز نہ کند"

یعنی بعض مشائخ اور اہل علم نے کہا ہے کہ ان کا خروج بارہ سو سال کے بعد ہوگا۔ اور تیرہ سو سال سے تجاوز نہیں کرے گا۔

اور نواب صاحب موصوف کو ان بزرگان سلف کے اقوال پر اس قدر یقین تھا کہ انہوں نے صفحہ ۴۲۹ میں یہاں تک لکھ دیا

"ایں بندہ عرض سلام دارد کہ اگر زمانہ حضرت روح اللہ علیہ السلام دریابم اول کسے کہ ابلاغ سلام نبوی کند من باشم۔"

یعنی یہ بندہ بڑی خواہش رکھتا ہے۔ کہ میں حضرت روح اللہ (عیسےٰ) کا زمانہ پاؤں تو پہلا شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام انہیں پہنچانے میں ہوں۔

(۲) مولوی حکیم سید محمد حسن مرحوم رئیس امروہہ نے بھی کواکب دریہ صفحہ ۱۵۰ میں مہدی کے آنے کا زمانہ ۱۳۰۰ھ لکھا ہے۔

(۳) اسی طرح حافظ برخوردار مرحوم اپنی کتاب "انواع" میں لکھتے ہیں:

تھیں اک ہزار دے گذرے تیرے سال
عیسیٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

جب ایک ہزار کے بعد تین سو سال گذر جائیں گے تو پھر عیسےٰ ظاہر ہوں گے۔

(۴) اور ابو الخیر نواب نور الحسن خان ابن نواب مولوی صدیق حسن خان مرحوم اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۱ میں لکھتے ہیں:

"اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ مہینے گذر چکے ہیں۔ شاید اللہ تعالےٰ اپنا فضل و عدل اور رحم و کرم فرمائے۔ چار چھ برس کے اندر مہدی ظاہر ہوجاویں۔"

اسی طرح امت محمدیہ کے بہت سے مشائخ و اولیاء اور محقق علماء قرآن مجید، احادیث اور اپنے کشوف پر غور کرکے اسی نتیجہ پر پہنچے تھے کہ مسیح موعود و امام مہدی کا ظہور تیرھویں صدی میں اور زیادہ سے زیادہ چودھویں صدی کے سر پر ہوگا اور اسی زمانے میں بعض بزرگوں نے مہدی و مسیح کے پیدا ہونے کی خوشخبری بھی دے

دی تھی۔

چنانچہ ایک ان میں سے حضرت مولوی عبداللہ غزنوی رح کے پیرو مرشد حضرت صاحب کو بھٹے والے بزرگ ہیں جن کے متعلق مولوی حمید اللہ ملا آئے سوات نے لکھا کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ حضرت صاحب کو بھٹے والے ایک دو سال اپنی وفات سے پہلے یعنی ۱۲۹۲ھ یا ۱۲۹۳ھ میں اپنے چند خواص میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ہر ایک باب سے معارف و اسرار میں گفتگو شروع تھی۔ ناگاہ مہدی معہود کا تذکرہ درمیان میں آ گیا۔ فرمانے لگے۔

"چہ مہدی پیدا شوی دے
او وقت د ظہور ندے۔"

یعنی مہدی پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ اور اس کے بعد حضرت موصوف نے سلخ ذی الحجہ ۱۲۹۴ھ میں وفات پائی۔"
(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۵ - ۳۸)

"اسی طرح ایک بزرگ گلاب شاہ نامی موضع جمال پور ضلع لدھیانہ میں گذرے ہیں۔ جن کے خوارق اس طرف بہت مشہور ہیں۔ انہوں نے چند لوگوں کے سامنے اپنا یہ کشف بیان کیا۔ جن میں سے ایک بزرگ کریم بخش نامی پرہیزگار موحد معمر سفید ریش نے حضرت مسیح موعودؑ کے روبرو جوش رقت سے چشم پر آب ہو کر کئی جلسوں میں جبکہ چودھویں صدی سے آٹھ برس گزرے تھے یہ گواہی دی کہ مجذوب گلاب شاہ صاحب نے آج سے تیس برس پہلے (اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر بیس سال کے قریب ہو گی تھی) یہ خبر دی تھی کہ عیسےٰ جو آنے والا تھا وہ پیدا ہو گیا ہے اور وہ قادیان میں ہے۔ میاں کریم بخش صاحب کا بیان ہے کہ میں نے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ تو آسمان سے اتریں گے وہ کہاں پیدا ہو گئے۔ تب انہوں نے جواب دیا کہ جو آسمان پر بلائے جاتے ہیں وہ واپس نہیں آیا کرتے۔ ان کو آسمانی بادشاہت مل جاتی ہے۔ وہ اس کو چھوڑ کر واپس نہیں آتے۔ بلکہ آنے والا عیسےٰ قادیان میں پیدا ہوا ہے۔ پھر انہوں نے میاں کریم بخش کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ وہ جھوٹی تفسیروں کا جھوٹ ہونا ثابت کرے گا۔ تب اک مسیح پر بڑا شور ہو گا اور تو دیکھے گا کہ مولوی کیسا شور مچائیں گے۔ اور یاد رکھ کہ تو دیکھے گا کہ مولوی کیسا شور مچائیں گے۔ جب میاں کریم بخش نے کہا کہ قادیان تو ہمارے گاؤں سے قریب دو تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس میں عیسےٰ کہاں ہے۔ اس کا انہوں نے کچھ جواب نہیں دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے میاں کریم بخش کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس شہادت کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور انہوں نے لدھیانے میں مولویوں کا شور بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔" (دیکھو نشان آسمانی صفحہ ۲۱ صفحہ ۲۹ ایڈیشن اول)

اسلام پر حملے

اور یہ بڑی ہی عجیب بات ہے کہ تیرھویں صدی کے آتے ہی اسلام پر دشمنوں کے حملے شروع ہو گئے۔ اور نصف صدی گذرنے تک تو گویا مسلمانوں پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اور جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ دوسری قومیں اسلام پر ایسی حملہ آور ہوئیں جیسے شدید فاقہ کش نہایت اعلےٰ اور مرغوب کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور بقول مولانا ابوالکلام آزاد

"۱۸۵۷ء کے انقلاب نے مسلمانوں کے ہر ایک نظم کو پارہ پارہ کر دیا۔ اور ان کے تمام امتیازات کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔"
(آزاد مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۵۱ء ص۲ کالم ۴)

مسلمانوں کی سیاسی طاقت بھی خاک میں مل گئی تھی اور روحانی عروج پر بھی زوال آ چکا تھا مذہبی غیرت بھی فنا ہو چکی تھی۔ اسلام کے رد اور پیغمبر اسلام حضرت سید الاولین والآخرین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مشتمل گندی اور دل آزار کتابیں پمفلٹ اور اشتہارات کروڑوں کی تعداد میں آریوں اور عیسائیوں وغیرہ کی طرف سے شائع ہو چکے تھے اور علمی اور فلسفیانہ رنگ میں اسلام پر ایسے ایسے اعتراضات کئے گئے تھے۔ جن کی نظیر پچھلے زمانوں میں نہیں ملتی۔ ملحد اور بے دین کرنے والا فلسفہ کا جال پھیلا دیا گیا تھا۔ جس میں نئے تعلیم یافتہ جوان ہی گرفتار نہیں ہو رہے تھے۔ بلکہ پرانی طرز کے اہل علم سمجھے جانے والے مسلمان بھی۔ یہاں تک کہ آگرہ کی شاہی مسجد کے امام و خطیب مولوی عماد الدین صاحب سے پادری عماد الدین بن گئے۔ اور ان کے علاوہ اور بہت سے مولوی مثلاً قاضی صفدر علی مولوی عبدالرحمٰن۔ مولوی نظام الدین۔ مولوی حسام الدین بمبئی اور مولوی عبداللہ بیگ اور مولوی سید علی اور مولوی حمید اللہ خان اور مولوی کرم دین الدین اور مولوی رجب علی اور وارث دین اور عبداللہ آتھم وغیرہ بھی پادری بن گئے ایک طرف سے عیسائی پادریوں نے اور دوسری طرف آریہ پنڈتوں نے اسلام کی مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔ اور جیسا کہ احادیث نبویہ میں بتایا گیا تھا کہ اسلام کا سب سے بڑا دشمن جو اس کے مٹانے کے لئے تمام مادی وسائل استعمال میں لائے گا وہ صلیبی مذہب ہو گا۔ جسے احادیث میں فتنہ دجال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے وہ فتنہ ہر جگہ اثر انداز ہو گا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک کشف میں دکھایا گیا تھا کہ المسیح الدجال خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے یعنی اسلام میں نقص و خلل اور عیب و فساد ظاہر کرنے کے لئے کوشاں اور عمارت اسلامی کو منہدم کر دینے کا خواہاں ہے۔ پھر اس کے پیچھے مسیح ابن مریم کو طواف کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اسلامی عمارت کا محافظ اور دجالی فتنہ و فساد کی اصلاح کرنے والا ہو گا۔ چنانچہ اس حدیث کی تشریح میں علامہ قطب الدین خان نے بحوالہ علماء و امام الطیبی لکھا ہے۔

"یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ دجال کافر ہے اس کو طواف کعبہ سے کیا کام ہے۔ جواب اس کا یہ دیا ہے علماء نے کہ یہ حضرت کے مکاشفات میں سے ہے۔ خواب میں تعبیر اس کی یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھایا کہ ایک روز ہو گا کہ عیسےٰ گرد دین کے پھریں گے واسطے قائم کرنے دین کے اور درستی کرنے خلل و فساد کے اور دجال بھی پھرے گا گرد دین کے بقصد خلل اور فتنہ ڈالنے کے دین میں کذا قال الطیبی رح
(مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۳۴۲)

اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ للامام ملا علی قاری جلد ۸ صفحہ ۲۰۹ اور مجمع البحار للعلامہ امام محمد طاہر جلد ۲ صفحہ ۲۱۹ صفحہ ۳۳۱ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

عیسائیت کی یلغار اسلام پر

چنانچہ گزشتہ صدی میں عیسائی مغربی اقوام کے دنیا پر تسلط و تفوق غلبہ و اقتدار نے یورپ کے متعصب پادریوں میں اسلام کے خلاف ایک شدید جوش پیدا کر دیا تھا۔ یورپ و امریکہ ہی نہیں، تمام دنیا کے ماتحت فرزندان اسلام کو عیسائیت کا حلقہ بگوش اور فرزندان تثلیث کا پرستار بنانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی۔ اور جابجا تبلیغی مشن قائم کر دیئے تھے اور اپنی کامیابی اور مسلمانوں کی زبوں حالی دیکھ کر عیسائیوں کے حوصلے بہت بلند ہو چکے تھے۔ اور وہ یقین کرنے لگے تھے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اسلامی دنیا عیسائیت کی آغوش میں آ جائیگی اور اسلام کا نام دنیا سے بالکل مٹ جائیگا۔ اس کا اندازہ امریکہ کے ایک مشہور پادری مسٹر جان ہنری بیروز کے ان لیکچروں سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ جو اس نے انیسویں صدی کے نصف آخر میں ہندوستان کے مختلف شہروں میں دیئے تھے۔ اس نے عیسائیت کے عالمی اثرات کے زیر عنوان اپنے ایک لیکچر میں عیسائیت کی عظیم الشان فتوحات پر فخر کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ

"اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار آج ایک طرف لبنان پر ضوافگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی چمکار سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورت حال پیش خیمہ ہے۔ اس آنے والے انقلاب کا کہ جب قاہرہ دمشق اور تہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں (یعنی عرب میں) بھی پہونچے گی۔ اس وقت خداوند یسوع اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکے کے شہر اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہو گا اور بالآخر وہاں اس حق و صداقت کی منادی کی جائے گی کہ ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور یسوع مسیح کو جانیں جسے تو نے بھیجا ہے۔" (بیروز لیکچر صفحہ ۴۲)

عیسائیت کی اتنی ترقی اور غلبہ کو دیکھ کر اور مسلم علماء اور ائمہ مساجد اور عوام کے ارتداد اور نئے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے الحاد اور بے دینی کو ملاحظہ کر کے دردمندان اسلام کے دل بیٹھے جا رہے تھے۔ اور انہیں اس طوفان ضلالت سے کشتی اسلام کی نجات کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا تھا۔ چنانچہ مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے ۱۸۷۹ء میں اسلام کی حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے۔ وہ اسلام کی غربت اور مسلمانوں کی انتہائی بے چارگی کی صحیح حالت ظاہر کرتا ہے۔ آپ اپنے مشہور مسدس میں لکھتے ہیں۔

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

پھر اسلام کو ایک باغ سے تشبیہ دیکر فرماتے ہیں:-

پھر اک باغ دیکھے گا اجڑا سراسر
جہاں خاک اڑتی ہے ہر سو برابر
نہیں زندگی کا کہیں نام جس پر
ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جس کی جل کر
نہیں پھول پھل جس میں آنے کے قابل
ہوئے روکھ جس کے جلانے کے قابل
چمن میں ہوا آچکی ہے خزاں کی
پھری ہے نظر دیر سے باغباں کی
صدا اور ہے بلبل نغمہ خواں کی
کوئی دم میں رحلت ہے اب گلستاں کی
تباہی کے خواب آرہے ہیں نظر سب
مصیبت کی ہے آنیوالی سحر اب

پھر آپ نے بطور مناجات اور دعا نہایت درد انگیز و رقت خیز نظم لکھی ہے جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان الفاظ میں التجا و دعا کی گئی ہے :-

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی سیزر و کسریٰ
خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے
وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے
فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اس کے بعد دو مشہور و معروف مسلم لیڈروں کی شہادت پیش کرنا بھی مناسب خیال کرتا ہوں۔ اور وہ ہیں ڈاکٹر اقبال مرحوم اور مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم۔ پہلے مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے تھے اور دوسرے کانگرس سے۔

ڈاکٹر اقبال مرحوم مسلمانوں کی حالت یوں بیان فرماتے ہیں :-

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں
بت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں
تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں
رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے
شور ہے ہوگئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

(بانگ درا صفحہ ۲۲۵-۲۲۶)

پھر آپ جاوید نامہ میں یہ ذکر کر کے کہ مغرب کے فلاسفروں نے اپنی تلبیسانہ اور مزورانہ منطق و سائنس سے دنیا کو تاریک کر دیا ہے۔ اور امیر ہوں یا فقیر، عالم ہوں یا درویش، سبھی اپنا کام جھوٹ دغا اور فریب سے نکال لیتے ہیں۔ لکھتے ہیں :-

عالماں از علم قرآں بے نیاز
صوفیاں درندہ گرگ و مُو دراز
ہم مسلمانان افرنگی مآب
چشمۂ کوثر بجویند از سراب
بے خبر از سر دیں اند ایں ہمہ
اہل کیں اند اہل کیں اند ایں ہمہ

(جاوید نامہ صفحہ ۲۳۴)

یعنی علماء علم قرآن سے بے بہرا ہیں۔ اور صوفی پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔ اور فرنگی طبع نقال مسلمان سراب سے چشمۂ کوثر کے جویاں ہیں۔ یہ سب کے سب دین کے اسرار سے بے خبر ہیں اور بڑے ہی کینہ پرور ہیں۔

اور لکھتے ہیں :-

عقلہا بے باک وہ لہا بے گداز
چشمہا بے شرم غرق اندر مجاز

(" صفحہ ۲۳۶)

یعنی عقلیں بے باک ہوگئی ہیں اور دلوں میں گداز نہیں رہا۔ اور آنکھوں میں شرم نہیں اور مجاز میں غرق ہیں۔

پھر مذہبی معلموں اور راہنماؤں سے متعلق جن کا عام طبقہ پر اثر ہوتا ہے لکھتے ہیں :-

بے نصیب از حکمت دین نبی
آسمانش تیرہ از بے کوکبی
کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد
ملت از قال و اقولش فرد فرد
مکتب و ملا و اسرار کتاب
کور مادر زاد و نور آفتاب

یعنی ملا دین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حکمت سے بے نصیب ہے اس کا آسمان ستاروں کے نہ ہونے کی وجہ سے تاریک و تار ہے۔ وہ کم نگاہ و کور ذوق اور ہرزہ گرد ہے اور اس کی فضول قال و اقول نے ملت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ مکتب اور اس کا ملا قرآن شریف کے اسرار سے ویسے ہی نابلد ہیں جیسے مادر زاد اندھا آفتاب کے نور سے۔

یہ تو ہوئی زمانہ کے عالموں صوفیوں دینی معلموں اور بزرگوں کی حالت۔ اب سنئے نوجوانوں کا حال جن پر قوم کے مستقبل کا دارومدار ہوتا ہے :-

نوجواناں تشنہ لب خالی ایاغ
شستہ رو تاریک جاں روشن دماغ
کم نگاہ و بے یقین و نا امید
چشم شاں اندر جہاں چیزے ندید

(صفحہ ۲۳۶)

یعنی نوجوان تشنہ لب ہیں اور پیالہ خالی ہے۔ منہ تو دھلے ہوئے چمکیلے ہیں مگر روح تاریک ہے۔ دماغ روشن ہیں مگر دور اندیش نہیں وہ کم نگاہ بے یقین اور نا امید ہیں ان کی آنکھ نے دنیا میں کچھ نہیں دیکھا۔

دوسری شہادت مولانا ابو الکلام آزاد کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں :-

"آج دنیا پھر تاریک ہے وہ روشنی کے لئے پھر تشنہ ہے۔ ..... اور پھر اسے بھول گئی ہے جس کی تلاش میں بار بار نکلی تھی۔ اس کا وہ پرانا دکھ جس کے علاج کے لئے خدا کے رسولوں نے آہ و زاری کی اور جس کو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ تعالے کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا آج پھر تازہ ہو گیا ہے جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی جبکہ اسلام کا ظہور ہوا ویسی ہی تاریکی آج تہذیب و تمدن کے نام سے پھیلی ہوئی ہے جبکہ اسلام اپنی غربت اولے میں مبتلا ہے اگر اس زمانے میں دنیا میں سب سے بڑی تاریکی بت پرستی کی تھی۔ تو اس کی جگہ آج ہر طرف نفس پرستی چھا گئی ہے۔ اس وقت انسان پتھروں کے معبودوں کو پوجتا تھا۔ اب خود اپنے تئیں پوجتا ہے۔ خدا کی پرستش اس وقت بھی نہ تھی۔ اور اس کے پوچھنے والے آج بھی نہیں رہے۔ دنیا کی کونسی بیماری ہے جو آج پھر عود نہیں کر آئی ؟ جب وہ بیمار تھی تو کیا اس کی حالت ایسی ہی نہ تھی۔ جیسی کہ آج ہے۔ پہلے وہ پتھر کی چٹان پر بیماری کی کروٹیں بدلتی ہوگی۔ اب چاندی سونے کے پلنگ پر لیٹ کر کراہتی ہے۔ لیکن بستر کے بدل جانے سے بیمار کی حالت نہیں بدل سکتی۔ انسان لہو و لعب حیات اور غرور و زخارف دنیوی کے نشہ سے شاید ہی کبھی اس درجہ مست ہوا ہوگا۔ جیسا کہ اس وقت ہو رہا ہے۔ اس کی معصیت پرستی قدیمی ہے اور شیطان اس وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہ انسان ہے۔ تاہم معصیت کی حکومت اتنی جابر و قاہر کبھی بھی نہ ہوئی تھی۔ اور شیطان کا تخت اس عظمت اور دبدبہ سے کبھی بھی زمین کی سطح پر نہ بچھایا گیا تھا جیسا کہ اب قائم و مسلط ہے۔" (البلاغ جلد ۴ صفحہ ۱)

پس جیسے اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید میں ضرورت زمانہ کو آیت ظهر الفساد فی البر والبحر میں بطور دلیل پیش کیا ہے۔ کہ خشکی اور تری یعنی عالموں اور جاہلوں اور ان لوگوں میں جن کے پاس الٰہی کتاب تھی اور جن کے پاس نہیں تھی خرابی واقع ہو چکی تھی اور وہ صحیح راستہ سے ادھر ادھر بھٹک گئے ہیں۔ اور اکثر ان میں شرک اور انواع و اقسام کی تاریکیوں میں مبتلا ہیں اور خدا تعالے کی یاد سے بکلی غافل ہیں۔

اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ضرورت زمانہ کو اپنی صداقت کے لئے بطور دلیل پیش کیا تھا۔ آپ نے یہود سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :-

"شام کو تم کہتے ہو کہ کھلا رہیگا کیونکہ آسمان لال ہے اور صبح کو یہ کہ آج آندھی چلے گی۔ کیونکہ آسمان لال اور دھندلا ہے۔ تم آسمان کی صورت میں تو تمیز کرنا جانتے ہو مگر زمانوں کی علامتوں میں تمیز نہیں کر سکتے۔"

(متی ۱۶/۳)

اسی دلیل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صادق ہونا اور منجانب اللہ ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ ایسے وقت میں ظاہر ہوئے جبکہ زمانہ صرف بزبان حال ہی نہیں بلکہ بزبان قال بھی پکار رہا تھا کہ اب مسیح موعود و مہدی معہود کو ظاہر ہونا چاہیئے ... اس موقعہ پر چند اقوال بطور مثال ذکر کر دینا بے محل نہ ہوگا۔

(۱) کتاب "خون حرمین" کے مصنف اسلام کی تباہی و بربادی کا حال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور عرض کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"خدارا ایسی بے بسی اور نازک حالت میں اپنے نام لیواؤں پر رحم کرتے ہوئے امام آخر الزمان کو جلد بھیجئے۔ تا کہ ضعیف الایمان امت کے ایمان اور ایقان میں پھر بالیدگی کی روح پیدا ہو اور ضلالت کا فقدان ہو۔ یا رسول اللہ اب عقل اور اسباب ظاہری کا سہارا جاتا رہا۔ قوے بے کار ہوگئے ہمتیں پست ہوگئیں۔ خونخواران مشیت نے ان کو قعر ذلت میں اس طرح دھکیل دیا کہ اب پھر ابھرنے کی صورت نظر نہیں آتی۔ اے نبی اللہ بتایئے کہ شکستہ دل اور زخموں سے چور امت اپنے درد کی دوا کہاں

پڑے گی۔ اور کیونکر امام موعود علیہ السلام کے حضور اپنی فریاد پہنچائے گی۔ اب دل کے زخم کی ٹیک اور سوزش ناقابل اظہار ہے۔"

(۳) اسی طرح ایک مولوی شکیل احمد سہسوانی ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں اہل اسلام کی خطرناک حالت سے خائف و دہشت زدہ ہو کر مسلمانوں اور اسلام کا نقشہ کھینچتے ہوئے خدا کے حضور عرض کرتا ہے ؎

دین احمد کا زمانہ سے مٹا جاتا ہے نام
قہر ہے اے مرے اللہ یہ ہوتا کیا ہے
کس لئے مہدی برحق نہیں ظاہر ہوتے
دیر عیسٰے کے اترنے میں خدایا کیا ہے
عالم الغیب ہے آئینہ ہے تجھ پر سب حال
گیا کہوں ملت اسلام کا نقشہ کیا ہے
رات دن فتنوں کی بوچھاڑ ہے بارش کی طرح
گر نہ ہو تیری حمایت تو ٹھکانا کیا ہے

(الحق الصریح فی حیاۃ المسیح صـ۱۳۳ مؤلفہ مولوی بشیر سہسوانی ۱۳۰۹ھ)

(۴) اور ابوالخیر نواب نورالحسن خان ابن نواب مولوی صدیق حسن خان "اقتراب الساعۃ" میں لکھتے ہیں:

"اس کتاب کے لکھنے تک (چودھویں صدی سے) چھ مہینے گزر چکے ہیں شائد اللہ تعالےٰ اپنا فضل و عدل اور رحم و کرم فرمائے کہ چار چھ برس کے اندر مہدی ظاہر ہو جاویں۔"

(اقتراب الساعۃ صـ۲۲۱)

اور اس کتاب کے صـ۲۳۳ میں یہ ذکر کرکے کہ صحیحین بخاری اور مسلم میں نزول مسیح کا بیان آیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"اگر یہ بات ٹھہری کہ عیسٰے علیہ السلام ہی مہدی ہوں گے تو بھی ہمارا کچھ نقصان نہیں فقط اتنی بات ہے کہ احادیث ظہور مہدی علیہ السلام بلاکسی وجہ وجیہ کے اسقط و ساقط ہوتی ہیں یہ سبھی۔ کہیں حضرت ابن مریم عیسٰے علیہ السلام ہی جلد رونق بخش ہوں۔ اگر مہدی نہیں آتے تو نہ آویں ؎

بلا سے کوئی ادا انکی بدنما ہو جائے
کسی طرح سے تو مٹ جائے ولولہ دل کا
مدد کرلے اثر بے کسی و تنہائی
ہے آج لشکر غم سے مقابلہ دل کا
زیادہ مت دل مضطر کو بیقرار کرو
زمیں نہ لوٹ دے الٹ دیں یہ زلزلہ دل کا"

(۷) چوہدری محمد حسین ایم۔ اے کا منظوم مکالمہ "نالۂ یتیم" صـ۳۵ میں لکھتے ہیں:

"یارب ہمیں اتنی لمبی عمر دے کہ ہم اس رحمۃ للعالمین کے نائب کا زمانہ دیکھیں۔ یارب ہم پر رحم فرما اور اسے ابھی بھیج۔ اگر یہ وقت اس کے ظہور کا نہیں تو اور کونسا ہو گا ؎

بیا بیا کہ نسیم بہار مے گزرد
بیا کہ گل ز رخت شرمسار مے گزرد
بیا کہ فصل بہار است موسم شادی
مدار منتظرم روزگار مے گزرد

(۵) اسی طرح شیعہ حضرات نے خروج مہدی کے اشتیاق میں کہا ہے ؎

بیا اے امام صداقت شعار
کہ بگذشت از حد غم انتظار
ز روئے ہمایوں بیفگن حجاب
عیاں ساز رخسار چوں آفتاب
بروں آید از منزل اختفا
نمایاں کن آثار مہر و وفا

(غایۃ المقصود صـ۸۴)

(۶) ڈاکٹر سر محمد اقبال لکھتے ہیں ؎

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

(۶) یورپ کے محقق عیسائی بھی مسیح کی ضرورت محسوس کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ مشہور پروفیسر سیکنزی اپنی کتاب انٹروڈکشن ٹو سوشیالوجی میں لکھتے ہیں:۔

"کامل انسانوں کے بغیر سوسائٹی معراج کمال پر نہیں پہنچ سکتی ..... ہمیں معلم بھی چاہیئے اور پیغمبر بھی ..... غالباً ہمیں ایک مسیح کی ضرورت ہے۔"

(اقبال نامہ صـ۲۶۲، صـ۲۶۳ مرتبہ شیخ عطاء اللہ ایم۔ اے شعبہ معاشیات مسلم یونیورسٹی علیگڑھ)

پھر وہ تمام لوگ جو حالت زمانہ اور مقتضائے وقت کو دیکھ کر یہ چاہ رہے تھے کہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

وہ یہ خواہش بھی رکھتے تھے کہ آنے والا خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے تربیت یافتہ اور اس کا مامور ہو۔ وہ سمجھتے تھے کہ صرف عقلی موشگافیوں اور انسانی کوششوں سے اقامت دین اور اصلاح امت کا کام ہرگز نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ان کی اس دبی ہوئی خواہش کا ذکر مولوی مودودی صاحب نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

"اکثر لوگ اقامت دین کی تحریک کے لئے کسی ایسے مرد کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو ان میں سے ایک ایک شخص کے تصور کمال کا مجسمہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل نبی کے طالب ہیں اگرچہ زبان سے ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں۔ اور کوئی اجرائے نبوت کا نام بھی لے دے تو اس کی زبان گدی سے کھینچنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ مگر اندر سے ان کے دل ایک نبی مانگتے ہیں۔ اور نبی سے کم کسی پر راضی نہیں۔"

(ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۴۲ء صـ۳۰)

پس زمانہ مسیح و مہدی کے ظہور کا مقتضی تھا۔ اور یہ ہو نہیں سکتا تھا کہ اللہ تعالےٰ بیماری تو پیدا ہونے دے اور اس کے علاج کی کوئی صورت پیدا نہ کرے۔ تاریکی کو پھیلنے دے۔ مگر اس کے دور کرنے کے لئے نور نازل نہ فرمائے۔ تشنگی جانسوز سے مخلوق کو تڑپتے تو دیکھے لیکن خوشگوار اور حیات بخش نہر جاری نہ کردے۔ بقول ڈاکٹر اقبال علماء تک روحانی لحاظ سے اندھے ہو جائیں۔ لیکن انہیں آنکھیں بخشنے کے لئے کوئی مسیحا نہ بھیجے۔ قسم ہے اس کے تقدس و جلال کی کہ وہ رحمٰن۔ رحیم۔ علیم۔ حکیم۔ خبیر و بصیر خدا ایسا کبھی نہیں کرتا۔ کہ زہر تو پھیلنے دے۔ لیکن اس کے لئے تریاق پیدا نہ کرے۔ اس نے اپنی عادت قدیمہ وسنت مستمرہ کے مطابق زمانے کی ضرورتوں اور بیماریوں پر نظر فرما کر طبیب حاذق بھیجدیا۔ اب قصور ہے تو اس بیمار کا جو اپنی بیماری کا اقرار کرنے کے باوجود خدا کے بھیجے ہوئے طبیب کی رُوح پرور باتوں کو ہذیان بتائے۔

اے سننے والو سنو کہ وہ موعود مسیح و امام مہدی پیشگوئیوں کے مطابق تیرھویں صدی ہجری میں پیدا ہوا۔ اور اس نے ۱۲۹۰ھ میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف پایا۔ اور چودھویں صدی کے آغاز ۱۳۰۶ھ میں مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اور مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے یہ اعلان فرمایا:

"اے مسلمانو اگر تم سچے دل سے حضرت خداوند تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہو اور نصرت الٰہی کے منتظر ہو تو یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آگیا۔ اور یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبہ نے اس کی بنیاد ڈالی ہے۔ بلکہ یہ وہی صبح صادق ظہور پذیر ہوگئی ہے۔ جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ خدا تعالےٰ نے بڑی ضرورت کے وقت تمہیں یاد کیا قریب تھا کہ تم کسی مہلک گڑھے میں جا گرتے مگر اس کے باشفقت ہاتھ نے جلدی سے تمہیں اٹھا لیا۔ سو شکر کرو اور خوشی سے اچھلو جو آج تمہاری تازگی کا دن آگیا۔ خدا تعالےٰ نے اپنے دین کے باغ کو جس کی راستبازوں کے خون سے آبپاشی ہوئی تھی کبھی ضائع نہیں کرنا چاہا کہ غیر قوموں کے مذاہب کی طرح اسلام بھی پرانے قصوں کا ذخیرہ ہو جس میں موجودہ برکت کچھ بھی نہ ہو۔ ظلمت کے کامل غلبہ کے وقت اپنی طرف سے نور بھیجتا ہے۔ کیا تم سلخ کی رات کو جو ظلمت کی آخری رات ہے، دیکھ کر حکم نہیں کرتے کہ کل نیا چاند نکلنے والا ہے۔ افسوس کہ تم دنیا کے ظاہری قانون قدرت کو تو خوب سمجھتے ہو مگر اس روحانی قانون قدرت سے جو اس کا ہم شکل ہے بکلی بے خبر ہو۔" (روحانی خزائن جلد ۳ صـ۱۰۴ و صـ۱۰۵ بحوالہ ازالۂ اوہام)

اور وہ مسلمان لیڈر جو یورپ کے فلسفہ سے متاثر ہو کر اور مذہب پر علوم جدیدہ کے حملے مشاہدہ کرکے اور علمائے یورپ کے قرآن مجید پر انتقادی ابحاث اور اعتراضات سے مرعوب ہو کر اسلامی عقائد اور قرآن مجید کی دوراز کار تاویلیں کرکے انہیں ایسے رنگ میں پیش کر رہے تھے۔ کہ گویا ان میں اور فلسفہ مغرب میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔ جیسا کہ سر سید مرحوم نے دعا کی تاثیر اور ملائکہ کے خارجی وجود سے انکار کردیا۔ اور انبیاء کی وحی کو خود انہیں کا نفسی کلام قرار دیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے خیالات کو دلیل اور ذاتی مشاہدہ اور تجربہ کی بناء پر رد کرتے ہوئے فرمایا:

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے۔ اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کرکے بے دل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں۔ کیسے ہی نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں۔ مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے۔ جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملے سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ

حال کے علوم مخالفہ جبا لتیں تب کرے گا۔ اسلام کی ان طاقتوں کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الہٰی طاقت ایسا ضعیف کر دے کہ کالعدم کر دیوے"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۴ و ۲۵۵)

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب وہ موعود مسیح و امام مہدی پیشگوئیوں کے مطابق عین چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو گیا تو جیسا کہ آیت

وکانوا من قبل یستفتحون
علی الذین کفروا فلما
جاءھم ما عرفوا کفروا
بہ

میں یہود کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ پہلے تو ایک نبی مثیل موسیٰ کی آمد کے انتظار میں تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس نبی کے ذریعہ سے ہم دوسروں پر فتح حاصل کریں گے۔ مگر جب وہ نبی وعدہ کے مطابق آ گیا تو اس کے منکر ہو گئے۔ کیونکہ وہ ان کی خواہشات کے مطابق بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ بلکہ بنی اسمٰعیل میں سے ظاہر ہوا تھا۔ اسی طرح اس زمانے میں بھی جب خدائی وعدہ کے مطابق مسیح موعود ظاہر ہوا تو علماء نے جو اس کے منتظر تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اس کے ذریعہ سے اسلام دوسرے مذاہب پر غالب آئے گا اس پر کفر کے فتوے لگائے۔ اور اس وجہ سے اس کے منکر ہو گئے۔ کہ وہ بنی اسرائیل میں سے ظاہر نہیں ہوا بلکہ امت محمدیہ میں سے ظاہر ہوا ہے۔

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہو گئی جو ان الفاظ میں کی گئی تھی کہ اے مسلمانو! تمہاری کیا حالت ہوگی۔ جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے۔ یعنی اس وقت تمہاری حالت ویسی ہی ہوگی جیسے مسیح ابن مریم کے مبعوث ہونے کے وقت یہودیوں کی تھی۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ جب آخری زمانے میں مسلمان اپنی اخلاقی عملی اور ایمانی حالت میں یہود و نصاریٰ سے مشابہ ہو جائیں گے۔ اور اپنی امتیازی اسلامی حالت پر قائم نہیں رہیں گے۔ ایک گروہ ان میں سے یہود کے نقش قدم پر ہوگا۔ اور ایک گروہ عیسائیت کی پیروی اختیار کرے گا اور یہود و نصاریٰ کی عادات و خیالات اور ان کے لباس و طرز معاشرت سے متاثر ہوگا تو اس وقت ان کی اصلاح کے لئے بھی انہی میں سے ایک مسیح ابن مریم بھیجا جائے گا جو پہلے مسیح ابن مریم سے مماثلت رکھتا ہوگا۔ یعنی جیسے یہود سے مماثلت اختیار کرنے والے امت محمدیہ میں سے ہوں گے۔ اور نصاریٰ کے نقش قدم پر چلنے والے بھی اسی امت میں سے۔ اسی طرح ان کی اصلاح کرنے والا مسیح ابن مریم بھی امت محمدیہ ہی کا ایک فرد ہوگا۔ اور اس کے لئے نزول کا لفظ اس وجہ سے اختیار فرمایا گیا ہے کہ اس کا آنا نعمت کے طور پر تھا۔ اور وہ آسمانی برکتوں اور نور کا حامل تھا۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے آیت

قد انزل اللہ الیکم
ذکراً رسولاً یتلوا علیکم
اٰیات اللہ

اور رزق کے لئے آیت

وینزل لکم من السماء رزقاً

میں اور آیت

وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ
ازواج

میں آٹھ قسم کے چارپاؤں کے لئے نزول کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور احادیث نبویہ میں افراد امت محمدیہ کے یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلنے اور ان کی طرح مختلف فرقوں میں تقسیم ہو جانے کی پیشگوئیاں موجود ہیں اور وہ ہمارے زمانہ میں بلفظہا پوری ہو گئی ہیں۔ یعنی مسلمان بھی یہود و نصاریٰ کی طرح بہت سے فرقوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ اور ایک فرقہ نے دوسرے فرقہ کو جزا و دل بار کافر و مرتد کے خطاب سے نوازا ہے۔

چنانچہ ۱۹۵۳ء کے فسادات کی تحقیقاتی عدالت میں جب کفر کے وہ مطبوعہ فتوے پیش ہوئے۔ جو مسلمان فرقوں نے ایک دوسرے کے خلاف دیئے ہیں۔ تو فاضل ججوں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا۔

"شیعوں کے نزدیک تمام سنی کافر ہیں۔ اور اہل قرآن یعنی وہ لوگ جو حدیث کو معتبر نہیں سمجھتے اور واجب التعمیل نہیں مانتے۔ متفقہ طور پر کافر ہیں۔ اور یہی حال آزاد مفکرین کا ہے۔ اس تمام بحث کا آخری نتیجہ یہ ہے کہ شیعہ سنی۔ دیوبندی اہل حدیث اور بریلوی لوگوں میں سے کوئی بھی مسلم نہیں"

(رپورٹ اردو ترجمہ صفحہ ۲۳۲)

مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے اپنے مسدس میں مسلمانوں کی حالت اس طرح بیان کی ہے

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر
تو مبعوث ہم میں بھی ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر
ضلالات یہود اور نصاریٰ کی اکثر
یونہی جو کتب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

اور ڈاکٹر علامہ اقبال مسلمانوں کی حالت سے متعلق یہ کہتے ہیں :-

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اور رسالہ المنبر ۱۴ دسمبر ۱۹۶۴ء لائل پور میں ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ جس کے دو شعر یہ ہیں

خلق خدا سے پیار نہ خالق سے واسطہ
اس درجہ گر گئے ہیں مقام بشر سے ہم
ہیں شکل میں نصاریٰ تو کردار میں یہود
کس دل سے پیار کرتے ہیں خیر البشر سے ہم

پس جب مسلمانوں کی حالت یہود و نصاریٰ کی طرح ہو گئی۔ تو اللہ تعالےٰ نے امت مرحومہ پر رحم فرما کر عین ضرورت کے وقت انہیں میں سے ایک کو مسیح ابن مریم بنا کر بھیجا۔ جس کا نام نامی و اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

اماماً مهدیاً

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ اماماً مهدیاً کہ وہ امام مہدی ہوگا (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱) اور اسی طرح آپ نے فرمایا لا مهدی الا عیسی ابن مریم (ابن ماجہ مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۵۷) یعنی المهدی عیسیٰ ابن مریم ہوں گے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے مہدی کے لئے تمام مسلمان "امام مہدی" کے الفاظ لکھتے اور بولتے رہے ہیں۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اماماً مهدیاً کے الفاظ صرف مسیح موعود ہی کے لئے استعمال فرمائے ہیں کسی اور کے لئے ہرگز نہیں اور آنے والے مسیح ابن مریم کو امام مہدی قرار دینے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس زمانے میں صرف وہی ایک امام ہوں گے۔ جو خدا تعالےٰ سے براہ راست ہدایت پائیں گے۔ اور ان کی علمی اور عملی تکمیل بلا واسطہ کسی استاد کے ہوگی۔ اور اس زمانہ میں مسلمانوں کا کوئی اور امام نہ ہوگا۔ چنانچہ جس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوےٰ کیا تھا۔ اس وقت مسلمان علماء کی جو حالت تھی۔ اس کا کچھ اندازہ مندرجہ ذیل حوالے سے لگایا جا سکتا ہے۔

ابوالخیر نواب مولوی نورالحسن خان ابن نواب مولوی صدیق حسن خان جنہوں نے درحقیقت اپنے والد کے خیالات و افکار کی ترجمانی کی ہے مسلمان علماء کی حالت ۱۳۰۱ھ میں بیان کرتے ہیں۔

"یہ بڑے بڑے فقیہ بڑے بڑے مدرس یہ بڑے بڑے درویش جو ڈنکا دینداری اور خدا پرستی کا بجا رہے ہیں۔ رد حق تائید باطل تقلید مذہب تقلید مشرب میں مخدوم عوام کالانعام ہیں۔ سچ پوچھو تو دراصل پیٹ کے بندے نفس کے مرید اور ابلیس کے شاگرد ہیں۔ چندیں شکل از رائے اکل ان کی دوستی دشمنی ان کے باہم کا رد و کد صرف اسی حسد اور کینہ کے لئے ہے نہ کہ خدا کے لئے نہ امام کے لئے نہ رسول کے لئے۔" (اقتراب الساعۃ صفحہ ۵ مطبوعہ مصر بنارس ۱۳۰۱ھ)

اور صفحہ ۱۰ میں لکھتے ہیں :-

"نفی شرک و بدعت، منع تقلید کے پیچھے مولویوں میں رات دن قصہ جھگڑا رہتا ہے۔ ایک دوسرے کو کافر بتاتا ہے۔ حق کو باطل اور باطل کو حق ٹھہراتا ہے۔ اور یہی فتنہ سبب اعظم ہے غربت اسلام اور قرب قیامت کا"

اور صفحہ ۵۶ میں لکھتے ہیں :

"اس وقت میں نہ کوئی جماعت مسلمین ہے نہ امام۔ کنارہ کشی کا زمانہ ہے"

ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لوگوں کا امام بنا کر مبعوث فرمایا۔ ایسا امام جسے اللہ تعالےٰ نے بلا واسطہ معارف و حقائق قرآنیہ کا علم بخشا۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

"سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا ہے۔ سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا۔ اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں میرا یہی حال ہے۔ اور کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے پس یہی مہدویت ہے جو نبوت کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرار دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔" (روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۴ بحوالہ ایام الصلح)

اور فرماتے ہیں :

"براہین سے پہلے کہ آج تک جو قدر

متفرق کتابوں میں اسرار اور نکات دینیہ خدا تعالیٰ نے میری زبان پر باوجود نہ ہونے کسی استاد کے جاری کئے ہیں اور جس قدر میں نے اپنی عربیت میں باوجود نہ پڑھنے علم ادب کے بلاغت اور فصاحت کا نمونہ دکھایا ہے اس کی نظیر اگر موجود ہو تو کوئی صاحب پیش کریں۔ اور اگر نہ دکھلا سکیں تو یہ امر ثابت ہے کہ مہدی برکتیں اس زمانے میں خارق عادت کے طور پر مجھ کو عطا کی گئی ہیں جن کی رو سے مہدی معہود ہونا میرا لازم آتا ہے۔ کیونکہ جب کہ خدا تعالیٰ نے بغیر انسانی توسط کے یہ تمام برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمائیں جن کی وجہ سے آپ کا نام مہدی ہوا۔ یعنی آپ کو بلا واسطہ کسی انسان کے محض خدا کی ہدایت نے یہ کمال بخشا۔ ایسا ہی بغیر انسانی توسط کے یہ روحانی برکتیں مجھ کو عطا کی گئیں۔ اور یہی مہدی کی نشانی اور حقیقت مہدویت ہے ... میں خدا کی طرف سے علم پاکر اس بات کو جانتا ہوں کہ دنیا کی مشکلات کے لئے جو میری دعائیں قبول ہو سکتی ہیں دوسروں کی ہرگز نہیں ہو سکتیں اور جو دینی اور قرآنی حقائق و معارف اور اسرار مع لوازم بلاغت و فصاحت کے میں لکھ سکتا ہوں دوسرا ہرگز نہیں لکھ سکتا۔ ایک دنیا جمع ہو کر میرے اس امتحان کے لئے آئے تو مجھے غالب پاوے گی۔ اور اگر تمام لوگ میرے مقابل پر اٹھیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے میرا ہی پلہ بھاری ہوگا۔ دیکھو میں صاف صاف کہتا ہوں اور کھول کر کہتا ہوں کہ اس وقت اے مسلمانو! تم میں وہ لوگ بھی موجود ہیں جو مفسر اور محدث کہلاتے ہیں۔ اور قرآن کے حقائق اور معارف جاننے کے مدعی ہیں اور بلاغت اور فصاحت کا دم مارتے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی موجود ہیں جو فقرا کہلاتے ہیں۔ اور چشتی اور قادری اور نقشبندی اور سہروردی وغیرہ ناموں سے اپنے تئیں موسوم کرتے ہیں۔ اٹھو اور اس وقت ان کو میرے مقابلہ پر لاؤ۔ پس اگر میں اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہوں کہ یہ دونوں شانیں یعنی شان عیسوی اور شان محمدی مجھ میں جمع ہیں۔ اگر میں وہ نہیں ہوں جس میں یہ دونوں شانیں جمع ہوں گی۔ اور ذوالبروزین ہوگا تو میں اس مقابلہ میں مغلوب ہو جاؤنگا ورنہ غالب آجاؤں گا۔"

(روحانی خزائن ۱۴ بحوالہ ایام الصلح صفحہ ۴۰۶ و ۴۰۷)

اسی طرح حضور اقدس اربعین میں فرماتے ہیں:-

"اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں میرا کوئی ہم پلہ ٹھہر سکے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔"

(اربعین صہ ۳ ص ۲۴)

آپ نے قرآنی حقائق و معارف بیان کرنے میں علمائے اسلام کو مقابلے کی بار بار دعوت دی۔ مگر کسی کو طاقت نہ ہوئی کہ وہ مرد میدان بن کر آپ کے مقابلے کے لئے نکلے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ لایمسہ الا المطہرون یعنی قرآن مجید کے حقائق و معارف انہی لوگوں پر کھلتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پاک کئے جاتے ہیں۔ پس آپ کی روحانی تربیت اور علمی اور عملی تکمیل کا بلا واسطہ ہونا اس امر کی بین دلیل ہے۔ کہ آپ ہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں اور اپنے دعوے میں صادق و منجانب اللہ۔

حکماً عدلاً

تیسری دلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صادق اور منجانب اللہ ہونے کی آپ کا حکم و عدل ہونا ہے۔ حکم عدل کے الفاظ میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس وقت ملت اسلامیہ میں وحدت نہ ہوگی۔ اور مسلمانوں میں اس قدر شدید اختلاف اور تفرقہ اور انشقاق پیدا ہو چکا ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کے جانی دشمن بن جائیں گے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

لیاتین علی امتی ما اتی علی
بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل

کے لفظاً و معناً مصداق ہو جائیں گے۔ تو ان کی اصلاح کے لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوگا وہ اسی سے ہدایت یافتہ امام ہوگا اور وہ ان کے اختلافات کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرے گا۔ اور عدل کے لفظ میں اس طرح بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ اس کے فیصلوں کا انکار کیا جائے گا۔ حالانکہ اس کا فیصلہ ہی صحیح اور درست فیصلہ ہوگا۔

چنانچہ حضرت اقدس نے ان اختلافوں کا جو امت مسلمہ کے درمیان پائے جاتے تھے۔ فیصلہ فرمایا۔

(۱) حضرت اقدس روایات کو امت میں اختلاف و افتراق کا باعث قرار دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"افترقت الامۃ و تشاجرت الملۃ فمنہم حنبلی و شافعی و مالکی و حنفی و حزب المتشیعین۔"

یعنی امت فرقوں میں بٹ چکی ہے اور اہل ملت آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی حنبلی ہے کوئی شافعی ہے اور کوئی مالکی ہے اور کوئی حنفی اور ایک گروہ شیعوں کا ہے اور اس میں شک نہیں کہ تعلیم تو ایک ہی تھی مگر بعد میں آنے والے گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ اور ان کی حالت یہ ہے کہ ہر ایک ان میں سے اس پر جو اس کے پاس ہے خوش ہے اور ہر فرقہ نے اپنے مذہب کے لئے ایک قلعہ بنایا ہے جس سے وہ نکلنا نہیں چاہتا خواہ دوسرا اس سے صورت میں اچھا کیوں نہ ہو۔

فارسلنی اللہ لاستخلص
الصیاصی واستدنی القاصی
وانذر العاصی ویرتفع
الاختلاف ویکون القرآن
مالک النواصی وقبلۃ الدین

(آئینہ کمالات اسلام)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے تا میں انہیں ان قلعوں سے نکالوں اور دور شخص کو قریب لاؤں اور گنہگاروں کو ڈراؤں تا اختلاف دور ہو جائے۔ اور قرآن کریم کی سرداری تسلیم کی جائے۔ اور دین کا قبلہ اسی کو قرار دیا جائے۔

جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے۔ باوجود تعلیم ایک ہونے کے امت محمدیہ میں روایات کی وجہ سے جو اختلافات پیدا ہوئے تھے۔ اور امت ان کی وجہ سے مختلف فرقوں میں تقسیم ہوگئی تھی۔ حضرت اقدس نے ان اختلافات کو مٹانے کے لئے یہ فیصلہ فرمایا کہ قرآن مجید کو ہر دینی بات میں حکم قرار دیا جائے۔ اور جو بات قرآن مجید سے ثابت ہو وہ لے لی جائے۔ کیونکہ وہ خدا کا کلام ہے۔ اور اس کے مخالف جو قول بھی ہو اسے رد کر دیا جائے۔

(۲) شیعوں اور سنیوں کے درمیان مسئلہ خلافت میں جھگڑا پایا جاتا تھا۔ اس میں آپ نے سنیوں کو حق پر قرار دیا۔ پھر خوارج اور شیعہ میں سے خوارج کو باطل پر اور شیعوں کو اس مسئلہ میں حق پر بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ واقعی خلیفہ برحق تھے۔ اور آپ نے ان کے خلیفہ چہارم ہونے کی تائید میں دلائل دیتے ہوئے یہ فرمایا۔

والحق ان الحق کان مع
المرتضیٰ ومن قاتلہ فی
وقتہ بغیٰ وطغیٰ

(سر الخلافۃ)

اور حق بات یہ ہے کہ اپنے زمانہ خلافت میں حضرت علی المرتضیٰ حق پر تھے۔ اور آپ کے عہد خلافت میں جس نے آپ سے جنگ کی اس نے بغاوت اور سرکشی کی۔

(۳) اسی طرح آپ نے اہل حدیث اور منکرین حدیث میں جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں یہ فیصلہ دیا کہ سب سے اول اور مقدم ذریعہ ہدایت کا قرآن مجید ہے۔ اور دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے وہ سنت ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیاں جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے دکھلائیں اور تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں۔ اور حدیث قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہے۔

قرآن خدا کا قول ہے اور سنت ہے رسول اللہ کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ حدیث قرآن پر قاضی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جو ظنی مرتبہ پر ہے وہ قرآن کی جو یقینی مرتبہ پر ہے ہرگز قاضی نہیں ہو سکتی۔

قرآن اور سنت نے اصل کام سب کر دکھایا ہے۔ حدیث قرآن اور سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ پس حدیث بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے۔ اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اس کے اندر موجود ہے۔ پس حدیث کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کو کاٹ دینا ہے۔ ہاں اگر ایک ایسی حدیث ہے جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے۔ تو وہ حدیث قبول کے لائق نہیں ہوگی۔

بہرحال احادیث کی قدر کرنی چاہیئے اور ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں۔ اور جب تک قرآن اور سنت ان کی تکذیب نہ کرے ان کی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہیئے کہ احادیث نبویہ کے ایسے پابند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو۔ اور نہ ترک فعل مگر اس کی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن کے بیان قصص کے صریح مخالف ہے تو اس کی تطبیق کے لئے فکر کرو۔ شاید وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو۔ اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو۔ تو ایسی حدیث کو پھینک دو۔ کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے نہیں ہے۔ اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے۔ مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے۔ تو اس حدیث کو قبول کر لو۔ کیونکہ قرآن اس کا مصدق ہے۔ اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے۔ مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے۔

اور تمہارے زمانہ میں یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہے۔ تو اس حدیث کو سچی سمجھو۔ اور ایسے محدثوں اور راویوں کو غلطی خیال کرو۔ جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے ایسی حدیثیں صدہا ہیں۔ جن میں پیشگوئیاں ہیں۔ اور اکثر ان میں سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہیں۔ پس اگر کوئی حدیث ان میں سے پوری ہو جائے۔ اور تم یہ کہہ کر ٹال دو۔ کہ ہم اس کو نہیں مانتے۔ کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ یا کوئی راوی اس کا متدین نہیں۔ تو اس صورت میں تمہاری خود بے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رد کردو جس کا سچا ہونا خدا تعالیٰ نے ظاہر کر دیا۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۸)

پس وہ لوگ جو حدیث کو قرآن پر قاضی بناتے اور حدیث کے ذریعہ آیات قرآنیہ کو منسوخ قرار دیتے ہیں غلطی پر ہیں اور وہ لوگ بھی جو عام طور پر احادیث کو ظنیات کا ذخیرہ سمجھ کر انہیں غیر معتبر سمجھتے ہیں ان میں سے ایک افراط کا مرتکب ہے۔ اور دوسرا تفریط کا۔ اور قرآن و حدیث کے مرتبہ کے بارے میں صحیح فیصلہ وہی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح موعود حکم عدل نے دیا ہے۔

حیات و وفات

۴۔ اسی طرح امت محمدیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کے مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا تھا صحابہ رضوان اللہ علیہم کے بعد حضرت امام مالکؒ اور امام ابن حزم اور امام بخاری وغیرہ کا یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے ہیں۔ لیکن دوسرے علماء ان کی حیات کے قائل تھے۔ آپ نے بحیثیت حکم عدل فیصلہ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر رسولوں کی طرح وفات پا چکے ہیں۔

نزول مسیحؑ

(۵) اسی طرح امت محمدیہ میں نزول مسیح سے متعلق بھی اختلاف پایا جاتا تھا۔ ایک گروہ تو ان کے آسمان پر بجسدہ العنصری زندہ ہونے اور آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہونے کا قائل تھا۔ اور ایک دوسرا گروہ نہ ان کے آسمان پر چڑھنے کا قائل تھا نہ آسمان سے اترنے کا۔ جیسا کہ حضرت امام سراج الدین ابن الوردی اپنی کتاب خریدۃ العجائب وفریدۃ الرغائب کے صفحہ ۲۱۴ میں لکھتے ہیں:۔

وقالت فرقۃ من نزول
عیسیٰ خروج رجل یشبہ
عیسیٰ فی الفضل والشرف
کما یقال للرجل الخیر
ملک وللشریر شیطان
تشبیھا بھما ولا یراد
الاعیان

ایک گروہ نے نزول عیسیٰ سے ایک ایسے شخص کا ظہور مراد لیا ہے۔ جو فضل و شرف میں عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہوگا۔ جیسے تشبیہ دینے کے لئے نیک آدمی کو فرشتہ اور شریر کو شیطان کہہ دیتے ہیں۔ مگر اس سے مراد فرشتہ یا شیطان کی ذات نہیں ہوتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جنہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم عدل قرار دیا تھا۔ دوسرے گروہ کے عقیدہ کو درست قرار دیا۔ اور فرمایا کہ چونکہ قرآن کریم کی آیات سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ اسرائیلی نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اور قرآن مجید سے بھی ثابت ہے کہ جو وفات پا جائیں۔ وہ اس دنیا میں واپس نہیں آئیں گے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا بذاتہ امت محمدیہ میں آنے کا خیال درست نہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی دربارہ نزول ابن مریم سے مراد یہی ہے کہ امت محمدیہ میں ایک شخص جو عیسیٰ ابن مریم سے کمال مشابہت رکھتا ہوگا ظاہر ہوگا۔ اور مشابہت کی وجہ سے مسیح ابن مریم کہلائیگا۔

اور ہر زبان میں اور خاص طور پر عربی زبان میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں کہ مشابہت کی وجہ سے ایک چیز کا نام دوسری چیز کو دے دیا جاتا ہے۔ اور صریح اور کمال مشابہت کی وجہ سے مشبہ کو مشبہ بہ کا نام دے دینا کلام کی خوبی شمار کی جاتا ہے۔ اور جب دو چیزوں میں کامل تشابہ بیان کرنا مقصود ہو تو حرف تشبیہ حذف کر دیا جاتا ہے مثلاً جب کسی شخص کو جرأت میں شیر کے ساتھ کسی کی کمال مشابہت ظاہر کرنا مقصود ہو تو وہ کہے گا رأیتُ اسداً کہ میں نے شیر دیکھا اور شیر سے مراد بہادر شخص ہوگا۔ اور ایک نہایت اچھے اور فصیح و بلیغ کلام کرنے والے سے متعلق کہا جاتا ہے اِنَّمَا یَنْظِمُ دُرًّا کہ وہ تو موتی پروتا ہے۔

اسی قاعدہ کے مطابق علامہ عبید اللہ بن مسعود الحنفی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

"کا ستعارۃ اسم ابی
حنیفۃ رحمہ لرجل عالم
فقیہ متق۔
(التوضیح صفحہ ۱۸۴)

یعنی ایک عالم فقیہ متقی شخص کو استعارہ کے طور پر ابو حنیفہ کہا جاتا ہے۔

اور علامہ زمخشری اپنی تفسیر القرآن کشاف میں آیت ھذا الذی رزقنا من قبل کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

وھذا کقولک ابو یوسف
ابو حنیفۃ ترید لاستحکام
الشبہ کأن ذاتہ ذاتہ
(تفسیر کشاف جلد ۱ صفحہ ۲۰۲)

اہل جنت کے رزق جنت سے متعلق ھذا الذی رزقنا من قبل کہنے کی مثال ایسی ہے جیسے تم کہتے ہو کہ ابو یوسف ابو حنیفہ ہیں اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ان دونوں کے درمیان مستحکم مشابہت کی وجہ سے گویا ابو یوسف کی ذات ابو حنیفہ کی ذات ہے اور اس لئے ابو یوسف کہنے کی بجائے ابو حنیفہ کہہ کر مراد ابو یوسف لی جاتی ہے۔

اسی طرح لکل فرعون موسیٰ اور لکل دجال عیسیٰ میں موسےٰ اور عیسےٰ سے مثیل موسےٰ اور مثیل عیسےٰ مراد ہوتے ہیں۔ پس احادیث میں آنے والے مسیح کا نام ابن مریم یہ ظاہر کرنے کے لئے رکھا گیا ہے۔ کہ مسیح محمدی اور مسیح موسوی میں اس قدر شدید مشابہت ہوگی۔ کہ گویا مسیح محمدی کی ذات مسیح موسوی ہی کی ذات ہے۔ اسی لئے اسے ابن مریم کا نام دیا گیا۔ اور حدیث الا مریم وابنھا عیسیٰ کی شرح میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ:۔

"اس حدیث میں مریم اور ابن مریم سے ہر وہ شخص مراد ہے جو عیسےٰ اور مریم کی صفات اپنے اندر رکھتا ہو۔"
(کشاف جلد ۱ صفحہ ۳۱۲)

اسی طرح امام عبد الرؤف المناوی نے اپنی کتاب التیسیر شرح الجامع الصغیر میں اسی حدیث کی تشریح اس طرح کی ہے۔

المراد ھما ومن فی
معناھما۔ (التیسیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۲)

یعنی آنحضرت ؐ کے فرمان الا مریم وابنھا عیسیٰ میں حضرت مریم اور حضرت عیسےٰ سے مراد وہ سب لوگ بھی ہیں۔ جو ان کے مثیل ہوں۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ان تمام لوگوں کو جو حضرت مریم اور حضرت عیسےٰ کے مقام پر فائز ہوں یا ان سے مماثلت رکھتے ہوں مریم اور ابن مریم کے نام سے تعبیر فرمایا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ مریم اور ابن مریم اور مسیح اور عیسےٰ کے نام وصفی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور بزرگان امت محمدیہ نے بھی ایسے نام اپنی نسبت استعمال کئے ہیں۔ ابو سعید مولوی محمد حسین بٹالوی براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے حضرت بانی جماعت احمدیہ کے الہام یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ کے متعلق جس میں آپ کو مریم کے نام سے خطاب کیا گیا تھا لکھتے ہیں:

"اس الہام میں لفظ مریم سے مولف مراد ہیں۔ جن کو ایک روحانی مناسبت کے سبب سے مریم سے تشبیہ دی گئی ہے۔۔ وہ مناسبت یہ ہے کہ جیسے حضرت مریم علیہا السلام بلا شوہر حاملہ ہوئیں چنانچہ ظاہر قرآن کی دلالت ہے اور انجیل میں اس پر صاف تصریح ہے۔ ایسے ہی مولف براہین بلا تربیت و صحبت کسی پیر فقیر ولی مرشد کے ربوبیت غیبی سے تربیت پاکر مورد الہامات غیبیہ و علوم لدنیہ ہوئے ہیں اس تشبیہ کی ایک ادنیٰ مثال نظامی کا یہ شعر ہے؎

ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زن است
کہ مریم صفت بکر آبستن است

اس صورت میں مریم کو خطاب بصیغہ تذکیر محل اعتراض نہیں اور اس کے لئے زوج کا اثبات بھی مستبعد نہیں۔ اور الہام میں زوج سے مولف کے اتباع مراد ہیں۔" (ریویو براہین احمدیہ صفحہ ۲۸۵ مندرجہ اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۷)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نزول مسیح سے متعلق مسلمانوں کی غلطی واضح کرنے کے لئے ان کے سامنے یہود کی مثال پیش کی کہ:۔

"جیسے تم حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کے منتظر ہو۔ یہود بھی الیاس نبی کے دوبارہ آنے کے منتظر تھے۔ اور کہتے تھے کہ مسیح تب آئے گا جبکہ پہلے الیاس نبی جو کہ آسمان پر اٹھایا گیا دوبارہ دنیا میں آجائے گا اور جو شخص الیاس کے دوبارہ آنے سے پہلے مسیح ہونے کا دعوےٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ اور وہ نہ صرف احادیث کی رو سے ایسا خیال کرتے تھے۔ بلکہ خدا کی کتاب کو جو صحیفہ ملاکی نبی ہے اس ثبوت میں پیش کرتے تھے۔ لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نسبت یہودیوں کے موعود مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا اور الیاس آسمان سے نہ اترا جو اس دعوےٰ کی شرط تھی تو یہ تمام مقتدی

تا یعنی وہ کسرِ صلیب کرے گا۔ اور یہ بھی زبردست دلیل ہے حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسیح موعود ہونے کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے ظاہر تھا۔ کہ دنیا میں ایک ایسا دور پھر آنے والا ہے۔ جس میں صلیبی دین اتنا غلبہ پا جائے گا کہ اس کے استیصال کے لئے ایک خاص فرد مبعوث کیا جائے گا بحالیکہ اس زمانے بلکہ اس کے بعد والے زمانوں میں بھی صلیبی مذاہب اور اس کے خیالات پھیلنے اور غالب آجانے کی کوئی گنجائش پائی نہیں جاتی تھی۔ اول اس لئے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آیت شریفہ

وما محمد الا رسول
قد خلت من قبله الرسل
افإن مات او قتل انقلبتم
على اعقابكم (آل عمران)

کی بنا پر اس امر پر اجماع ہو گیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء و رسل دنیا میں تشریف لائے تھے وہ سب کے سب وفات پا چکے ہیں۔

دوسرے اس لئے کہ خلفائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ظاہری لحاظ سے بھی عظیم الشان عیسائی حکومتیں اسلام سے ایسی مغلوب ہو گئیں تھیں کہ اس وقت کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اب کوئی ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے۔ جس میں عیسائی قومیں پھر غالب آجائیں گی۔ یہاں تک کہ مسلمان بھی حضرت عیسے سے متعلق عیسائیوں کے عقیدے سے مشابہ عقیدہ اختیار کر لیں گے اور یہ سمجھنے اور ماننے لگیں گے کہ وہ زندہ بجسم خاکی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ جہاں وہ بغیر کھانے پینے اور بغیر کسی تغیر و تبدل کے آج تک زندہ موجود ہیں اور آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور اس باطل عقیدے کو اپنے ایمان کا ایسا جزو لازم سمجھیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل کو کافر دائرۂ اسلام سے خارج اور واجب القتل سمجھنے لگیں گے۔ جیسا کہ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی نے حیات مسیح کے منکر کے متعلق یہ فتوےٰ شائع کیا ہے کہ

"ایسے شخص سے قرآن و سنت کے دلائل واضح کرنے کے بعد توبہ کا مطالبہ کرنا ضروری ہے اگر وہ توبہ کرے تو بہتر ورنہ اسے کفر کی حالت میں قتل کر دیا جائے"
(تعلیم القرآن نومبر ۱۹۶۲ء)

غرض اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آج سے تیرہ سو سال پہلے یہ علم دیا گیا تھا کہ آخری زمانے میں نصرانیت کا غلبہ ہو جائے گا اور ساری دنیا میں صلیبی عقیدے کی اشاعت کی جائے گی۔ اور یہ خیال کیا جانے لگے گا کہ دنیا کا آئندہ مذہب صلیبی مذہب یعنی عیسائیت ہوگا تب اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو مبعوث فرمائے گا جو دلائل و براہین سے صلیبی عقیدے کا باطل ہونا ظاہر کر کے دین الحق یعنی اسلام کی صداقت دنیا میں قائم کر دے گا۔ چنانچہ اس وقت جبکہ پنجاب اور ہندوستان میں جابجا عیسائی تبلیغی مشن قائم ہو چکے تھے۔ اور شہروں اور دیہاتوں کے گلی کوچوں میں عیسائی منّاد ربنا المسیح ربنا المسیح کی صدا بلند کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسر صلیب کا معجزہ دکھانے کے لئے مبعوث فرمایا اور آپ نے ظاہر ہو کر بہانگ بلند یہ اعلان کیا کہ:-

"اس عاجز کو .... حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اس فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا ہے تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کو توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں ہیں۔ جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کو پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کریگا بلکہ کر رہا ہے۔ اور اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے۔ اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دی گئی ہیں۔"
(روحانی خزائن جلد ۳ حاشیہ ص ۱۱ بحوالہ فتح اسلام)

کسرِ صلیب سے مراد

پہلے ربانی علماء بھی لکھ چکے ہیں کہ کسر صلیب سے مراد ازروئے دلائل صلیبی مذہب کا ابطال ہے۔ مثلاً علامہ بدر الدین العینی شارح صحیح البخاری لکھتے ہیں:-

فتح لى هنا معنى من الفيض الالهى وهو ان المراد من كسر الصليب اظهار كذب النصارى حيث ادعوا ان اليهود صلبوا عيسىٰ عليه الصلوٰة والسلام على خشبة فاخبر الله تعالى فى كتابه العزيز بكذبهم وافترائهم.

یعنی اللہ تعالیٰ کے فیض سے یہ معنے مجھ پر منکشف ہوئے ہیں کہ کسر صلیب سے مراد نصاریٰ کے جھوٹ کا اظہار ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ یہود نے مسیح کو کاٹھ پر لٹکا کر مصلوب کر دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خبر دی کہ یہ ان کا جھوٹ اور افترا ہے کہ مسیح صلیب پر مارے گئے تھے

اور اس کے آگے لکھتے ہیں:-

"کہ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کو جو خود ان کا بھی دین ہوگا الدین الحق ثابت کریں گے۔ الذى هو نزل لاظهاره وابطال بقية الاديان۔ یعنی وہ دین جس کے غالب کرنے اور باقی دینوں کو باطل ثابت کرنے کے لئے نازل ہوں گے۔" (عینی شرح صحیح البخاری جلد ۵ ص ۵۸۴ مطبوعہ مصر)

اسی طرح علامہ قطب الدین شارح مشکوٰۃ المصابیح لکھتے ہیں:-

"پس توڑیں گے صلیب کو اور باطل کر دیں گے دین نصرانیت کو" (مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۴ ص ۳۸۴)

اور کسر صلیب یعنی عیسائی مذہب کے بطلان کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ تلوار یعنی جبر سے عیسائی مسلمان بنائے جائیں۔ دوسری صورت۔ معمول مباحثات کے ذریعہ صلیبی مذہب کو مغلوب کیا جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ آسمانی نشانوں سے اسلام کی برکت اور عزت ظاہر کی جائے۔ اور ثابت کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ آپ نے طبعی وفات پائی۔ جس سے تثلیث و کفارہ موجودہ عیسائیت کے بنیادی عقیدے دونوں باطل ہو جاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:- یہی تیسری صورت ہے جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں اور اسی کے ساتھ غلبہ ہو سکتا ہے۔ اور آسمانی نشانوں میں میرا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے

صلیبی عقیدہ عیسائیت کا بنیادی عقیدہ

اور صلیبی عقیدہ یعنی یہ کہ عقیدہ کہ مسیح صلیب پر فوت ہو گئے تھے اور تین دن جہنم میں رہنے کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے اور لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے موجودہ عیسائیت کا بنیادی عقیدہ ہے پولس لکھتا ہے:-

"اگر مسیح صلیب پر مر کر جی نہیں اٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ ہے اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ" (کرنتھیوں ۱۵/۱۴)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عقیدے کی ایسے طور سے دھجیاں اڑائیں اور ایسے رنگ میں صلیب کو پارہ پارہ کیا کہ اس کے جڑنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ آپ نے قرآن مجید کی بہت سی آیات شریفہ سے حضرت عیسیٰ کی طبعی وفات ایسے براہین قویہ اور دلائل قطعیہ سے ثابت کر دی کہ ایک عاقل منکر کے لئے یہ ممکن ہی نہیں رہا۔ کہ وہ ان آیات قرآنیہ پر سنجیدگی اور متانت اور اخلاص و للّٰہیت سے غور کرے اور پھر ان کی طبعی موت کا قائل نہ ہو جائے۔ اور صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت قرآن مجید کی آیت وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم میں نہایت عمدگی سے بیان فرمادی گئی ہے کہ مسیح مصلوب نہیں ہوئے یعنی صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ مصلوب کے مشابہ ہو گئے تھے۔ اور یہود شبہ میں ڈال دیئے گئے۔ یعنی حضرت مسیح کے بے ہوش ہو جانے کی وجہ سے یہود کو یہ شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ اور حضرت اقدس نے اس امر کو کہ درحقیقت مسیح صلیب سے زندہ ہی اتار لئے گئے تھے اناجیل اور کتب عہد قدیم اور کتب تاریخیہ سے ایسے یقینی اور قطعی طور پر ثابت فرما دیا ہے۔ کہ اب کسی عیسائی کے لئے معقول طور پر اس کے خلاف لب کشائی کی گنجائش قطعاً نہیں رہی۔

اناجیل سے یہ ثابت ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام اس قبر سے نکل کر جس میں وہ واقعہ صلیب کے بعد رکھے گئے تھے حواریوں سے ملے اور انہوں نے آپ کو ایک روح خیال کیا۔ تو آپ نے ان کی یہ پریشانی خیالی و غلط فہمی دور کرنے کے لئے یہ کہہ کر اپنے زخمی ہاتھ پاؤں دکھائے کہ

"مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی۔ جیسا کہ مجھ میں دیکھتے ہو" (لوقا ۲۴/۳۹)

اور یوحنا کہتا ہے کہ مسیح نے اپنے ہاتھ اور پسلی کو انہیں دکھایا اور توما حواری سے کہا

"انگلی پاس لا کر میرے ہاتھوں کو دیکھ اور ہاتھ پاس لا کر میری پسلی میں ڈال" (یوحنا ۲۰/۲۷)

پس قبر سے نکلنے کے بعد حضرت مسیح کے جسم پر زخموں کے نشانات کا پایا جانا دلیل قطعی ہے اس امر کی کہ اس کا جو مادی جسم صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ اور جو مادی جسم قبر میں رکھا گیا تھا۔ وہی مادی جسم قبر سے باہر آیا تھا اور اس مادی جسم کے علاوہ اور کوئی جلالی جسم جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں آپ کو ہرگز عطا نہیں ہوا۔

اطلاع بھی دی جاتی ہے۔

چہارم۔ یہ کہ مومن کامل پر قرآن کریم کے دقائق و معارف جدیدہ و لطائف خواص عجیبہ سب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں۔

ان چاروں علامتوں میں مومن کامل نسبتی طور پر دوسروں پر غالب رہتا ہے۔" (آسمانی فیصلہ صفحہ ۱۳)

اور آپ نے اس روحانی مقابلہ کے لئے تمام صوفیوں پیرزادوں اور سجادہ نشینوں اور ان تمام علماء کو بھی جنہوں نے آپ پر کفر کا فتوے دیا تھا مقابلہ کی دعوت دی اور فرمایا:۔

"میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں اس مقابلہ میں مغلوب ہو گیا تو اپنے ناحق ہونے کا خود اقرار شائع کروں گا .... اور اس جلسہ میں اقرار بھی کروں گا کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں۔ اور میرے تمام دعاوی باطل ہیں اور بخدا میں یقین رکھتا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ میرا خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔ اور کبھی مجھے ضائع ہونے نہیں دے گا۔"

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۲۰)

مگر مکفرین علماء کو اس امتحان کے لئے آپ کے مقابل پر کھڑے ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔

پھر آپ نے ضمیمہ انجام آتھم میں ان مکفرین علماء کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے چھ طور کے نشان میرے ساتھ ہیں۔

اول۔ اگر کوئی مولوی عربی کی بلاغت و فصاحت میں میری کتاب کا مقابلہ کرنا چاہے گا تو وہ ذلیل ہوگا۔ میں ہر ایک متکبر کو اختیار دیتا ہوں کہ اسی عربی مکتوب (مندرجہ انجام آتھم) کے مقابل پر طبع آزمائی کرے اگر وہ اس عربی مکتوب کے مقابل پر کوئی رسالہ بالتزام مقدار نظم و نثر بنا سکے اور ایک مادری زبان والا جو عربی ہو قسم کھا کر اس کی تصدیق کر سکے تو میں کاذب ہوں۔

دوم۔ اگر یہ نشان منظور نہ ہو تو میرے مخالف کسی سورۃ قرآنی کی بالمقابل تفسیر بناویں یعنی روبرو ایک جگہ بیٹھ کر بطور فال قرآن شریف کھولا جائے اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں ان کی تفسیر میں بھی عربی میں لکھوں اور میرا مخالف بھی لکھے پھر اگر میں حقائق و معارف کے بیان کرنے میں صریح غالب نہ ہوں تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں۔

سوم۔ اگر یہ نشان بھی منظور نہ ہو تو ایک سال تک کوئی مولوی نامی مخالفوں میں سے میرے پاس رہے اگر اس عرصہ میں انسان کی طاقت سے برتر کوئی نشان مجھ سے ظاہر نہ ہو تو پھر میں جھوٹا ہوں گا۔

چہارم۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو ایک تجویز یہ ہے کہ بعض نامی مخالف اشتہار دے دیں کہ اس تاریخ کے بعد ایک سال تک اگر کوئی نشان ظاہر ہو تو ہم توبہ کریں گے۔ اور مصدق ہو جائیں گے۔ پس اس اشتہار کے بعد اگر ایک سال تک مجھ سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو خواہ پیشگوئی ہو یا اور تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں۔

پنجم۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو شیخ محمد حسین بٹالوی اور دوسرے نامی مخالف مجھ سے مباہلہ کر لیں۔ پس اگر مباہلہ کے بعد میری بددعا کے اثر سے ایک بھی بچ رہا تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں۔

یہ طریق ہیں جو میں نے پیش کئے ہیں اور میں ہر ایک کو خدا تعالےٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اب سچے دل سے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو قبول کریں۔ یعنی یا تو میعاد دو ماہ میں جو مارچ ۱۸۹۷ء کی دس تاریخ تک مقرر کرتا ہوں اس عربی رسالہ کا فصیح بلیغ جواب چھاپ کر شائع کریں۔ یا بالمقابل ایک جگہ بیٹھ کر زبان عربی میں سات آیات قرآنی کی تفسیر لکھیں اور یا ایک سال تک میرے پاس نشان دیکھنے کے لئے رہیں اور یا اشتہار شائع کر کے اپنے ہی گھر میں میرے نشان کی انتظار کریں۔ اور یا مباہلہ کر لیں۔" (روحانی خزائن جلد ۱۱ بحوالہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۰۲ تا ۳۰۹)

مگر مکفرین علماء میں سے کسی ایک کو بھی ان طریقوں میں سے کسی طریق فیصلہ کو منظور کر کے مقابلہ کے لئے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اسی طرح اپنی کتاب تحفہ غزنویہ میں تحریر فرمایا:۔

"کوئی طریق باقی نہیں رہا جس سے میں نے اتمام حجت نہیں کیا۔ نقلی طور پر میں نے اتمام حجت کیا ...... اور میں نے صرف اسی پر بس نہیں کی بلکہ بار ہا اشتہار دیئے کہ اگر آپ لوگوں میں کچھ سچائی ہے تو میرے مقابلہ پر آؤ۔ قرآن سے دکھلاؤ یا حدیث سے دکھلاؤ کہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر زندہ مع جسم عنصری آسمان پر سے اتریں گے۔ میں تو اب بھی ماننے کو تیار ہوں۔ اگر آیت فلما توفیتنی کے معنی بجز مارنے اور ہلاک کرنے کے کسی حدیث سے کچھ اور ثابت کر سکو یا کسی آیت یا حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مع جسم عنصری آسمان پر چڑھنا یا مع جسم عنصری آسمان سے اترنا ثابت کر سکو یا اخبار غیبیہ میں جو خدا تعالےٰ سے مجھ پر ظاہر ہوتی ہیں میرا مقابلہ کر سکو۔ یا تحریر عربی زبان میں میرا مقابلہ کر سکو۔ یا اور آسمانی نشانوں میں جو مجھے عطا ہوتے ہیں میرا مقابلہ کر سکو تو میں جھوٹا ہوں۔" (روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۵۴۲ بحوالہ تحفہ غزنویہ)

اور فرمایا:۔

"آپ لوگ ملہم کہلاتے ہیں استجابت دعا کا بھی دعوے ہے۔ چند پیشگوئیاں جو استجابت دعا پر بھی مشتمل ہوں بذریعہ اشتہار شائع کر دیں اور اس طرف سے میں بھی شائع کر دوں ایک برس سے زیادہ میعاد نہ ہو پھر اگر آپ لوگوں کی پیشگوئیاں سچی نکلیں۔ تو ایک دم میں ہزارہا لوگ میری جماعت کے آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گے ..... کیا آپ اس درخواست کو قبول کریں گے ممکن نہیں" (روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۵۴۲ بحوالہ تحفہ غزنویہ)

پھر حضرت اقدس نے فقراء اور صوفیاء اور دعوے الہام کرنے والوں کو اپنے دعوے کے مصدق بننے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا جس کا ملخص یہ ہے۔

کہ ان میں سے جو ملہم میرے دعویٰ مسیحیت کو نہیں مانتا ہم دونوں بٹالہ یا امرتسر یا لاہور کے ایک مجمع میں دعا کریں کہ پیچھے سے کوئی عظیم الشان نشان جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو پیشگوئی ہو یا معجزات انبیاء سے مشابہ کسی قسم کا اعجاز ہو ایک برس کے اندر ظہور میں آوے۔ جس سے ظاہر ہو کہ وہ سچا ہے اور دوسرا جھوٹا اور مغلوب کو بلا تامل دوسرے کا مذہب اختیار کر لینا ہوگا۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۱۷۰ تا ۱۷۱ بحوالہ تریاق القلوب)

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکفیر و تکذیب کرنے والے علماء میں سے کوئی بھی ان روحانی طریقوں سے فیصلہ کے لئے آپ کے مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ کر سکا۔

ان کے برخلاف حقیقی علماء و صوفیاء جن کے دلوں میں خشیت الٰہی موجود تھی وہ دل و جان سے آپ کے مصدق ہوئے مثلاً حاجی الحرمین حضرت مولوی حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ۔ حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی حضرت مولوی حکیم فضل الدین بھیروی۔ حضرت مولوی غازی برہان الدین جہلمی حضرت مولوی سید محمد احسن امروہوی۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ ہزاروی۔ حضرت مولوی حافظ غلام رسول وزیر آبادی۔ حضرت مولوی حسن علی بھاگلپوری۔ حضرت مولوی عبدالقادر لدھیانوی۔ حضرت مولوی حافظ روشن علی حضرت مولوی میر محمد سعید حیدر آبادی۔ حضرت مولوی انوار حسین شاہ آبادی حضرت سید صادق حسین اٹاوی۔ حضرت مولوی غلام نبی خوشابی۔ عزیز الواعظین حضرت مولوی غلام امام شاہجہانپوری۔ حضرت مولوی حافظ سید علی شاہجہانپوری۔ حضرت سید حامد شاہ سیالکوٹی۔ حضرت مولوی غلام رسول راجیکی۔ حضرت مولوی غلام حسن پشاوری۔ حضرت مولوی قاضی امیر حسین بھیروی۔ حضرت مولوی محمد سعید طرابلس۔ حضرت مولوی تفضل حسین فرید آبادی وغیرہم رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔

اسی طرح حضرات صوفیاء میں سے حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف اور حضرت پیر صاحب العلم سندھ جو آپ کے مصدق ہوتے اور حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق جمالی نعمانی سرساوی اور حضرت پیر منظور محمد صاحب لدھیانوی۔ حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب کابلی۔ المعروف بزرگ صاحب حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہیدؓ خوست کابل۔ صوفی سید تصور حسین بریلوی وغیرہم رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔

پس بزرگان سلف کی پیشگوئیوں کے مطابق علماء کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکفیر و تکذیب اور حضور کی طرف سے ہر رنگ میں ان پر اتمام حجت اور نیک متقی علماء اور صوفیاء کا آپ کے دعوے کی تصدیق کرنا اور آپ کی جماعت میں داخل ہو جانا بھی آپ کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

کسر صلیب

اللہ تعالےٰ سے علم پا کر سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کا ایک عظیم الشان کام یکسر الصلیب بھی بتایا

وہاں جو تعلیم دی وہ بعینہٖ انجیل کی تعلیم کے موافق تھی۔ اس روسی سیاح نے اپنی تمام تحقیق پہلی دفعہ بزبان فرانسیسی کتابی شکل میں شائع کر دی تھی۔ جس کا انگریزی ترجمہ پہلی بار ۱۹۲۶ء میں رینڈ میکنلی اینڈ کمپنی شکاگو اینڈ نیویارک نے زیر عنوان

"The Unknown Life of Jesus"

یعنی "یسوع مسیح کی غیر معلوم زندگی" کتابی شکل میں شائع کی ہے۔

۳۔ اسی طرح میڈیکل سائنس کے ماہرین نے انجیل میں صلیبی واقعہ سے متعلق بیان شدہ حالات پر طبی نقطۂ نگاہ سے غور کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے۔ مثلاً ڈاکٹر ہوگو تال نے جو سٹاک ہالم ہسپتال کے ۱۸۹۶ء سے لے کر ۱۹۲۳ء تک انچارج رہے۔ اور سویڈن میں میڈیکل اتھارٹی سمجھے جاتے تھے اپنی کتاب

Dog Jesus pakorsel

میں ان انجیلی واقعات کا طبی نقطۂ نگاہ سے جائزہ لیتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے۔ بلکہ اس سے زندہ اتار لئے گئے تھے۔

(۴) حضرت مسیح صلیب سے اتارے جانے کے بعد جس چادر میں لپیٹے گئے تھے وہ اب تک محفوظ تھی۔ اور جو مرہم یا مسالہ آپ کے جسم پر لگایا گیا تھا اس کی وجہ سے اس چادر میں آپ کے جسم کا پورا نقش آ گیا تھا۔ ۱۹۳۱ء میں اور پھر اس کے بعد جب جرمن سائنسدانوں نے بیس بیس ہزار واٹس کے بلبوں کی تیز روشنی میں اس چادر کے فوٹو لئے تو اس میں حضرت مسیحؑ کا پورا حلیہ ظاہر ہو گیا۔ آپ کے جسم پر زخموں کے نشان اور پسلی سے خون رسنے کے داغ بھی جو اس چادر میں تھے ظاہر ہو گئے اور آپ کی آنکھیں کھلی ہونے اور دوسری علامات کی وجہ سے وہ اس یقینی نتیجہ پر پہنچے کہ مسیحؑ جب صلیب سے اتارے گئے۔ اور قبر میں رکھے گئے تھے۔ تو وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ تھے۔ چنانچہ جرمن سائنسدانوں کی اس پوری تحقیقات کو سکنڈے نیویا کے اخبار Tidningen Stockholm کے ایڈیٹر نے ۳ اپریل ۱۹۵۶ء کے پرچہ میں تفصیل سے شائع کیا ہے۔

نیز اس موضوع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ دلائل کا یہ اثر ہوا ہے کہ غیر متعصب عیسائی محققین مسیح کی صلیبی موت کا روز بروز انکار کرتے اور ان کے صلیب سے زندہ اتارے جانے کے قائل ہوتے جاتے ہیں۔ مثلاً نیو ساؤتھ ویلز آسٹریلیا کے ڈسٹرکٹ کورٹ کے جج مسٹر اے بی ڈاکٹر نے ۱۹۲۰ء میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے۔

"If Jesus did not die upon the cross?"

یعنی اگر مسیح صلیب پر نہ مرے ہوں اور اس کتاب میں اس امر پر تفصیل سے بحث کی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل اور مرہم عیسیٰ اور سرینگر میں حضرت مسیحؑ کی قبر کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ حقیقت یہی ہے کہ مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ بے ہوشی کی حالت میں اتار لئے گئے تھے۔ اور بعد کو ہوش میں آ گئے تھے۔ پھر وہ کہاں مرے اس کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"For myself I am content to believe that being man he passed through the same gate — The strait and dreadful pass of death, that all others of human-kind must go through"

یعنی جہاں تک میرا ذاتی تعلق ہے۔ میں یہ ماننے پر مطمئن ہوں کہ مسیحؑ چونکہ ایک انسان تھے۔ اس لئے ان کا اسی دروازہ سے گزر ہوا یعنی موت کے خطرناک اور تنگ دروازے سے۔ جس سے دوسرے تمام نبی بشر کو لازمی طور پر گزرنا پڑتا ہے۔ اور اپنی کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں:۔

"I must repeat that we do not know. It may be that after preaching to the lost ten tribes of the house of Israel in those remote regions, Jesus died at Srinagar and was buried in the tomb that bears his nam[e]."

یعنی میں مکرر کہتا ہوں کہ ہمیں معلوم نہیں نہیں کہ حضرت مسیح نے کہاں وفات پائی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے بنی اسرائیل کے گھرانے کے گم شدہ دس فرقوں کو جو ان دور دراز علاقوں میں آباد تھے تبلیغ کرنے کے بعد سرینگر میں وفات پائی ہو۔ اور وہیں اس قبر میں مدفون ہوں۔ جو ان کے نام سے اب تک مشہور ہے۔

غرض مسٹر ڈاکر نے اپنی اس کتاب میں انجیلوں کے صلیبی واقعہ سے متعلق بیانات پر اس طرح تنقیدی بحث کر کے جیسے ایک جج مقدمہ کے مخالف و موافق دلائل سن کر فیصلہ کیا کرتا ہے یہ فیصلہ دیا ہے کہ مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ بے ہوشی کی حالت میں صلیب سے اتار لئے گئے تھے۔ اور اس کے بعد انہوں نے طبعی وفات پائی۔

(۲) اسی طرح مصر کے مشہور رسالہ المنار کے ایڈیٹر علامہ شیخ رشید رضا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ سے حضرت مسیحؑ کی ہندوستان کی طرف ہجرت اور ان کی وفات کے زیر عنوان دلائل نقل کر کے لکھا ہے

فرارہ الی الهند و
وفاته فی سری نغر لا
یستبعد عقلاً ولا نقلاً

(تفسیر المنار جلد ۶ زیر عنوان هجرة المسیح الی الهند ووفاته)

یعنی مسیحؑ کا ہجرت کر کے ہندوستان جانا اور سرینگر میں وفات پانا نہ عقلاً مستبعد ہے اور نہ نقلاً۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قرآن مجید اور احادیث سے ایسے زبردست اور ناقابل رد دلائل پیش کئے ہیں کہ بڑے بڑے مسلم مفکرین اور علمائے محققین کو ان کی وفات تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ مصر سے علامہ شیخ محمد رشید رضا ایڈیٹر المنار، الاستاذ الشیخ مراغی رئیس الجامعہ الازہر اور حضرت الشیخ محمود شلتوت ہیں اور حضرت الشیخ محمد عبدہ مفتی الدیار المصریہ نے بھی وفات مسیح کے عقیدہ کا اظہار کیا ہے اسی طرح اور بہت سے مصری، لبنانی اور شامی علماء ہیں جو وفات مسیح کے قائل ہو چکے ہیں۔ اسی طرح علامہ نیاز فتح پوری، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا انشاء اللہ خان ایڈیٹر وطن لاہور، علامہ ڈاکٹر اقبال اور ناشر رسالہ طلوع اسلام اور اکثر تعلیم یافتہ وفات مسیح کو تسلیم کر چکے ہیں اور عیسائیوں میں تو اس مسئلہ کی وجہ سے صف ماتم بچھ گئی۔ اور ان کے تمام منصوبے اشاعت عیسائیت کے خاک میں مل گئے ہیں۔ انہوں نے احمدیوں سے مناظرات نہ کرنے کی پالیسی اختیار کی۔ اور جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ انصاف پسند اور غیر متعصب عیسائی مفکرین بھی صلیبی عقیدہ کو خیر باد کہہ کر حضرت مسیحؑ کی طبعی وفات تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ اور انجیل کے ان مقامات کو جن میں مسیحؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر ہے الحاقی سمجھنے لگے ہیں۔

چنانچہ نیو انگلش بائبل جو کہ گریٹ برٹن اور سکاٹ لینڈ کے مختلف چرچوں اور چرچ سوسائٹیز کی طرف سے ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئی ہے۔ انجیل لوقا کے آخر سے حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر متن سے حذف کر دیا گیا ہے۔ اور انجیل کا ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن جو ۱۹۳۲ء میں امریکہ سے شائع ہوا ہے۔ اس میں مرقس کے آخر سے وہ بارہ آیات جن میں مسیحؑ کے آسمان پر جانے کا ذکر تھا متن سے خارج کر دی گئی ہیں۔ اور لوقا کے آخر سے بھی صعود الی السماء کا ذکر حذف کر دیا گیا ہے۔

اور انجیل کی جن عبارتوں میں مسیحؑ کے دوبارہ آنے کا ذکر ہے۔ ان کی مختلف تاویلیں کی جا رہی ہیں۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ مسیحؑ کے دوبارہ نزول سے مراد چرچ کی وسعت اور ترقی ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ حواری مسیح علیہ السلام کے کلام کو صحیح طور پر نہ سمجھ سکے۔ اور انہوں نے اس کا غلط مفہوم بیان کر دیا۔

چنانچہ پروٹسٹنٹ فرقہ کے مشہور مصنف آرچ ڈیکن جناب برکت اللہ صاحب ایم۔ اے فیلو آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی لنڈن نے اپنی کتاب (کلمۃ اللہ کی تعلیم ص ۱۷۵۔ ۱۸۱) میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے نظریہ سے متعلق یہ اعتراف کیا ہے۔ کہ خداوند مسیحؑ کی آمد ثانی کا خیال حضرت مسیحؑ کے خیالات کا عکس نہیں بلکہ حواریوں کے خیالات کا عکس ہے۔ جو یہودی تصورات کی پیداوار ہے۔ یہ کتاب پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی نے شائع کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"خداوند کے بہت سے ایسے کلمات تھے۔ جن کو سمجھنے سے حواری قاصر رہتے تھے ..... ہم جانتے ہیں کہ آمد ثانی کے متعلق انجیل نویسوں نے اپنی سمجھ کے مطابق چند امور کو اس طرح سمجھا جس طرح خداوند نے نہیں فرمایا تھا۔"

پھر انجیل کے بعض مقامات کا بطور مثال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"پس نہایت اغلب ہے کہ شاگرد اس تعلیم کو جو کلمۃ اللہ نے آمد ثانی کے متعلق دی تھی نہ سمجھے ہوں۔ اور اپنے ہم عصروں کے خیالات کے مطابق آپ کے الفاظ کو سمجھ کر ان خیالات کو انجیل میں جگہ دی ہو

اور بات یہاں تک پہنچ کر ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ یہ ایک عجیب کرشمۂ قدرت ہے کہ اس مرہم کا نسخہ جس سے مسیحؑ کے مذکورہ زخم مندمل ہوئے تھے۔ اب تک پرانی طبی کتابوں میں محفوظ چلا آتا ہے۔ اور وہ کتابیں صرف دوسرے مذاہب والوں ہی کی نہیں بلکہ خود عیسائیوں کی بھی ہیں۔ جن میں وہ نسخہ موجود ہے۔ اور اس سے جو نسخہ مرہم تیار کیا گیا تھا۔ وہ مرہم عیسیٰ "مرہم رسل" مرہم حواریین اور مرہم سلیخا کے نام سے مشہور ہے۔

مرہم عیسیٰ

اس مرہم کا ذکر طب کی جن قدیم کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض حضرت مسیحؑ کے قریب زمانے کی لکھی ہوئی ہیں اور سب کی سب اس امر پر متفق ہیں کہ یہ مرہم حواریوں نے حضرت مسیح کے زخموں کے لئے تیار کیا تھا۔ دراصل یہ نسخہ عیسائیوں کی پرانی قرابادینوں میں تھا جو یونانی میں تالیف ہوئی تھیں۔ پھر عباسی بادشاہوں مامون اور ہارون الرشید کے عہد حکومت میں ان کتابوں کا یونانی سے عربی میں ترجمہ کیا گیا۔ ان کتابوں میں سے ایک کتاب ایک قدیم عیسائی طبیب ڈاکٹر حنین کی ہے اس کے علاوہ اور بہت سے عیسائیوں اور مجوسیوں کی کتابیں ہیں جو ان پرانی یونانی اور رومی کتب سے ترجمہ ہوئی ہیں۔ جن کی تالیف کا زمانہ حضرت مسیحؑ کے زمانے سے قریب تھا۔ "قرابادین قادری" میں جو عام طور پر اطباء کے پاس موجود ہوتی ہے۔ اس مرہم سے متعلق لکھا ہے۔

"مرہم حواریین کہ مسمیٰ است
مرہم سلیخا و مرہم رسل و آنرا مرہم
عیسیٰ نیز نامند۔ واجزائے
ایں نسخہ دوازدہ عدد است کہ
حواریین جہت عیسیٰ علیہ السلام
ترکیب کردہ ...... برائے تحلیل
اورام وخنازیر وطواعین دتنقیہ
جراحات از گوشت فاسد و اوساخ
وجہت رویانیدن گوشت تازہ
سودمند"

شیخ بوعلی سینا کے قانون میں لفظ سلیخا تیلیخا لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبرانی یا یونانی لفظ ہے۔ جس کے معنی بارہ کے ہیں اس مرہم کا نام مرہم حواریین اور مرہم رسل ہونا اور پھر بارہ کی تعداد اس امر کی واضح دلیل ہے کہ یہ مرہم حواریوں نے جو تعداد میں بارہ تھے اور مسیحؑ کے رسول کہلاتے تھے۔ حضرت مسیحؑ کے ان زخموں کے لئے تیار کیا تھا جو صلیب پر چڑھائے جانے کی وجہ سے آپ کے جسم پر ہو گئے تھے کیونکہ حواری اور رسول کا نام انہیں کو دیا گیا تھا

جو حضرت مسیحؑ کے دعویٰ نبوت و مسیحیت کے بعد آپ پر ایمان لائے تھے اور دعوے کے بعد تین سال کے عرصہ تک جو آپ نے اپنے حواریوں کے ساتھ فلسطین میں گزارا تھا آپ کو صلیبی زخموں کے علاوہ اور کسی طرح پر زخمی ہونے کا حادثہ قطعاً پیش نہیں آیا۔ ورنہ اناجیل میں اس کا ذکر ضرور ہونا چاہیئے تھا۔ بارہ حواریوں کا باہمی مشورے اور پورے اہتمام سے اس مرہم کو تیار کرنا جیسا کہ اس کے نام مرہم حواریین اور مرہم رسل سے ظاہر ہے۔ خطرناک زخموں کے لئے ہی ہو سکتا ہے اور وہ خطرناک زخم اناجیل سے صلیبی زخموں کے سوا کوئی اور زخم ثابت نہیں ہوتے۔ جو یہ کہا جا سکے کہ یہ مرہم ان زخموں کے اندمال اور ان کا ورم دور کرنے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔

پس یہ مرہم بھی ایک قطعی ثبوت ہے اس بات کا کہ مسیحؑ صلیب پر لٹکائے تو گئے تھے مگر اس سے زندہ ہی اتار لئے گئے اور صلیب پر لٹکائے جانے کی وجہ سے ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں زخم ہو گئے تھے اور نیزہ کی انی سے پسلی میں جو زخم آیا تھا۔ اور یہ سب زخم اپنے حواریوں کو دکھائے تھے۔ انہیں کے اندمال کے لئے یہ مرہم تیار کی گئی تھا جو مرہم حواریین اور مرہم رسل اور مرہم سلیخا اور مرہم عیسیٰ کے ناموں سے مشہور ہے۔

اور ان زخموں کا علاج ہو جانے کے بعد آپ نے فلسطین کو چھوڑ دیا۔ اور دمشق۔ نصیبین۔ افغانستان اور پنجاب وغیرہ میں سے ہوتے ہوئے کشمیر جا پہنچے۔ جہاں اسرائیلی آباد تھے۔ اور ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پا کر شہر سرینگر محلہ خانیار میں دفن ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی نے ان کی قبر کا پتہ بتلایا کہ وہ سرینگر محلہ خانیار میں ہے۔ اور ضروری تھا کہ ایسا ہی ہوتا۔ کیونکہ آپ کے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مثیل حضرت موسےٰؑ کی قبر کا مقام بتایا تھا۔ جیسے حضرت مسیح ناصری کی قبر کا صحیح پتہ نہ تھا۔ ویسے ہی حضرت موسیٰؑ کی قبر کو بھی کوئی نہ جانتا تھا۔ جیسا کہ اب تک کتاب استثناء میں لکھا ہے۔

"سو خداوند کا بندہ موسے
خدا کے حکم سے موآب کی سرزمین
میں مر گیا اور اس نے اسے
موآب کی ایک وادی میں بیت فغور
کے مقابل پر گاڑا۔ پر آج کے دن
تک اس کی قبر کو کوئی نہیں جانتا
اور موسے اپنے مرنے کے وقت
ایک سو بیس برس کا تھا۔" (استثناء ۳۴/۵-۷)

مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مثیل موسےٰؑ تھے ان کی قبر کا نشان بتایا حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت موسےٰؑ کی وفات ہونے لگی تو آپ نے دعا کی۔

رب ادننی من الارض المقدسۃ
رمیۃ بحجر قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لو انی
عندہ لاریتکم قبرہ الیٰ
جنب الطریق عند الکثیب
الاحمر۔ متفق علیہ
(مشکوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ص۵۰۸)

اے میرے رب مجھے ارض مقدسہ سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ پر قریب کر دے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ کی قسم اگر میں وہاں ہوتا تو میں تمہیں ضرور ان کی قبر دکھا دیتا۔ وہ قبر سرخ ٹیلے کے قریب راستے کے پہلو میں ہے حضرت موسےٰؑ کی وفات پہلے سے مسلّم تھی۔ اس لئے مثیل موسےٰ علیہ السلام نے حضرت موسےٰؑ کی قبر کا پتہ بتا دیا اور حضرت عیسےٰؑ ابن مریم کی وفات ایک نزاعی مسئلہ تھا۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا

اخبرنی ان عیسیٰ ابن مریم
عاش مائۃ وعشرین سنۃ
ولا ارانی الا ذاھبا علی راس
ستین (رواہ الحاکم فی المستدرک
عن عائشۃ والطبرانی عن فاطمۃ
حجج الکرامہ ص۴۲۸)

یعنی آپؐ نے مرض الموت میں فرمایا کہ مجھے حضرت جبرائیل نے خبر دی ہے کہ حضرت عیسےٰؑ نے ایک سو بیس سال کی عمر پا کر وفات پائی اور میں ساٹھ برس عمر پاؤں گا۔ لیکن ان کی قبر کا پتہ نہ بتایا۔ کیونکہ یہ ان کے مثیل کا کام تھا۔

پھر عجیب بات یہ ہے کہ جیسے حضرت موسےٰؑ کی وفات پر قریباً دو ہزار برس گزرنے کے بعد ان کے مثیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر کا مقام بتایا۔ حضرت عیسےٰؑ اس بارے میں خاموش رہے۔ اسی طرح حضرت عیسےٰؑ کی وفات کے قریباً دو ہزار برس بعد ان کے مثیل حضرت مسیح موعودؑ نے ان کی قبر کا مقام بتایا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس بارے میں خاموش رہے۔

ایک سوال کا جواب

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب طب کی مشہور کتابوں میں اس مرہم کا ذکر موجود تھا۔ تو دوسرے لوگوں کا ذہن اس طرف کیوں نہ گیا۔ کہ یہ مرہم مسیحؑ کے صلیبی زخموں

کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ مقدر تھا کہ وہ چمکتا ہوا حربہ اور وہ حقیقت نما برہان قاطع جو صلیبی اعتقاد کا خاتمہ کر دے مسیح موعود کے ذریعہ دنیا میں ظاہر ہو۔ اور اس کے مقدس نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی پوری ہو کہ صلیبی مذہب اپنے دوسرے دور ترقی میں ترقی کرتا گھٹے گا۔ اور نہ اس کی ترقی میں فتور آئے گا۔ جب تک کہ مسیح موعودؑ دنیا میں ظاہر نہ ہو جائے۔ کسر صلیب اسی کے ہاتھ سے ہوگا۔ اور اس پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعودؑ کے وقت میں خدا تعالےٰ کے ارادہ سے وہ اسباب پیدا ہو جائیں گے۔ جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائیگی۔ جس سے صلیبی عمارت منہدم ہو جائے گی۔ اور ایسا ہی ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعلان کرتے ہی کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے تھے۔ بلکہ صلیب سے زندہ اتار لئے گئے تھے۔ اور پھر طبعی طور سے وفات پائی۔ اللہ تعالےٰ نے دنیا میں ایسے اسباب پیدا کر دیئے جن سے آپ کے دعوے کی تائید ہو گئی۔

مثلاً (۱) اسکندریہ کی قدیم تحریروں میں سے ایسینی تحریک کے ایک مکان سے یروشلم میں رہنے والے ایک ایسینی لیڈر کا خط ملا ہے۔ جو اس نے ایک دوسرے ایسینی لیڈر ساکن اسکندریہ کو اس کے ایک خط کے جواب میں لکھا تھا۔ جس میں اس نے مسیح کے قتل سے متعلق ان افواہوں کی حقیقت دریافت کی تھی جو اس تک پہونچی تھیں۔ کیونکہ ایسینی حضرت مسیحؑ کو بھی ایسینی تحریک کا ایک مخلص فرد جانتے تھے۔ یہ خط واقعہ صلیب سے سات سال بعد لکھا گیا ہے۔ اور اس میں اس امر کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ کہ مسیح صلیب پر مرنے سے کس طرح بچائے گئے اور اس غرض کے لئے کیا کیا تدابیر اختیار کی گئیں۔ اور وہ فلسطین میں کہاں کہاں پوشیدہ رکھے گئے۔ یہ خط دی شکاگو انڈ امریکن کمپنی نے زیر عنوان

"The Crucifixion by an eye-witness"

یعنی حادثہ صلیب کے چشم دید حالات۔ ایک عینی شاہد کے قلم سے شائع کیا ہے۔

(۲) اسی طرح نکولا نوٹووچ روسی سیاح نے لداخ اور تبت کا سفر کیا اور بدھ لاماؤں کی نہایت قدیم تحریروں سے یہ انکشاف کیا کہ حضرت مسیح ہندوستان اور تبت میں آئے تھے۔ اور برہمنوں سے ان کے مباحثات بھی ہوئے تھے۔ اور انہوں نے

حال جو تعلیم دی وہ بعینہٖ انجیل کی تعلیم کے موافق تھی۔ اس روسی سیاح نے اپنی تمام تحقیق پہلی دفعہ بزبان فرانسیسی کتابی شکل میں شائع کر دی تھی۔ جس کا انگریزی ترجمہ پہلی بار ۱۸۹۴ء میں رینڈ میکنیلی اینڈ کمپنی شکاگو اینڈ نیویارک نے زیر عنوان

"The Unknown Life of Jesus"

یعنی "یسوع مسیح کی غیر معلوم زندگی" کتابی شکل میں شائع کی ہے۔

(۳) اسی طرح میڈیکل سائنس کے ماہرین نے انجیل میں صلیبی واقعہ سے متعلق بیان شدہ حالات پر طبی نقطۂ نگاہ سے غور کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے۔ مثلاً ڈاکٹر ہوگوتال نے جو سٹاک ہالم ہسپتال کے ۱۸۹۷ء سے لے کر ۱۹۲۳ء تک انچارج رہے۔ اور سویڈن میں میڈیکل اتھارٹی سمجھے جاتے تھے اپنی کتاب

Dog Jesus pa Korset

میں ان انجیلی واقعات کا طبی نقطۂ نگاہ سے جائزہ لیتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے۔ بلکہ اس سے زندہ اتار لئے گئے تھے۔

(۴) حضرت مسیح صلیب سے اتارے جانے کے بعد جس چادر میں لپیٹے گئے تھے وہ اب تک محفوظ تھی۔ اور جو مرہم یا مسالہ آپ کے جسم پر لگایا گیا تھا اس کی وجہ سے اس چادر میں آپ کے جسم کا پورا نقش آ گیا تھا۔ ۱۹۳۱ء میں اور پھر اس کے بعد جب جرمن سائنسدانوں نے بیس بیس ہزار واٹس کے بلبوں کی تیز روشنی میں اس چادر کے فوٹو لئے تو اس میں حضرت مسیح کا پورا حلیہ ظاہر ہو گیا۔ آپ کے جسم پر زخموں کے نشانات اور پسلی سے خون رسنے کے داغ بھی جو اس چادر میں تھے ظاہر ہو گئے اور آپ کی آنکھیں کھلی ہونے اور دوسری علامات کی وجہ سے وہ اس یقینی نتیجہ پر پہنچے کہ مسیح جب صلیب سے اتارے گئے۔ اور قبر میں رکھے گئے تھے۔ تو وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ تھے۔ چنانچہ جرمن سائنسدانوں کی اس پوری تحقیقات کو سکنڈے نیویا کے اخبار Tidningen Stockholm کے ایڈیٹر نے ۱۳ اپریل ۱۹۵۷ء کے پرچہ میں تفصیل سے شائع کیا ہے۔

نیز اس موضوع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ دلائل کا یہ اثر ہوا ہے کہ غیر متعصب عیسائی محققین مسیح کی صلیبی موت کا روز بروز انکار کرتے اور ان کے صلیب سے زندہ اتارے جانے کے قائل ہوتے جاتے ہیں۔ مثلاً سڈنی آسٹریلیا کے ڈسٹرکٹ کورٹ کے جج مسٹر ای بی ڈاکٹر نے ۱۹۲۰ء میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے۔

"If Jesus did not die upon the cross?"

یعنی اگر مسیح صلیب پر نہ مرے ہوں اور اس کتاب میں اس امر پر تفصیل سے بحث کی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل اور مرہم عیسیٰ اور سرینگر میں حضرت مسیح کی قبر کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ حقیقت یہی ہے کہ مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ بے ہوشی کی حالت میں اتار لئے گئے تھے۔ اور بعد کو ہوش میں آ گئے تھے۔ پھر وہ کہاں مرے اس کے متعلق لکھتے ہیں:-

"For myself I am content to believe that being man he passed through the same gate — The strait and dreadful pass of death, that all others of human-kind must go through"

یعنی جہاں تک میرا ذاتی تعلق ہے۔ میں یہ ماننے پر مطمئن ہوں کہ مسیح چونکہ ایک انسان تھے۔ اس لئے ان کا اسی دروازہ سے گزر ہوا یعنی موت کے خطرناک اور تنگ دروازے سے جس سے دوسرے تمام بنی بشر کو لازمی طور پر گزرنا پڑتا ہے۔ اور اپنی کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں:-

"I must repeat that we do not know. It may be that after preaching to the lost ten tribes of the house of Israel in those remote regions, Jesus died at Srinagar and was buried in the tomb that bears his name.

یعنی میں مکرر کہتا ہوں کہ ہمیں معلوم نہیں نہیں کہ حضرت مسیح نے کہاں وفات پائی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے بنی اسرائیل کے گھرانے کے گم شدہ دس فرقوں کو جو ان دور دراز علاقوں میں آباد تھے تبلیغ کرنے کے بعد سرینگر میں وفات پائی ہو۔ اور وہیں اس قبر میں مدفون ہوا۔ جو ان کے نام سے اب تک مشہور ہے۔

غرض مسٹر ڈاکر نے اپنی اس کتاب میں انجیلوں کے صلیبی واقعہ سے متعلق بیانات پر اس طرح تنقیدی بحث کر کے جیسے ایک جج مقدمہ کے مخالف و موافق دلائل سُن کر فیصلہ دیتا ہے یہ فیصلہ دیا ہے کہ مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ بے ہوشی کی حالت میں صلیب سے اتار لئے گئے تھے۔ اور اس کے بعد انہوں نے طبعی وفات پائی۔

(۲) اسی طرح مصر کے مشہور رسالہ المنار کے ایڈیٹر علامہ شیخ رشید رضا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ سے حضرت مسیح کی ہندوستان کی طرف ہجرت اور ان کی وفات کے زیر عنوان دلائل نقل کر کے لکھا ہے

فَفِرَارُہٗ اِلَی الْھِنْدِ وَ
وَفَاتُہٗ فِیْ سِرِیْ نَگَرْ لَا
یُسْتَبْعَدُ عَقْلًا وَّلَا نَقْلًا

(تفسیر المنار جلد ۶ زیر عنوان ھجرۃ المسیح الی الھند و وفاتہ)

یعنی مسیح کا ہجرت کر کے ہندوستان جانا اور سرینگر میں وفات پانا نہ عقلاً مستبعد ہے اور نہ نقلاً۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قرآن مجید اور احادیث سے ایسے زبردست اور ناقابل رد دلائل پیش کئے ہیں کہ بڑے بڑے مسلم مفکرین اور علمائے محققین کو ان کی وفات تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ مصر سے علامہ شیخ محمد رشید رضا ایڈیٹر المنار، الاستاذ الشیخ مراغی رئیس الجامعہ الازہر اور حضرت الشیخ محمود شلتوت ہیں اور حضرت الشیخ محمد عبدہ مفتی الدیار المصریہ نے بھی وفات مسیح کے عقیدہ کا اظہار کیا ہے۔ اسی طرح اور بہت سے مصری، لبنانی اور شامی علماء ہیں جو وفات مسیح کے قائل ہو چکے ہیں۔ اسی طرح علامہ نیاز فتح پوری، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا انشاء اللہ خان ایڈیٹر وطن لاہور، علامہ ڈاکٹر اقبال اور ناشر رسالہ طلوع اسلام اور اکثر تعلیم یافتہ وفات مسیح کو تسلیم کر چکے ہیں اور عیسائی حلقوں میں تو اس مسئلہ کی وجہ سے صف ماتم بچھ گئی۔ اور ان کے تمام منصوبے اشاعت عیسائیت کے خاک میں مل گئے ہیں۔ انہوں نے احمدیوں سے مناظرات نہ کرنے کی پالیسی اختیار کی۔ اور جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ انصاف پسند اور غیر متعصب عیسائی مفکرین بھی صلیبی عقیدہ کو خیر باد کہہ کر حضرت مسیح کی طبعی وفات تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ اور انجیل کے ان مقامات کو جن میں مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر ہے الحاقی سمجھنے لگے ہیں۔

چنانچہ نیو انگلش بائیبل جو گریٹ برطانیہ اور سکاٹ لینڈ کے مختلف چرچوں اور بائیبل سوسائٹیز کی طرف سے ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئی ہے۔ انجیل لوقا کے آخر سے حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر متن سے حذف کر دیا گیا ہے۔ اور انجیل کا ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن جو ۱۹۴۲ء میں امریکہ سے شائع ہوا ہے۔ اس میں مرقس کے آخر سے وہ بارہ آیات جن میں مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر تھا متن سے خارج کر دی گئی ہیں۔ اور لوقا کے آخر سے بھی صعود کا ذکر حذف کر دیا گیا ہے۔

اور انجیل کی جن عبارتوں میں مسیح کے دوبارہ آنے کا ذکر ہے۔ ان کی مختلف توجیہیں کی جا رہی ہیں۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ مسیح کے دوبارہ نزول سے مراد چرچ کی وسعت اور ترقی ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے حواری مسیح علیہ السلام کے کلام کو صحیح طور پر نہ سمجھ سکے۔ اور انہوں نے اس کا غلط مفہوم بیان کر دیا۔

چنانچہ پروٹسٹنٹ فرقہ کے مشہور مصنف آرچ ڈیکن جناب برکت اللہ صاحب ایم۔ اے فیلو آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی لنڈن نے اپنی کتاب (کلمۃ اللہ کی تعلیم ص۱۷۵۔۱۸۱) میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے نظریہ سے متعلق یہ اعتراف کیا ہے۔ کہ خداوند مسیح کی آمد ثانی کا خیال حضرت مسیح کے خیالات کا عکس نہیں بلکہ حواریوں کے خیالات کا عکس ہے۔ جو یہودی تصورات کی پیداوار ہے۔ یہ کتاب پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی نے شائع کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ:-

"خداوند کے بہت سے ایسے کلمات تھے۔ جن کو سمجھنے سے حواری قاصر رہتے تھے ..... ہم جانتے ہیں کہ آمد ثانی کے متعلق انجیل نویسوں نے اپنی سمجھ کے مطابق چند امور کو اس طرح سمجھا جس طرح خداوند نے نہیں فرمایا تھا۔"

پھر انجیل کے بعض مقامات کا بطور مثال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"پس نہایت اغلب ہے کہ شاگرد اُس تعلیم کو جو کلمۃ اللہ نے آمد ثانی کے متعلق دی تھی نہ سمجھے ہوں۔ اور اپنے ہم عصروں کے خیالات کے مطابق آپ کے الفاظ کو سمجھ کر ان خیالات کو انجیل میں جگہ دی ہو

.... تاہم یہ امر یقینی ہے کہ یہ فقرات خداوند کے خیالات کا عکس نہیں بلکہ حواریوں کے خیالات کے عکس ہیں۔"

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات ثابت کرکے عیسائیوں کو ایسی شکست فاش دی ہے کہ آپ کے مخالفین کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑا۔

غیر احمدیوں کا اعتراف

چنانچہ نور محمد صاحب قادری نقشبندی چشتی لکھتے ہیں کہ:۔

"ولایت کے انگریزوں نے پادریوں کی روپیہ سے بہت مدد کی اور انہوں نے آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لیکر ہندوستان میں داخل ہوکر بڑا تلاطم برپا کیا۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوگئے۔ اور پادری اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہوچکا ہے اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ اس ترکیب سے اس نے نصرانیوں کو اتنا تنگ کیا کہ ان کو پیچھا چھڑانا مشکل ہوگیا۔ اس نے ہندوستان سے لیکر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دی۔" (دیباچہ تفسیر القرآن از مولوی اشرف علی تھانوی ص۳۰ مطبوعہ ۱۹۳۴ء)

اس نظریہ کی اشاعت کے بعد کہ عیسائیوں کا مسیح جسے وہ خدائی کا درجہ دیتے ہیں وفات پاگیا ہے۔ پادریوں کو میدان مباحثہ میں ایک احمدی کے سامنے کھڑے ہونے کی جرأت نہیں ہوتی۔

جن مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے راولپنڈی کے مفتی عبدالرشید صاحب لکھتے ہیں:

"حیات عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے دین اسلام کے عقائد میں سے ایک عقیدہ ہے۔ قرآن اور سنت کا مسئلہ ہے۔ جو شخص اس کو نہیں مانے گا وہ قرآن اور سنت کو نہیں مانے گا۔" (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی بابت جولائی ۱۹۶۲ء ص۳۹)

ان مسلمانوں سے پادری عیسیٰؑ کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے یہ کہتے تھے۔

"باقی تمام پیوند خاک ہوگئے مگر وہ زندہ ہے اور ابد تک زندہ رہے گا۔ اہل اسلام کی مسلمات کی بناء پر وہی ایک فرزند جاوید ہے اور قرآن کہتا ہے ما یستوی الاحیاء ولا الاموات (فاطر آیت ۲۱) یعنی زندے اور مردے برابر نہیں۔ پس لاریب وہ افضل ہے تمام کائنات سے۔" (رسالہ مسیح کی شان ص۳)

ہاں وہ پادری ان سے اعلانیہ یہ کہتے تھے "دیکھو محمدؐ اور مسیح میں کتنا عظیم الشان فرق ہے مسیح کے لئے انجیل اور قرآن گواہی دیتے ہیں کہ وہ آخرت میں وجیہ ہے اور خدا نے اسے اپنے پاس اٹھا لیا ہے۔ اور یہ عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مسیحؑ اب تک آسمان میں زندہ ہے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ قرآن مسیحؑ کو محمدؐ پر اس امر میں بلند پایہ قرار دیتا ہے کیونکہ وہ آسمان میں ہے۔" (المسیح فی الاسلام مطبوعہ مصر ص۲ ترجمہ از عبارت عربی)

ہاں وہ فخریہ طور پر لکھتے تھے کہ "پہلے مسیح آیا اور اس کا محمدؐ نے انکار کیا لیکن دوبارہ آمد کے وقت اس کا ایسی حالت میں ظہور ہوگا کہ وہ مبارک اور غالب اور یکتا ہوگا بادشاہوں کا بادشاہ خداوندوں کا خداوند اور وہ اپنے جلال اور مجد کے تخت پر جانشین ہوگا۔ اور تمام مومن اس سے خوش ہوں گے اور وہ انصاف کے ساتھ زمین کی تمام قوموں کی عدالت کریگا۔ پس تیری آنکھوں کے لئے کیسا ہی خوشنما منظر ہے کہ تو بادشاہ کو اپنی شوکت و رعب میں بیٹھے ہوئے دیکھے" (المسیح آپ مطبوعہ مصر)

لیکن کاسر صلیب نے اہل صلیب کو ان کی شہ رگ سے پکڑا۔ اور یہ اعلان فرمایا کہ جس مسیحؑ کو آسمان پر زندہ خیال کرتے ہو۔ وہ مسیح ۱۲۰ سال کی عمر پاکر وفات پاگئے تھے۔ اور سرینگر محلہ خانیار میں دفن ہیں۔ اور آپ نے مسلمانوں کو بطور وصیت یہ نصیحت کی کہ عیسائیوں سے مناظرات کا پہلو بدل لو۔ اور عیسائیوں پر یہ ثابت کردو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہوچکا ہے۔

"جب تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کردو گے۔ اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کردو گے۔ تو اس دن سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا..... ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کردو۔ پھر نظر اٹھا کر دیکھو۔ کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے"
(روحانی خزائن جلد ۳ ص۴۰۲)

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ پادریوں کو احمدیوں کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی سکت نہ رہی۔ اور وہ احمدیوں سے مباحثہ کرنے سے گریز کرنے لگ گئے۔ اور احمدیوں سے مباحثات کی ممانعت کے لئے بڑے بڑے پادریوں کی طرف سے خفیہ سرکلر جاری کئے گئے۔

ایک پادری فضل الٰہی جب کئی برس پادری رہنے کے بعد احمدی ہوگئے۔ تو انہوں نے اپنے ایک لیکچر میں یہ کہا کہ "ہمیں حد درجہ یہ حکم تھا کہ مرزائیوں سے قطعی مناظرہ نہ کرنا۔" (مجدد اعظم ص۱۸۴)

اسی طرح لاٹ پادری بشپ لیفرائے نے لاہور میں ۱۸ مئی ۱۹۰۰ء کو ایک لیکچر دیا جس کا بڑا اثر ہوا۔ بشپ صاحب نے تقریر کے بعد سوالات کی اجازت دی۔ تو حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ان کے اعتراضات کے مسکت جواب دیئے۔ بشپ صاحب جوابات سُنکر چونک پڑے اور اس کے سوا اور کوئی جواب بن نہ آیا کہ

"معلوم ہوتا ہے تم مرزائی ہو۔ ہم تم سے گفتگو نہیں کرتے۔ ہمارے مخاطب عام مسلمان ہیں۔"
(الحکم ۱۴ مئی ۱۹۰۸ء)

اسی طرح ایک غیر از جماعت دوست سلطان احمد صاحب اکونٹنٹ نے جو صوفی محمد رفیع صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ایس۔پی کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ یہ حلفیہ بیان دیا کہ ۱۹۴۳ء میں پونا چھاؤنی کے ایک امریکن لفٹیننٹ سے ان کی مذہبی گفتگو ہوئی۔ اور اس نے انہیں احمدی خیال کرکے گفتگو سے انکار کردیا۔ اور انکار کی وجہ دریافت کرنے پر یہ جواب دیا کہ

"میں امریکن ہوں اور ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کسی احمدی سے بات نہ کرنا ورنہ وہ تمہیں مسلمان بنالیں گے۔ سو اب میں تم سے کوئی بات نہیں کروں گا۔"
(الفضل ۹ فروری ۱۹۵۲ء)

اسی طرح میں نے خود ۱۹۴۶ء میں بحیثیت امام مسجد لنڈن تمام بشپوں اور پادریوں کو ایک مطبوعہ پمفلٹ کے ذریعہ جو ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا۔ اور بشپوں اور پادریوں کو بذریعہ ڈاک بھیجا گیا تھا اس موضوع پر مناظرے کی دعوت دی تھی کہ حضرت مسیح ابن مریم صلیب پر وفات پاگئے۔ یا صلیب سے زندہ اتارے گئے تھے۔ مگر ان سے کسی کو بھی میرا یہ چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائی پادریوں کے سامنے اپنے مذہب کو سچا اور زندہ ثابت کرنے کے لئے یہ اصول بار بار پیش کیا ہے کہ سچے اور زندہ مذہب کی علامت یہ ہے کہ اس مذہب میں روحانیت اور طاقت بالا ویسی ہی موجود ہو جیسا کہ ابتداء میں دعوےٰ کیا گیا تھا۔ اور اس مذہب کی الہامی کتابوں میں جو مومنوں کی علامتیں لکھی ہوں۔ وہ اس مذہب کے بعض افراد میں پائی جاتی ہوں۔

مثلاً انجیل متی ۲۰/۱۷ میں لکھا ہے:۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا۔"

اور متی ۲۱/۲۱ میں لکھا ہے کہ:۔

"اگر ایمان رکھو اور شک نہ کرو۔ ..... تو اگر اس پہاڑ سے بھی کہو گے کہ تو اکھڑ جا اور سمندر میں جا پڑ تو یونہی ہوجائے گا۔ اور جو کچھ دعا میں ایمان کے ساتھ مانگو گے وہ سب تم کو ملے گا۔" نیز دیکھو لوقا ۶/۱۷

اور انجیل مرقس ۱۶/۱۷،۱۸ میں ایمان لانے والوں سے متعلق لکھا ہے۔

"وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے۔ نئی نئی زبانیں بولیں گے سانپوں کو اٹھالیں گے اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے تو انہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے ہوجائیں گے"

اور انجیل یوحنا ۱۴/۱۲ میں لکھا ہے:۔

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا۔ بلکہ ان سے بڑھ کر کرے گا۔"

چنانچہ امرتسر کے تحریری و تقریری مباحثہ میں جو ۲۰ جون ۱۸۹۳ء سے شروع ہوکر ۵ جولائی ۱۸۹۳ء تک جنگ مقدس کے نام سے جاری رہا تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مقابل مناظر ڈپٹی پادری عبداللہ آتھم سے یہ مطالبہ کیا کہ علامات ایمان مندرجہ اناجیل اپنے وجود میں ثابت کریں۔ تو ان کو اپنے عجز کا اعتراف کرکے ان علامات کے اپنے وجود میں ثابت کرنے سے صاف انکار کردینے پر مجبور ہونا پڑا۔ اور ان کے انکار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جواباً لکھوایا تھا وہ یہ ہے۔

"یہ تو مناسب نہیں کہ ایک طرف تو اہل حق کے ساتھ بحیثیت عیسائی ہونے کے مباحثہ کریں اور جب

سچے عیسائی کے نشان مانگے جائیں تو کہیں کہ ہم میں استطاعت نہیں اس بیان سے تو آپ اپنے پر قبل ڈگری کراتے ہیں کہ آپ کا مذہب اس وقت زندہ مذہب نہیں ہے لیکن ہم جس طرح پر خدا تعالے نے ہمارے سچے ایماندار ہونے کے نشان ٹھہرائے ہیں اس التزام سے نشان دکھانے کو تیار ہیں۔ اگر نہ دکھلائیں تو جو سزا چاہیں دیں۔ اور جس طرح کی چھری چاہیں ہمارے گلے پر پھیر دیں۔" (روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۵۳-۱۵۵)

اور اسی طرح آپ نے "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" میں عیسائیوں سے متعلق تحریر؛

"روحانی آلام جو خدا کے وصال سے ملتا ہے۔ اس کے بارے میں تو میں خدا کی دہائی دے کر کہتا ہوں کہ یہ قوم اس سے بالکل بے نصیب ہے۔ ان کی آنکھوں پر پردے اور ان کے دل مرزہ اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ سچے خدا سے بالکل غافل ہیں۔ اور ایک عاجز انسان کو جو ہستی ازلی کے آگے کچھ بھی نہیں ناحق خدا بنا رکھا ہے۔ ان میں برکات نہیں۔ ان کو سچے خدا کی محبت نہیں۔ بلکہ اس سچے خدا کی معرفت بھی نہیں۔ ان میں کوئی بھی نہیں ہاں ایک بھی نہیں جس میں ایمان کی نشانیاں پائی جاتی ہوں۔ اگر ایمان کوئی واقعی برکت ہے تو بے شک اس کی نشانیاں ہونی چاہئیں۔ مگر کہاں ہے کوئی ایسا عیسائی جس میں یسوع کی بیان کردہ نشانیاں پائی جاتی ہوں۔ پس یا تو انجیل جھوٹی ہے۔ اور یا عیسائی جھوٹے ہیں۔ دیکھو قرآن کریم نے جو نشانیاں ایمانداروں کی بیان فرمائی ہیں۔ وہ ہر زمانے میں پائی گئی ہیں۔ قرآن شریف فرماتا ہے کہ ایماندار کو الہام ملتا ہے۔ ایماندار خدا کی آواز سنتا ہے ایماندار کی دعائیں سب سے زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ ایماندار پر غیب کی خبریں ظاہر کی جاتی ہیں۔ ایماندار پر غیب کی خبریں ظاہر کی جاتی ہیں۔ ایماندار کے شامل حال آسمانی تائیدیں ہوتی ہیں۔ سو جیسا کہ پہلے زمانوں میں یہ نشانیاں پائی جاتی تھیں۔ اب بھی بدستور پائی جاتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن خدا کا پاک کلام ہے۔ اور قرآن کے وعدے خدا کے وعدے ہیں۔ اٹھو عیسائیو اگر کچھ طاقت ہے تو مجھ سے مقابلہ کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھے بے شک ذبح کر دو۔ ورنہ آپ لوگ خدا کے الزام کے نیچے ہیں۔ اور جہنم کی آگ پر آپ لوگوں کا قدم ہے۔ (صفحہ ۲۱)

مباہلہ اور نشان نمائی کیلئے دعوت

پھر حضرت اقدس نے عیسائی پادریوں کو اپنے مذہب کے زندہ مذہب اور اپنی الہامی کتاب کے سچی زندہ اور کامل کتاب ثابت کرنے کے لئے نیا نشان دکھانے میں مقابلہ کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"حضرات عیسائی صاحبوں کے ساتھ ایک آسان فیصلہ کا طریق یہ ہے جو میں زندہ اور کامل خدا سے کسی نشان کے لئے دعا کرتا ہوں اور آپ حضرت مسیح سے جو آپ کے نزدیک حی و قیوم ہے دعا کریں اور میں اس وقت اللہ تعالے کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں بالمقابل نشان دکھانے سے قاصر رہا تو ہر ایک سزا اپنے پر اٹھا لوں گا۔ اگر آپ نے مقابلہ پر کچھ کر دکھایا تب بھی سزا اٹھا لوں گا۔"

(روحانی خزائن جلد ۶ بحوالہ جنگ مقدس)

پھر آپ نے عیسائیوں کو روحانی مقابلہ بصورت مباہلہ کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"فریقین اپنے مذہب کی تائید کے لئے خدا تعالے سے آسمانی نشان چاہیں اور ان نشانوں کے ظہور کے لئے ایک سال کی میعاد قائم ہو پھر جس فریق کی تائید میں کوئی آسمانی نشان ظاہر ہو جو انسانی طاقتوں سے بڑھ کر ہو۔ جس کا مقابلہ فریق مخالف سے نہ ہو سکے تو لازم ہوگا کہ فریق مغلوب اس فریق کا مذہب اختیار کرے۔ جس کو خدا تعالے نے اپنے آسمانی نشان کے ساتھ غالب کیا ہے۔ اور مذہب اختیار کرنے سے اگر انکار کرے ... تو واجب ہوگا کہ نصف جائداد اس سچے مذہب کی امداد کی غرض سے فریق غالب کے حوالے کر دے۔

اور اگر ایک سال کے عرصہ میں دونوں کی طرف سے کوئی نشان ظاہر نہ ہو۔ یا دونوں طرف سے ظاہر ہو۔ تو یہ راقم اس صورت میں بھی اپنے تئیں مغلوب سمجھے گا۔ اور ایسی سزا کے لائق ٹھہرے گا جو بیان ہو چکی ہے۔ چونکہ میں خدا تعالے کی طرف سے مامور ہوں اور فتح پانے کی بشارت پا چکا ہوں۔ پس اگر کوئی عیسائی صاحب میرے مقابل آسمانی نشان دکھلادیں۔ یا میں ایک سال تک نہ دکھلا سکوں تو میرا باطل پر ہونا کھل گیا ..... میری سچائی کے لئے ضروری ہے کہ میری طرف سے بعد مباہلہ ایک سال کے اندر ضرور نشان ظاہر ہو۔ اور اگر نشان ظاہر نہ ہو۔ تو پھر میں خدا تعالے کی طرف سے نہیں۔ اور نہ صرف وہی سزا بلکہ موت کی سزا کے لائق ہوں۔" (روحانی خزائن جلد صفحہ ۴۸-۴۹)

مگر عیسائیوں میں سے کسی شخص کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ مقابلہ اور مباہلہ اور نشان نمائی کے ذریعہ فیصلہ کے لئے میدان میں نکلے۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دلائل عقلیہ و نقلیہ اور علمیہ اور روحانیہ سے ایسے رنگ میں کسر صلیب ہوا کہ اب کوئی پادری احمدیوں کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے۔

یقتل الخنزیر

ہمارے سید و مولیٰ نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مسیح موعود کا ایک عظیم الشان کام یقتل الخنزیر قرار دیا ہے۔ یعنی وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔

یہ بھی ایک زبردست دلیل ہے بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کی۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جس کام کا انجام دینا مسیح موعودؑ کی طرف منسوب فرمایا ہے وہ آپ کے دست مبارک سے انجام پایا۔ ظاہر ہے کہ یقتل الخنزیر سے ظاہری خنزیروں کا قتل کرنا تو مراد ہو نہیں سکتا۔ اور اللہ تعالے کے مامور کی شان کے یہ شایاں نہیں کہ وہ ہاتھ میں بندوق لئے یا اپنے آگے پیچھے کتے لئے ہوئے خنزیروں کے شکار کے لئے نکلے۔ اور نہ اس سے دنیا کے سب خنزیر قتل ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ وہ اپنی ساری عمر ان کے شکار میں گزار دے۔ پس قتل خنزیر کے معنی تاویلی معنے ہی لینے پڑیں گے۔ اور وہ یہ ہیں کہ حدیث میں خنزیر سے خنزیر طبع یعنی ایسے لوگ مراد ہیں۔ جن میں خنزیروں والی بے حیائی بے شرمی وغیرہ کمینہ و رذیلہ خصلتیں پائی جاتی ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود ایسے خبیث و نجس معاندین اسلام کو دلائل بیّنہ و حجج قویہ سے مغلوب کرے گا۔ یعنی براہین قاطعہ کی تلوار انہیں قتل کر دے گی۔

عربی زبان میں خنزیر الرجل اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی انسان خنزیر والے کام کرے۔ اور یہ محاورہ تقریباً ہر زبان میں پایا جاتا ہے۔ کہ جب کوئی انسان کسی حیوان کے سے کام کرے۔ تو اسے اس حیوان کا نام دے دیا جاتا ہے۔ مثلاً بے وقوفی کا کام کرنے والے کو گدھا اور نقال کو بندر اور ایک پلید بدعادات اور بداخلاق کو سؤر کہہ دیا جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں یہود کے متعلق فرمایا۔

وجعل منھم القردۃ والخنازیر

یعنی ان میں سے اللہ تعالےٰ نے بعض کو تو بندروں کی طرح نقال بنا دیا۔ اور بعض اپنی بدعادتوں اور بداخلاقی کی وجہ سے خنزیر بن گئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بطور پیشگوئی مروی ہے

تکون فی امتی فزعۃ فیصیر الناس الیٰ علماءھم فاذا ھم قردۃ وخنازیر

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۰ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

یعنی میری امت میں ایک ایسا حادثہ ہوگا جس سے امت کے لوگ گھبرا جائیں گے۔ تب وہ اپنے علماء کے پاس جائیں گے۔ تا وہ ان کی گھبراہٹ اور پریشانی کو دور کریں۔ تو وہ انہیں بندر اور سؤر پائیں گے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے شاگردوں سے کہا:۔

"پاک چیزیں کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سؤروں کے آگے نہ ڈالو" (متی ۷)

موتیوں سے مراد پاک کلمات اور سؤروں سے مراد پلید آدمی ہیں۔ اور پھر یہ ایک پیشگوئی ہے۔ اور اکثر پیشگوئیاں از قبیل مکاشفات ہوتی ہیں۔ اور ان میں کنایہ استعارہ اور تشبیہ بکثرت پائے جاتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے اس سوال پر کہ آپ کے بعد سب سے پہلے ان میں سے کس کی وفات ہوگی فرمایا اطولکن یداً جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں پہلے وفات پائے گی۔ آپ کی ازواج نے اس پیشگوئی کے الفاظ کو ظاہر پر محمول کرکے اپنے ہاتھ ناپے اور حضرت سودہؓ کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے۔ اور یہ سمجھ لیا گیا کہ حضور پُرنور کی وفات کے بعد ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے حضرت سودہؓ وفات پائیں گی۔ لیکن جب

پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو سمجھا گیا کہ پیشگوئی میں طول ید یعنی ہاتھ کی لمبائی سے ظاہری ہاتھوں کی لمبائی مراد نہیں تھی بلکہ سخاوت مراد تھی۔ عربی کے علاوہ فارسی اردو میں بھی کشادہ دست اور لمبے ہاتھ والے سے سخی مراد لیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزول مسیح سے متعلق اکثر ارشادات رویا و کشوف ہی ہیں اور تعبیر طلب ہیں۔ اور خنزیر کی تعبیر معبرین نے یہ لکھی ہے۔

ومن رای انہ یقاتل
خنزیراً فانہ ینازع
رجلاً دنیئاً لاخیرفیہ
(کتاب الاشارات برحاشیہ تعطیر الانام
جلد ۲ صفحہ ۳۰۶)

یعنی جو شخص دیکھے کہ وہ خنزیر سے مقاتلہ کرتا ہے تو وہ ایک ایسے کمینہ آدمی سے مباحثہ کرے گا۔ جس میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی یعنی وہ ہدایت کو اختیار کرنے والا نہیں ہوگا۔

اسی طرح لکھا ہے۔

الخنزیر رجل ضخم موسر
فاسد الدین خبیث المکسب
قذر ذوید کافر او
نصرانی شدید الشوکۃ
(منتخب الکلام برحاشیہ
تعطیر الانام جلد ۱ صفحہ ۱۵)

یعنی خنزیر سے ایک موٹا خوشحال دین میں فساد ڈالنے والا۔ خبیث پیشہ گندہ طاقتور کافر یا نصرانی شدید رعب و شوکت والا مراد ہوتا ہے۔

اور خنزیر بری سے مراد یہ ہے۔

ویدل فیمن کانت لہ
خصومۃ علیٰ ان عدوہ
رجل قوی ذو باس جاھل
قبیح الکلام
وربما یعبّر الخنزیر
برجل من الیھود او النصاریٰ

اور لکھا ہے۔

ومن رائی انہ یقاتل
خنزیراً فانہ یظفر بعدو
ظالم (تعطیر الانام جلد ۱ صفحہ ۱۹۹)

یعنی خنزیر سے مراد یہ ہے کہ اس کا مخالف دشمن طاقتور لڑنے والا جاہل اور گندہ دہن ہے۔ اور بعض وقت خنزیر سے مراد کوئی یہودی یا نصرانی ہوتا ہے۔ اور خنزیر سے مقاتلہ کرنے سے مراد ظالم دشمن پر کامیاب اور غالب آنا ہوتا ہے۔

اگر یہ تعبیریں ملحوظ رکھی جائیں تو قتل خنزیر سے نصرانی یا غیر نصرانی مذہبی دشمنوں سے جو مفسد بدباطن اور بدزبان ہوں مباحثہ کرنا اور انہیں شکست دینا ہی مراد ہے۔ اور مباہلہ کرکے یا بددعا سے انہیں ہلاک کرنا جنگلوں میں جاکر سوروں کو قتل کرتے پھرنا ہرگز مراد نہیں۔

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے بہت سے خنزیروں کو مباحثات میں دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے مغلوب کیا۔ اور بعض آپ کی بددعا سے ہلاک بھی ہوئے ہیں۔ ہلاک ہونے والوں میں سے بطور مثال میں ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی کو پیش کرتا ہوں۔

یہ شخص عیسائی تھا قوی اور طاقتور تھا۔ خوشحال تھا دولت مند تھا۔ اسلام کا سخت دشمن بے حد مغرور و متکبر اور سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے انتہا تحقیر و توہین کرنے والا تھا۔ نیو یارک ڈیلی ٹریبیون نے اپنے ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں اس کی دولت کا اندازہ کئی ملین ڈالر لکھا تھا۔ اور خود اس کے ذاتی اخبار لیوز آف ہیلنگ نے اس کی اس وقت کی دولت کا اندازہ چودہ ملین ڈالر سے زائد ظاہر کیا تھا۔ وہ اپنی مقصد براری کے لئے جھوٹ سے قطعی پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور اسلام کی تعلیم سے سخت جاہل تھا۔ اس لئے اپنے مریدوں سے خطاب کرتے ہوئے اپنے ۲۶ مئی ۱۹۰۱ء کے اخبار لیوز آف ہیلنگ جلد ۷ میں جو کچھ لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

"میں محمد (ﷺ) کے جھوٹوں کا نفرت کے ساتھ تصور کرتا ہوں (خاکش بدہن) اگر میں ان (جھوٹوں) کو تسلیم کرلوں تو مجھے یہ ماننا پڑیگا کہ اس مجمع میں یا خدا کی زمین کے کسی قطعہ پر ایک عورت بھی ایسی نہیں جو غیر فانی روح رکھتی ہو۔ مجھے یہ تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ تم عورتیں محض وحشی جانور ہو۔ جو ایک گھنٹے یا ایک روز کے لئے کھلونے کے طور پر استعمال ہو سکیں۔ اور تمہارے وجود کو کوئی ابدیت حاصل نہیں۔ جب وحشیانہ شہوت والے درندے تم سے اپنی خواہش پوری کرلیں۔ تو تم کتوں کی موت مر جاؤ۔ یہ تمہارا انجام ہے۔ اور یہ محمد (ﷺ) کا مذہب ہے!"

(ترجمہ از انگریزی عبارت)

اور اسی اخبار کی جلد ۸ صفحہ ۱۳۱ نمبر ۱۹ جنوری ۱۹۰۱ء کے پرچہ میں لکھا:۔

"محمڈن ازم ایک بڑی طاقت ہے۔ یہ زبردست مقابلہ کریگی۔ مگر اس کا استیصال کرنا ضروری ہے۔"

پھر اسی اخبار کے ۱۵ اگست ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"محمڈن ازم کا لب لباب عورت کی تذلیل اور اس کے لئے ابدی روح سے محرومیت ہے۔ مسلمانوں کا مذہب عورت کی روح کو ابدیت نہیں دیتا۔۔۔۔

۔۔۔ زائن کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ انسانیت کے دامن سے اس گھناؤنے دھبے کو دھوڈالے۔ یروشلم سے اس ملعون جھنڈے کو ہمیں اتارنا ہوگا۔۔ ہلال اور صلیب کے درمیان ایک جنگ عظیم قریب نظر آرہی ہے۔"

یہ جان الیگزنڈر ڈوئی ایک قوی اور طاقتور شخص تھا۔ اس کی قوت کا اقرار اس کے امریکن مخالفین نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ امریکہ کے ایک رسالہ انڈی پنڈنٹ میں مسٹر جان اے ہیس نے زیر عنوان۔ "جان الیگزنڈر ڈوئی اور اس کا صیحون" لکھا ہے کہ۔

"وہ ایک عظیم الطاقت مناظر اور زیرک تیکا پیچ مفکر ہے۔ وہ استہزا کا دلدادہ اور گناہوں اور گنہ گاروں پر طعن وتشنیع کرنے کا شیدائی اور اپنے کھلے جھوٹ پر نازاں ہے وہ ظاہری قوت کا ایک مجسمہ ہے"
(انڈی پنڈنٹ نیو یارک جلد ۵۳ یکم اگست ۱۹۰۱ء)

اور رسالہ سینچری میگزین جلد ۶۴ صفحہ ۹۲۸ میں لکھا ہے۔

"یہ وہ انسان ہے جس میں نہایت نادر طور پر جسمانی قوت اور دماغی استعداد برابر طور پر جمع ہوگئی ہیں"

وہ خود اپنے متعلق اپنے اخبار لیوز آف ہیلنگ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۲ء میں لکھتا ہے۔

"میں ایک نہ تھکنے والے دماغ کا مالک ہوں۔ اور میرا جسم ایک صحت مند جسم ہے۔ مجھے یقین ہے کہ دنیا میں ایسے شخص کم ہی ہوں گے جو میرے ہم عمر ہوں اور میری طرح کام کرتے ہوں اور پھر میرے جیسے قوی بھی ہوں"

وہ اپنے آپ کو نبی اور مبشر اور بادشاہ سمجھتا تھا۔ رسالہ انڈی پنڈنٹ نے ۱۹ اپریل ۱۹۰۲ء کے پرچہ میں ڈوئی کے ایلیا ہونے کے دعوے کو ذکر کرکے اس کا یہ قول لکھا ہے کہ۔

"پہلا ایلیا تو ایک نبی تھا۔ دوسرا ایلیا یعنی ذکریا کا بیٹا بھی آبائی طور پر ایک مبشر تھا۔ مگر تیسرا ایلیا (یعنی ڈوئی) نبی بھی ہے۔ مبشر بھی ہے اور بادشاہ بھی۔ ڈوئی اپنے آپ کو نہ صرف روحانی طور پر بلکہ حسب ونسب سے بھی بادشاہ سمجھتا تھا۔"

اور اس نے ایک عظیم الشان شہر صیحون نام سے جھیل مشی گن کے کنارے پر آباد کیا۔ جہاں اسے پوری حکومت حاصل تھی۔ اور اس سے متعلق ۶ ستمبر ۱۹۰۰ء کے رسالہ منسی میگزین جلد ۲۴ میں مسٹر گرود رہاؤن شینڈ لکھتا ہے۔

"جھیل مشی گن کے کنارے پر ایک جدید شہر سے ابتدا کرکے مسٹر ڈوئی ایک تحصیل کو ہی نہیں بلکہ ایک ریاست کو ایک قوم کو ایک براعظم کو ایک نصف کرہ کو بلکہ ساری دنیا کو کنٹرول کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔"

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس دشمن اسلام صحت مند زبردست طاقتور قوی ہیکل۔ دولت مند خوشحال۔ گندہ دہن کذاب ناپاک نصرانی کے متعلق اطلاع ملی۔ تو آپ نے ۱۹۰۲ء میں پہلی دفعہ اسے چیلنج کیا اور مباہلہ کے لئے بلایا۔ اس پر اس نے ۲۷ دسمبر ۱۹۰۲ء کے لیوز آف ہیلنگ میں لکھا کہ

"ہندوستان میں ایک بیوقوف شخص ہے جو محمدی مسیح ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ وہ مجھے بار بار کہتا ہے کہ حضرت عیسٰے کشمیر میں مدفون ہیں۔ جہاں ان کا مقبرہ دیکھا جاسکتا ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ اس نے خود وہ دیکھا ہے۔ مگر بے چارہ دیوانہ اور جاہل شخص پھر بھی یہ بہتان لگاتا ہے کہ حضرت مسیح ہندوستان میں فوت ہوئے۔ (واقعہ یہ ہے کہ) خداوند مسیح بیت عنیاہ کے مقام سے آسمان پر اٹھایا گیا۔ جہاں وہ اپنے سماوی جسم میں موجود ہے"

اس سے ظاہر ہے کہ وہ کتنا مغرور و متکبر تھا۔ اور اسے اپنی طاقت و قوت اور اپنی بڑھتی ہوئی دولت و حشمت اور اپنے ترقی کرتے ہوئے شہر اور اپنے مریدوں کی کثرت پر کتنا گھمنڈ تھا مگر وہ اس امر سے بے خبر تھا کہ جسے وہ نعوذ باللہ دیوانہ اور جاہل اور بے وقوف محمدی مسیح

کہہ رہا ہے اس کے ساتھ خدا کا ہاتھ ہے۔ جس کے اشارے سے شہر گر جاتے ہیں۔ ملک ویران ہو جاتے۔ اور متکبروں کی گردنیں ٹوٹ جاتی ہیں۔

پھر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انگریزی زبان میں ایک چھٹی بصورت اشتہار ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء کو شائع فرمائی۔ اور اس میں ڈوئی کو دعوت مباہلہ دیتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"میں عمر میں ستر برس کے قریب ہوں اور ڈوئی جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے لیکن میں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں سے نہیں ہوگا بلکہ خدا جو احکم الحاکمین ہے۔ وہ اس کا فیصلہ کرے گا اور اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا...... تب بھی یقیناً سمجھو کہ اس کے صیحون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے۔"

امریکہ اور یورپ کے اخبارات میں اس چھٹی کی اشاعت ہوئی۔ اس وقت ڈوئی اپنے کمال عروج پر تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت ہتک آمیز جواب دینے کے بعد تین چار سال میں اس کی ساری شان و شوکت رعب داب اور اس کی تعلیاں اور اس کی دنیا سے اسلام کو نابود کرنے کی سکیمیں سب خاک میں مل گئیں۔ اور آخر کار وہ نہایت ذلت اور حسرت کے ساتھ ۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں مر گیا۔ اس کی لڑکی جس سے وہ بہت محبت رکھتا تھا جل کر مر گئی۔ اس کی بیوی اور اس کا لڑکا اس کی زندگی میں اس سے علیحدہ ہو گئے۔ اور پھر لڑکا بھی لاولد ہونے کی حالت میں مر گیا۔ اس کا شہر صیحون اس کی جائداد اس کا مال و دولت اس کی عزت و حشمت اس کے مرید اور ان کی تیاری اور اس کی بدنی صحت جس پر وہ نازاں تھا سب کھو گئے۔ اور شکاگو ٹریبیون (۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء) نے لکھا:

"یہ خود ساختہ پیغمبر بغیر کسی اعزاز کے اور بالکل کس مپرسی کی حالت میں مر گیا۔ اس وقت اس کے پاس نصف درجن سے بھی کم وفادار پیرو موجود رہتے تھے جن میں بانخواہ ملازمین منجملہ ایک نیگرو کے شامل تھے۔ اس کے بستر موت پر اس کا کوئی قریبی عزیز نہیں آیا۔ اس کی بیوی اور لڑکا اس عرصہ میں جھیل مشی گن کے دوسری طرف والے مکان بین کدہ ہی میں ہی مقیم رہے۔"

اس کی وفات پر رسالہ انڈی پنڈنٹ ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء نے ایڈیٹوریل میں لکھا کہ

"وہ اپنی مذہبی اور مالی طاقت میں آنکھوں کو خیرہ کر دینے والے کمال تک پہنچا مگر پھر یک لخت نیچے آ گیا۔ اس حال میں اس کی بیوی اس کا لڑکا اس کا چرچ سب اس کو چھوڑ چکے تھے۔"

اس موقعہ پر دو اور امریکن اخباروں کا تبصرہ درج کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے بوسٹن ہیرلڈ نے اپنے سنڈے ایڈیشن ۲۳ جون ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کا ایک بڑا عکس شائع کیا۔ اور مندرجہ ذیل دو جلی عنوانوں کے ساتھ مضمون کو شروع کیا۔

Great is Mirza Ghulam Ahmad The Messiah Fortold pathetic End of Dowie

یعنی مرزا غلام احمد المسیح ایک عظیم الشان شخص ہے۔ ڈوئی کی حسرت ناک موت کی اس نے پیشگوئی کی تھی۔

"۲۳ اگست ۱۹۰۳ء کو مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان انڈیا نے الیگزنڈر ڈوئی موسوم ایلیائے ثانی کی موت کی پیشگوئی کی جو اس مارچ میں پوری ہو گئی"

پھر آپ کی زلزلوں اور طاعون کے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر کر کے لکھا ہے:۔

"آپ کا دعوٰے یہ ہے کہ آپ ہی وہ مسیح صادق ہیں جو آخری زمانے میں آنے والا تھا اور یہ کہ خدا تعالےٰ نے آپ کو اپنی تائید سے نوازا ہے۔ امریکہ میں آپ کا تعارف ۱۹۰۳ء میں ہوا۔ جبکہ آپ نے ڈوئی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اب ڈوئی کی موت کے بعد آپ کی شہرت بہت بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ آپ نے نہ صرف ڈوئی کی موت کی پیشگوئی کی بلکہ یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ آپ کی زندگی میں مرے گا۔ اور بڑی حسرت اور درد اور دکھ کے ساتھ مرے گا۔"

"اس وقت ڈوئی ۵۹ سال کا تھا اور یہ نبی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام ناقل) ۷۵ سال کا۔"

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء کی پوری عبارت درج کر کے لکھتا ہے:۔

"کہ ڈوئی نے پہلے تو اس مشرق بعید سے آنے والے چیلنج کو کوئی پبلک توجہ نہ دی۔ مگر ۲۶ ستمبر کو اس نے اپنے شہر صیحون کے اخبار میں لکھا ہے:۔

لوگ بعض دفعہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ تم نے اس بات کا یا اُس بات کا جواب دے دیا ہے کہ نہیں جواب؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دیتا ہونگا اگر ان پر اپنا قدم بھی رکھ دوں تو ان کی زندگی کو کچل کر رکھ دونگا مگر میں تو انہیں اڑ جانے اور زندہ رہنے کا موقعہ دیتا ہوں۔"

صرف ایک دفعہ اس نے اس امر کا اظہار کیا۔ کہ گویا وہ مرزا غلام احمد صاحب کے وجود سے متعارف ہے۔ اس نے مرزا صاحب موصوف کے متعلق "بے وقوف محمدی مسیح" کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے ۱۲ دسمبر ۱۹۰۳ء کو لکھا اگر میں خدا کا پیغمبر نہیں تو پھر دنیا کے تختہ پر کوئی بھی پیغمبر نہیں" پھر اپنے ۲ جنوری ۱۹۰۴ء میں لکھا

"میرا کام یہ ہے کہ میں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو لاؤں اور اس صیحون کے شہر اور دوسری صیحونی بستیوں میں بساؤں حتی کہ محمڈن لوگ بالکل بہہ جائیں ...... خدا ہم کو یہ وقت جلد عطا کرے۔"

"اس پر مرزا صاحب نے اس کو چیلنج کیا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ دوسرے کی زندگی میں تباہ ہو جائے۔ ڈوئی ایسی حالت میں مر گیا کہ اس کے دوست اس کو چھوڑ چکے تھے۔ اور اس کی جائداد تباہ ہو چکی تھی۔ اس کو فالج اور دیوانگی کا حملہ ہوا۔ اور وہ ایسی حالت میں ایک دردناک موت مرا۔ کہ اس کا صیحون اندرونی تفرقات سے پارہ پارہ ہو چکا تھا۔ اب مرزا صاحب جرأت کے ساتھ سامنے آئے اور کہتے ہیں کہ وہ اپنے چیلنج یا پیشگوئی میں جیت گئے ہیں اور ہر طالب حق کو اس سچائی کی قبولیت کی طرف بلاتے ہیں۔ جس کا انہوں نے اعلان کیا تھا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ مصیبت جو ڈوئی پر پڑی ہے وہ خدائی انتقام اور خدائی فیصلہ ہے"

اس کے علاوہ ایک دوسرے امریکن اخبار "دی ٹرتھ سیکر" نے ۱۵ جون ۱۹۰۷ء کے پرچہ کے ایڈیٹوریل میں زیر عنوان "پیغمبروں کی جنگ" لکھا:۔

"ڈوئی (حضرت) محمد (ﷺ) کو نعوذ باللہ مفتریوں کا بادشاہ سمجھتا تھا۔ اس نے نہ صرف یہ پیشگوئی کی تھی کہ اسلام صیحون کے ذریعہ سے تباہ کر دیا جائے گا بلکہ وہ ہر روز یہ دعا بھی کیا کرتا تھا کہ ہلال (اسلامی نشان) جلد از جلد نابود ہو جائے۔ جب اس کی خبر ہندوستانی مسیح کو پہونچی۔ تو اس نے اس ایلیائے ثانی کو للکارا۔ کہ وہ مقابلے کو نکلے اور دعا کرے کہ جو ہم دونوں میں سے جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں مر جائے۔ قادیانی صاحب نے پیشگوئی کی کہ اگر ڈوئی نے اس چیلنج کو قبول کر لیا تو وہ میری آنکھوں کے سامنے بڑے دکھ اور ذلت کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کر جائیگا۔ اور اگر اس نے اس چیلنج کو قبول نہ کیا۔ تو اس کا اختتام صرف کچھ توقف اختیار کر جائے گا۔ موت اس کو پھر بھی جلد پالے گی اور اس کے صیحون پر بھی تباہی آجائیگی۔ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ صیحون تباہ ہو جائے اور ڈوئی (حضرت) احمد علیہ السلام کی زندگی میں مر جائے مسیح موعود کے لئے یہ ایک خطرے کا اقدام تھا کہ وہ لمبی زندگی کے امتحان میں اس "ایلیا" ثانی کو بلائیں۔ کیونکہ دونوں میں سے چیلنج کرنے والا کم و بیش ۱۵ سال زیادہ عمر رسیدہ تھا۔ اور ایک ایسے ملک میں جو پلیگ اور متعصب مذہبی دیوانوں کا گھر ہو حالات اس کے مخالف تھے مگر آخر کار وہ جیت گیا"

پس تعبیری لحاظ سے ڈوئی کی ہلاکت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں یقتل الخنزیر کے الفاظ میں کہی تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی ڈوئی سے متعلق فرماتے ہیں:۔

"یہ شخص اسلام کا سخت درجہ پر دشمن تھا...... اور حضرت سید النبیین واصدق الصادقین و خیر المرسلین و امام الطیبین جناب تقدس مآب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا۔ اور اپنی خباثت سے گندی گالیاں اور فحش کلمات سے آنجناب کو یاد کرتا تھا۔ غرض

بغض دین متین کی وجہ سے اس کے اندر ناپاک خصلتیں موجود تھیں اور جیسا کہ خنزیروں کے آگے موتیوں کی کچھ قدر نہیں۔ ایسا ہی وہ توحید اسلام کو بہت حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اور اس کا استیصال چاہتا تھا۔"

"چونکہ میرا اصل کام کسر صلیب ہے اس لئے اس کے مرنے سے ایک بڑا حصہ صلیب کا ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وہ تمام دنیا سے اول درجہ پر حامی صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعوے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میری دعا سے تمام مسلمان ہلاک ہوجائینگے اور اسلام نابود ہوجائیگا اور خانہ کعبہ ویران ہوجائیگا۔ سو خدا تعالےٰ نے میرے ہاتھ پر اس کو ہلاک کیا۔ میں جانتا ہوں کہ اس کی موت سے پیشگوئی قتل خنزیر والی بڑی صفائی سے پوری ہوگئی۔ کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک اور کون ہوسکتا ہے۔ کہ جس نے جھوٹے ہوکر پیغمبری کا دعوے کیا۔ اور خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائی۔ اور جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب ایسے لوگ ہوگئے تھے جو بڑے مالدار تھے بلکہ سچ یہ ہے۔ کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا وجود اس کے مقابلہ پر کچھ بھی چیز نہیں تھا۔ نہ اس کی طرح ان کی شہرت تھی۔ اور نہ اس کی طرح کروڑہا روپیہ کے وہ مالک تھے۔ پس میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا جس کے قتل کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائیگا۔ اگر میں اس کو مباہلہ کے لئے نہ بلاتا اور اگر میں اس پر بد دعا نہ کرتا اور اس کی ہلاکت کی پیشگوئی نہ کرتا۔ تو اس کا مرنا اسلام کی حقیقت کے لئے کوئی دلیل نہ ٹھہرتا۔ لیکن چونکہ میں نے صدہا اخباروں میں پہلے سے شائع کردیا تھا کہ وہ میری زندگی میں ہلاک ہوگا۔ میں مسیح موعود ہوں اور ڈوئی کذاب ہے اور بار بار لکھا اس پر دلیل یہ ہے کہ وہ میری زندگی میں ذلت اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہوجائے گا چنانچہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگیا۔ اس سے زیادہ کھلا کھلا معجزہ جو نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشگوئی کو سچا کرتا ہو اور کیا ہوگا۔ اب وہی اس کا انکار کرے گا جو سچائی کا دشمن ہوگا۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۶۹ - ۷۰ - ۷۷)

اسی طرح حضرت اقدس نے پنڈت لیکھرام سے متعلق جو پوری صحت اور قوی الجثہ جوان تھا اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کا شدید ترین دشمن، پرلے سرے کا گندہ دہن اور بدزبان آریہ تھا۔ یہ تحریر فرمایا:

قد عوت علیہ فبشرنی
ربی بموتہ فی ست سنۃ
(کرامات الصادقین)

یعنی میں نے اس پر بد دعا کی تو خدا تعالےٰ نے مجھے بشارت دی کہ یہ شخص ان بے ادبیوں اور گستاخیوں کی سزا میں جو اس نے رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں کی ہیں (فروری ۱۸۹۳ء) سے چھ سال کے عرصہ میں ہلاک کیا جائے گا۔ چنانچہ یہ خبیث الکلب گندہ دہن قوی ہیکل کافر حضور کی پیشگوئیوں کے مطابق چھ مارچ ۱۸۹۷ء کو نہایت دردناک طریق سے قتل ہوگیا۔ یہ شخص مذہباً نیوگ کو جو زنا کے مشابہ ہے جائز سمجھتا تھا اور عربی زبان میں کہا جاتا ہے۔ ھو ازنیٰ من الخنزیر کہ وہ تو خنزیر سے بھی زیادہ بدکار ہے۔ پس اس وجہ سے بھی اور دوسری ناپاک خصائل کے لحاظ سے بھی اس کی ہلاکت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یقتل الخنزیر کو پورا کرنے والی تھی اور یہ عجیب بات ہے کہ جیسے لیکھرام سے متعلق الہام میں ہے

عجلٌ جسدٌ لہ
خوارٌ

کہ یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے۔ جس کے اندر سے مکروہ آواز نکل رہی ہے۔ خوار بیل کی آواز کو کہتے ہیں۔ اور ڈوئی نے نیویارک میڈیسن اسکوائر گارڈن کے اس جلسہ میں جو تقریر کی۔ جس جلسہ کی تجویز خود اس نے اسی پرچہ میں شائع کی تھی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے متکبرانہ انداز اور گستاخانہ لہجہ میں ایک تحقیر آمیز تحریر تھی۔ ڈوئی کا مورخ "آرتھر نیوکومب" اس روز کی تقریر کا ذکر کرتے ہوئے ڈوئی کی اس شام کی آواز کو بیل کی ڈکار سے تشبیہ دیتا ہے۔ صفحہ ۲۵۴۔

اور جس طرح ڈوئی کا لڑکا لاولد مرا۔ اور ڈوئی نسلی لحاظ سے ابتر رہا۔ اسی طرح پنڈت لیکھرام بھی ابتر رہا۔ اس کا ایک ہی بیٹا تھا جو اس کے مرنے کے بعد جلد دنیا سے اٹھ گیا۔ اور خدا تعالےٰ کا کلام

ان شانئک ھو الابتر

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان دو شدید دشمنوں سے متعلق کامل تجلی کے ساتھ پورا ہوا۔

اس جگہ میں دوستوں کے ازدیاد ایمان کے لئے ایک واقعہ بیان کردینا مناسب خیال کرتا ہوں۔

میرے چچا اور مولوی قمر الدین صاحب کے والد میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ وہ ایک سؤر پر سوار ہیں۔ اور ایک سؤر کا بچہ آپ کے کندھوں پر ہے۔ آپ اسے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ نہیں اترتا۔ اس خواب دیکھنے کے بعد جب آپ قادیان گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی یہ رویا سنائی۔ تو حضور نے فرمایا کہ آپ کسی عیسائی پر فتح یاب ہوں گے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد اطلاع ملی کہ ہمارے گاؤں سیکھواں کے قریب ڈیرہ بابا نانک میں حاکم آرہا ہے۔ زمین کے انتقال وغیرہ کے سلسلہ میں متعلقہ لوگ تاریخ مقررہ پر وہاں پہنچ جائیں۔ تاریخ مقررہ پر چچا صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ بہت سے لوگ جمع تھے اور ابھی حاکم نہیں پہنچا تھا۔ مختلف باتیں ہورہی تھیں۔ وہاں ایک پادری سے گفتگو شروع ہوگئی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسر صلیب سے متعلق پیش کردہ دلائل دیئے۔ پادری نے دلائل سے عاجز آکر آپ کو ڈانٹا۔ تو آپ نے جوابی طور پر پادری کو بھی ڈانٹ دیا۔ اس پر پادری تو بالکل خاموش ہوگیا۔ سننے والوں میں سے ایک آریہ بھی تھا۔ اس نے پادری کو اکسانا شروع کیا۔ اور کہا کہ پادری صاحب کی بڑی توہین ہوئی ہے۔ اور وہ دعویٰ کریں تو ہم شہادت دیں گے۔ آریہ بار بار یہ بات کہے جاتا تھا تا پادری جوش میں آجائے۔ مگر پادری خاموش تھا مگر آپ اس آریہ کو یہ جواب دیتے تھے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے جوابی طور پر کہا ہے۔ پادری کی غلطی ہے جو اس نے بلاوجہ مجھے ڈانٹا۔ جس پر مجھے بھی اسے ڈانٹنا پڑا۔ مگر آریہ اپنی بات دہراتا ہی چلا جاتا تھا۔ اس پر انہیں اپنا خواب یاد آگیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعبیر بھی۔ پس وہ سمجھ گئے کہ پادری تو وہ سؤر ہے جس پر میں سوار تھا اور سؤر کا بچہ جو میرے کندھوں سے نہیں اترتا تھا وہ یہ آریہ ہے۔

پس حدیث کی پیشگوئی میں یقینی طور پر قتل خنزیر سے ایسے ہی شدید مخالفین اسلام کا دلائل و براہین کی رو سے قتل اور بذریعہ دعا ان کا ہلاک کرنا مراد تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشگوئی "قتل خنزیر" والی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ روز روشن کی مانند پوری ہوگئی۔ جو آپ کی صداقت کا زبردست ثبوت ہے۔

وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ

سیدنا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے ابن مریم سے متعلق پہلے "اماماً مہدیاً" فرمایا۔ پھر اس کے عظیم الشان دینی کاموں کا ذکر کرکے اس کے لئے وامامکم منکم کے الفاظ استعمال فرمائے یعنی آنے والا ابن مریم تمہارا امام ہوگا۔ اور تم میں سے ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس موقعہ پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو حضرت مریم صدیقہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے مراد نہیں ہوسکتے بلکہ امت محمدیہ کا ہی ایک فرد مراد ہے جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض مناسبتوں کی وجہ سے مسیح ابن مریم کے خطاب سے نوازا ہے اور اس کے خلاف جن علماء نے یہ خیال کیا ہے کہ امامکم منکم میں امام سے مراد مسیح موعود نہیں۔ بلکہ ان کے سوا کوئی اور امام یعنی مہدی مراد ہے۔ تو ان کا یہ خیال صحیح نہیں۔ اس لئے کہ صحیح مسلم کی حدیث میں وامامکم منکم کی بجائے فامکم منکم کے الفاظ آئے ہیں۔ جن کی تشریح محمد ابن ابی ذئب صحیح مسلم میں یہ لکھی ہے۔

فامکم بکتاب ربکم
عزوجل و سنۃ
نبیکم صلی اللہ علیہ
وسلم

یعنی آنے والے ابن مریم تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت کے مطابق تمہاری امامت کریں گے اور مسند احمد بن حنبل رح کی روایت میں ابن مریم سے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "اماماً مہدیاً" فرمایا ہے کہ وہ امام مہدی ہوں گے۔

اور وامامکم منکم کی تشریح میں علامہ نواب قطب الدین خان فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی یہ کہے کہ اماماکم منکم سے کوئی اور امام مراد ہے تو ایک بے ثبوت بات ہے۔ اور متقدمین نے تسلیم کر لیا ہے کہ اماماکم منکم سے مراد حضرت عیسیٰ ہی ہیں۔"
(مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۴ صفحہ ۳۸۵)

پس فاسکم منکم اور اماماکم منکم میں مسلمانوں کو یہ بتانا مقصود ہے کہ آنے والے مسیح کو ابن مریم تو کہا گیا ہے۔ لیکن اے مسلمانو! تم اس سے حضرت عیسیٰ اسرائیلی نبی مراد نہ لے لینا۔ بلکہ آنے والا امت محمدیہ کا ہی ایک فرد ہوگا جسے ابن مریم کا نام دیا جائے گا۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس فرمان واماماکم منکم میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں کی حالت اس وقت اس حد تک گر چکی ہوگی کہ وہ اپنے آپ کو اس لائق ہی نہیں سمجھیں گے کہ ان میں سے کسی کو مسیحیت کا مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ یہ اقرار تو کریں گے کہ ہم یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ مگر آنے والے مسیح کے متعلق یہ خیال کریں گے کہ وہ اسرائیلی ہوگا اور اپنے آپ کو اس امر کا اہل نہ سمجھیں گے کہ ان میں سے بھی کوئی مسیح بن سکتا ہے۔ اور یہ ان کی انتہائی پستی اور ذلت و انحطاط کی علامت ہوگی۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے واماماکم منکم فرمایا تا ظاہر ہو کہ امت محمدیہ ہی یہود و نصاریٰ کی طرح بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور اس کی اصلاح اور نشاۃ ثانیہ کے لئے جو مسیح ابن مریم اور امام آئے گا وہ بھی امت محمدیہ ہی میں سے ہوگا۔

اس زمانہ کے اکثر علماء مولانا مودودی کی طرح یہ خیال کر رہے ہوں گے کہ اب اللہ تعالےٰ کسی سے کلام نہیں کرتا جیسا کہ مودودی صاحب نے تحقیقاتی عدالت برائے فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء کے دس سوالوں یا نکات کے جواب دیتے ہوئے حدیث

لقد کان فیمن قبلکم
رجال یکلمون من
غیر ان یکونوا انبیاء
فان یاتی من امتی احد
فعمر

کی تشریح میں لکھا تھا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امت محمدیہ میں

"نبی ہی نہیں بلکہ مکلّم اور محدث بھی کوئی نہیں ہو سکتا۔"

گویا اسلام کی تعلیم پر دل و جان سے عمل کرنے والے اس لائق نہیں ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان سے ہمکلام ہو۔ فرشتے انہیں الہام کریں۔ بنی اسرائیل میں تو ایسے گزرگ مرد ہی نہیں بلکہ ایسی بزرگ عورتیں بھی ہوئی ہیں۔ جن سے اللہ تعالےٰ نے کلام کیا ہے۔ اور جن پر فرشتے نازل ہوئے ہیں۔ مگر امتیان افضل الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں جن کو اللہ تعالےٰ نے خیر امت کے خطاب سے عزت بخشی ہے کوئی مرد بھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ جس سے اللہ تعالےٰ ہم کلام ہو اور جسے وہ اپنے لذیذ اور پر شوکت کلام سے مشرف کرے۔ گویا امت محمدیہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور روحانی انعامات وحی و الہام اور کشوف اور رویائے صادقہ سے بکلی محروم ہے۔

لیکن برخلاف اس کے اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور قرآن مجید کی عظمت اور امت محمدیہ کی قدر و منزلت قائم کرنے اور دنیا کی اصلاح و ہدایت کی غرض سے جسے مبعوث فرمایا۔ اور جس کے لئے اماماکم منکم کی شہادت دی تھی کہ وہ امام امت محمدیہ کی روحانی پستی اور انحطاط کے وقت امت محمدیہ میں سے ہی ظاہر ہوگا۔ اس جلیل القدر و عظیم الشان مصلح آسمانی و امام ربانی نے دل کش و روح افزا مژدہ سنایا۔ کہ

"ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے۔ جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانے میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے۔ اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطل

نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔"
الوصیۃ

پھر یہ ذکر کر کے کہ قرآن مجید نے ابتداء ہی میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا سکھا کر اس طرف اشارہ کر دیا تھا کہ وہ تمہیں ان نعمتوں کا مورد بنائے گا جو پہلوں کو دی گئی تھیں۔ جو نبی رسول، صدیق، شہید اور صالح تھے۔ اللہ تعالےٰ کے اس مامور نے فرمایا کہ

"اپنی ہمتیں بلند کرو اور قرآن کی دعوت کو رد مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں ...... اے سست اعتقادو اور کمزور ہمتو! کیا تمہیں یہ خیال ہے۔ کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر تو بنی اسرائیل کے تمام ممالک کا تمہیں قائم مقام کر دیا مگر روحانی طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا تمہاری نسبت ان سے زیادہ فیض رسانی کا ارادہ ہے ...... خدا تمہیں نعمت وحی اور الہام اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا۔ وہ تم پر سب نعمتیں پوری کرے گا۔ جو پہلوں کو دی گئیں۔"
(کشتی نوح صفحہ ۳۸)

اور فرمایا کہ جو روحانی شربت موسےٰ اور عیسےٰ اور دوسرے انبیاء کو پلایا گیا سید الانبیاء و فخر المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کامل متبعین۔

"وہی شربت نہایت کثرت سے نہایت لطافت سے نہایت لذت سے پیتے ہیں اور پی رہے ہیں۔ اسرائیلی نوران میں روشن ہیں۔ بنی یعقوب کے پیغمبروں کی ان میں برکتیں ہیں۔ سبحان اللہ ثم سبحان اللہ حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کس شان کے نبی ہیں۔ اللہ اللہ! کیا عظیم الشان نور ہے۔ جس کے ناچیز خادم جس کی ادنیٰ سے ادنیٰ امت جس کے احقر سے احقر چاکر مراتب مذکورہ تک پہنچ جاتے ہیں۔"
(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۲۴۲)

اور سیدنا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دست فیض کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"اور وہ خاتم الانبیاء ہے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملیگا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت میں چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑھ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص امتی نہ ہو اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷-۲۸)

پس واماماکم منکم میں اس طرف اشارہ تھا کہ امت محمدیہ جو خیر الامم ہے۔ اس کی اصلاح اور دین اسلام کا دوسرے ادیان پر غلبہ ظاہر کرنے کے لئے جو امام آئے گا۔ وہ اس امت ہی میں سے آئے گا۔ اور وہ دلائل عقلیہ و نقلیہ اور نشانات سماویہ سے اسلام کی عظمت دنیا میں دوبارہ قائم کرے گا۔ اور ایسا ہی ہوا اور وہ دین اسلام جس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

اور اسے ایک اجڑے ہوئے باغ سے تشبیہ دی جاتی تھی۔ اور امت محمدیہ جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ؎

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے
(حالی)

اور کہا جاتا تھا ؎

اتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں

(اقبال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اسلام کو ایک زندہ دین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک زندہ نبی اور قرآن مجید کو ایک زندہ کتاب ثابت کر دیا۔ خشک اور سنگلاخ بیابانوں، ویران سنسان مکانوں، جلے اور اجڑے ہوئے باغوں کو سرسبز و شاداب، فرحت انگیز و دل آویز بنا دیا۔ اور تاریک دلوں کو نور ہدایت سے منور کر دیا۔ اور بالہام الٰہی فرمایا:۔

"بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں بر منار بلند تر
محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفےٰ نبیوں
کا سردار"

(تذکرہ صفحہ ۱۰۱)

تیری ماموریت کا وقت آ گیا اور مسلمانوں کا قدم اب بلند تر مینار پر نہایت مضبوطی سے قائم ہو جائے گا۔ یعنی اب مسلمانوں کی حالت اوج و ترقی کی طرف رجوع کرے گی اور روز بروز بہتر سے بہتر ہوتی جائے گی اور آخر کار ساری دنیا پر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا پاک و مقدس اور نبیوں کا سردار ہونا ظاہر ہو جائے گا۔

اور اسلام کی فتح کی امید دلاتے ہوئے فرمایا:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام
کے لئے پھر اسی تازگی اور
روشنی کا دن آئے گا جو پہلے
وقتوں میں آ چکا ہے"

(فتح اسلام صفحہ ۱۱)

پس امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی عظمت کا دنیا میں دوبارہ قائم ہو جانا اور آپ کی جماعت کا دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغی مشن قائم کرنا اور مساجد بنانا اور اسلام کی تمام دیگر ادیان پر برتری ثابت کرنا آپ کے مسیح موعود اور امام مہدی ہونے کی زبردست دلیل ہے۔

نشان نمائی میں مقابلہ کیلئے دعوت

اور

آپ کے دو عظیم الشان نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کا ایک بڑا زبردست ثبوت وہ ہزارہا نشانات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے اور وہ صدہا علم غیب پر مشتمل پیشگوئیاں ہیں جو اپنی کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے بجز خدا کے فرستادہ اور رسول کے کسی اور پر منکشف نہیں کی جاتیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"خدا کے عظیم الشان نشان بارش کی طرح میرے پر اترتے ہیں۔ اور غیب کی باتیں میرے پر کھل رہی ہیں ہزاروں دعائیں اب تک قبول ہو چکی ہیں۔ اور تین ہزار سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکا ہے......

اور مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے کہ اگر کوئی سخت دل عیسائی یا ہندو یا آریہ میرے ان گزشتہ نشانوں سے جو روز روشن کی طرح نمایاں ہیں انکار بھی کر دے اور مسلمان ہونے کے لئے کوئی نشان چاہیے۔ اور اس بارے میں بغیر کسی بیہودہ حجت بازی کے جس میں بدنیتی کی بو پائی جائے، سادہ طور پر یہ اقرار بذریعہ کسی اخبار کے شائع کر دے کہ وہ کسی نشان کے دیکھنے سے گو کوئی نشان ہو لیکن انسانی طاقتوں سے باہر ہو اسلام کو قبول کرے گا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ ابھی ایک سال پورا نہ ہوگا کہ وہ نشان دیکھ لے گا۔ کیونکہ میں اس زندگی میں سے نور لیتا ہوں جو میرے نبی متبوع کو ملی ہے۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ اب اگر عیسائیوں میں کوئی طالب حق ہے یا ہندوؤں اور آریوں میں سے سچائی کا متلاشی ہے تو میدان میں نکلے۔ اور اگر اپنے مذہب کو سچا سمجھتا ہے تو بالمقابل نشان دکھانے کے لئے کھڑا ہو جائے۔ لیکن میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ ہرگز ایسا نہ ہوگا بلکہ بدنیتی سے پیچ در پیچ شرطیں لگا کر بات کو ٹال دیں گے کیونکہ ان کا مذہب مُردہ ہے۔ اور کوئی ان کے لئے زندگی بخش سامان موجود نہیں جس سے وہ روحانی فیض پا سکیں اور نشانوں کے ساتھ چمکتی ہوئی زندگی حاصل کر سکیں۔

اے تمام وہ لوگو! جو زمین پر رہتے ہو۔ اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق و مغرب میں آباد ہو۔ میں پورے زور کے ساتھ آپکو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس، اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں"

(روحانی خزائن جلد ۱۶ ا صفحہ ۱۴۰-۱۴۱ بحوالہ تریاق القلوب)

میں اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صرف ان دو پیشگوئیوں کا ذکر کرتا ہوں جو دو بڑے مذاہب کے دو وکیلوں سے متعلق کی گئی تھیں اور ان سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں اور اسلام زندہ مذہب ہے۔ کیونکہ ان دونوں پیشگوئیوں سے یہی دونوں امور ثابت کرنا مقصود تھا۔ اور یہ ایسی عجیب پیشگوئیاں ہیں جو سیدنا حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دو عظیم الشان پیشگوئیوں کو یاد دلا کر اہل دل کی روحیں تازہ کر دیتی ہیں۔ ان پیشگوئیوں میں سے ایک جمالی رنگ کی ہے اور دوسری قہری و جلالی رنگ کی۔ پہلی پیشگوئی تو عیسائی مذہب کے وکیل پادری ڈپٹی عبداللہ آتھم سے تعلق رکھتی ہے۔ اور دوسری آریہ مذہب کے وکیل پنڈت لیکھرام سے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پادری ڈپٹی آتھم کے مابین ایک تحریری مناظرہ تحریری مباحثہ ہوا تھا جو ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء سے لے کر ۵ جون ۱۸۹۳ء تک یعنی پندرہ دن تک امرتسر میں ہوتا رہا تھا۔ مباحثہ کے آخری دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بالہام الٰہی اپنے فریق مقابل سے متعلق یہ پیشگوئی فرمائی کہ وہ روز ختم مباحثہ سے ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اس پیشگوئی کے بعد ڈپٹی عبداللہ آتھم میں ایسی تبدیلی پیدا ہو گئی کہ اس نے مسلمانوں سے مباحثہ کرنے اور اسلام کے رد میں کتابیں لکھنے اور اسلام اور نبی اسلام کی توہین کرنے کی قدیم عادت یک لخت چھوڑ دی اور پیشگوئی کی میعاد میں بے ادبی کا ایک کلمہ بھی اپنی زبان سے نہ نکالا اور پیشگوئی کی سچائی کے خوف اور اس کی عظمت سے دہشت زدہ ہو کر غربت اور مسکینی اور خاموشی اختیار کر لی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو رحیم و کریم ہے اپنی الہامی شرط اور اپنی سنت مستمرہ کے مطابق کہ جن پر عذاب نازل ہونے کی اطلاع دی ہو ان کے رجوع بحق ہونے پر انہیں مہلت ضرور دیا کرتا ہے۔ پادری عبداللہ آتھم کو بھی کچھ مہلت دے دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بذریعہ الہام اس کے رجوع سے مطلع فرما دیا جس کی بنا پر آپ نے اس سے ان الفاظ میں قسم کھانے کا مطالبہ کیا کہ

"پیشگوئی کے دنوں میں میں نے
اسلام کی طرف رجوع نہیں
کیا اور ہرگز اسلام کی عظمت
میرے دل پر مؤثر نہیں ہوئی۔
اور اگر میں جھوٹ کہتا ہوں
تو اے قادر خدا ایک سال
تک مجھ کو موت دے کر میرا
جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر۔"

اور اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ اعلان بھی فرما دیا کہ

"اگر آتھم کو عیسائی لوگ
ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں اور
ذبح بھی کر ڈالیں تب بھی وہ
قسم نہیں کھائیں گے"

اور ان کے جھوٹی قسم کھانے کی صورت میں یہ فرمایا کہ

"اگر آتھم نے جھوٹی قسم
کھالی تو ضرور فوت ہو جائیگے"

مگر آتھم نے باوجود اس کے کہ قسم کھا لینے کی حالت میں اس کو چار ہزار روپیہ انعام دیئے جانے کا اعلان بھی کر دیا تھا قسم کھانے سے انکار کر کے عمداً اخفائے حق پر اصرار کیا اور یہ شہادت نہ دی کہ اس نے پیشگوئی سے ڈر کر کسی قدر اپنی اصلاح کر لی تھی بلکہ حق کو چھپا کر مخلوق کو دھوکا دینے کا مرتکب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے جیسے اُسے بڑے ہاویہ سے جو موت سے تعبیر کیا گیا تھا اُسے رجوع الی الحق کی وجہ سے کچھ مدت کے لئے بچا لیا تھا ویسے ہی اخفائے حق پر اصرار کے جرم میں اُسے جلد پکڑ لیا اور موت کا مزہ چکھا دیا۔

دوسری پیشگوئی پنڈت لیکھرام سے متعلق تھی جو ایک گندہ دہن مفسد اعتدا اور اسلام کے رسول کا سخت دشمن تھا اور سرور انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بے حد تحقیر و توہین کیا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"قد عَرَضْتُ عَلَیْہِ فَلَبِثْتُ فِیْ

رَبِّیْ بِمَوْتِہٖ فِیْ سِتِّ سِنِیْنَ"

(نزول المسیح)

یعنی میں نے اس پر بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ یہ شخص ان بے ادبیوں اور گستاخیوں کی سزا میں جو اس نے رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے لے کر چھ سال کے عرصہ میں ہلاک کیا جائے گا۔

اور اس کے متعلق بذریعہ الہام یہ خبر بھی دی کہ

عِجْلٌ جَسَدٌ لَّہٗ خُوَارٌ
لَہٗ نَصَبٌ وَّ عَذَابٌ

یعنی یہ ایک بے جان گوسالہ ہے جس سے مارے جانے کے وقت گوسالہ سامری کی آواز کی مثل ایک آواز نکلے گی۔ اور اس کے لئے نصب اور عذاب ہے۔ عربی زبان میں کہا جاتا ہے۔ نَصَبَ فُلَانٌ لِفُلَانٍ یعنی ایک شخص نے دوسرے شخص پر اس کی جان لینے کے لئے حملہ کر دیا اور از راہ دشمنی اس کے فنا کرنے کے لئے پوری پوری کوشش کی اور خوار کا لفظ بیل کی آواز کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہ انسان کے لئے اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی مقتول قتل ہونے کے وقت گوسالہ کی طرح آواز نکالتا ہے (لسان العرب) اور پنڈت لیکھرام پیشگوئی کے مطابق نہایت دہشتناک طریق سے قتل کیا گیا۔ چھ بجے شام کو قاتل نے اُسے کاری زخم لگایا اور اس کی انتڑیوں میں چھرا گھمایا اور وہ ہائے ہائے کرتا ہوا بہت زور سے چلّایا۔ پھر اس پر اپریشن کی چھری چلی اور ساری رات دردناک عذاب میں مبتلا رہ کر صبح کو مر گیا۔

لیکھرام کی ہلاکت سے متعلق یہ پیشگوئی اتنی واضح طور سے پوری ہوئی کہ تخمیناً تین ہزار مسلمانوں اور ہندوؤں نے ایک محضر نامہ پر جو ہماری طرف سے تیار ہوا تھا اپنے قلم سے گواہی ثبت کرکے ثابت کر دیا کہ یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے ظہور میں آئی ہے اور ان کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر قتل کی سازش کا الزام لگایا تھا حضور نے اس طریق فیصلہ کی طرف بلایا:-

"کہ ایسا شخص میرے سامنے
قسم کھا دے جس کے الفاظ یہ
ہوں کہ میں یقیناً جانتا ہوں
کہ یہ شخص سازش قتل میں
شریک یا اس کے حکم سے واقعہ
قتل ہوا ہے۔ پس اگر یہ صحیح
نہیں ہے تو اے قادر خدا
ایک برس کے اندر مجھ پر وہ
عذاب نازل کر جو ہیبت ناک
ہاتھوں سے نہ ہو۔ اور نہ
انسان کے منصوبوں کا اس میں
کچھ دخل متصور ہو سکے۔ پس
اگر یہ شخص ایک برس تک میری
دعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں
اور اس سزا کے لائق کہ ایک
قاتل کے لئے ہونی چاہیئے۔
اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ
ہے۔ جو اس طور سے تمام دنیا
کو شبہات سے چھڑا دے تو
اس طریق کو اختیار کرے۔
یہ طریق نہایت سادہ اور
راستی کا فیصلہ ہے"

(سراج منیر صـ۲۹)

لیکن کسی آریہ کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ اس طریق فیصلہ کو منظور کرتا۔

اور یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی دو نشان صداقت ایسے دیئے ہیں جن میں سے ایک دشمن کے قدرے رجوع الی الحق کرنے پر اُسے کچھ مہلت مل گئی ہے اور دوسرے میں دشمن کے رجوع الی الحق نہ کرنے کی وجہ سے وہ بغیر کچھ مہلت ملنے کے عذاب الٰہی کا نشانہ بن گیا۔ ان میں سے پہلا یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرقل قیصر روم کو جو ایک عیسائی بادشاہ تھا دعوتِ اسلام کا خط لکھا تھا۔ امام بخاری کی روایت کے مطابق اس خط میں حضور نے اُسے اسلام کی طرف دعوت دیتے ہوئے فرمایا:-

اَسْلِمْ تَسْلَمْ

یعنی اسلام میں داخل ہو جاؤ اگر تم نے یہ دین قبول کر لیا تو پھر سلامت رہو گے۔ اور بے وقت موت اور تباہی سے بچ جاؤ گے حضور کے اس ارشاد میں قطعی طور پر اس کی ہلاکت اور تباہی کا اظہار نہ تھا بلکہ شرطی طور پر تھا۔ صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ظاہر ہے کہ ہرقل قیصر روم نے کسی قدر حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ اور یہ رجوع اس کی اس گفتگو سے ظاہر ہے جو اس نے ابوسفیان سے کی تھی (ابوسفیان ان دنوں بحالت کفر ملکِ شام میں گئے ہوئے تھے اور دربار میں بلائے گئے تھے) ہرقل نے ان سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے متعلق کچھ سوالات کئے تھے اور ان کے جوابات سننے کے بعد اس نے کہا تھا:-

"فَاِنْ کَانَ مَا تَقُوْلُ
حَقًّا فَسَیَمْلِکُ مَوْضِعَ
قَدَمَیَّ ھَاتَیْنِ...
وَلَوْ کُنْتُ عِنْدَہٗ لَغَسَلْتُ
عَنْ قَدَمَیْہِ"

بتائی ہیں سچی ہیں تو وہ نبی جو تم میں پیدا ہوا ہے اس جگہ کا مالک ہو جائے گا۔ جس جگہ یہ میرے دونوں قدم ہیں۔ مجھے یہ تو علم تھا کہ وہ عنقریب ظاہر ہونے والا ہے مگر مجھے یہ خبر نہ تھی کہ وہ تم میں سے ظاہر ہو گا اگر میں جانتا کہ میں اس کی ملاقات کر سکتا ہوں تو ضرور اس سے ملاقات کرتا اور اگر میں اس کے پاس ہوتا تو میں اس کے پاؤں دھویا کرتا۔

اور ابوسفیان کو یہ سب واقعہ دیکھ کر کہنا پڑا تھا کہ

"لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ
اَبِیْ کَبْشَۃَ وَ اِنَّہٗ
یَخَافُہٗ مَلِکُ بَنِی الْاَصْفَرِ"

یعنی (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا معاملہ تو بہت بڑا ہو گیا ہے اب تو قیصرِ روم بھی اُس سے ڈرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضور کا نامۂ مبارک سُن کر ہرقل قیصر روم نے حق یعنی اسلام کی طرف رجوع کیا تھا اور دل میں خوف کھایا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُسے مہلت دی گئی اور اس کی سلطنت پر جلد تباہی نہیں آئی اور وہ خود بھی جلد تر ہلاک نہیں ہوا لیکن جو رجوع اس نے کیا تھا اس پر وہ قائم نہیں رہ سکا۔ اور جب اس کے صاحبِ شوکت وحشمت عیسائی اراکین دربار اس کی باتوں کے متحمل نہ ہو سکے اور ان میں اس کے خلاف سخت برہمی و جوش پیدا ہو گیا یہاں تک کہ وہ پُرزور احتجاج سے بھی باز نہ رہ سکے تو ہرقل گھبرا گیا اور اُس نے اپنے معزز و طاقتور درباریوں کا جوش ٹھنڈا کرنے کے لئے اصل حقیقت چھپا لی اور ان کو مطمئن کرنے کے لئے یوں بات بنائی کہ میں تو تمہارے ایمان کی آزمائش کرنا چاہتا تھا کہ تم اپنے مذہب عیسائیت پر کس قدر مستحکم ہو اس لئے وہ کچھ مہلت پانے کے بعد جو حق کی طرف قدرے رجوع کرنے کے نتیجے میں اُسے ملی تھی پکڑا گیا۔ اور رجوع الی الحق کے معاملہ میں قیصر روم کا حال پادری عبداللہ آتھم کے حال سے بالکل مشابہ ہے۔ دونوں نے حق کی طرف قدرے رجوع کرنے کی وجہ سے کچھ مہلت پالی اور پھر دونوں ہی سچی گواہی کو پوشیدہ کرنے کی وجہ سے کیفرِ کردار کو پہنچ گئے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دوسرا نشانِ صداقت جس میں دشمن رجوع الی الحق نہ کرنے پر بغیر مہلت پانے کے ہلاک ہو گیا تھا کسریٰ یعنی خسرو پرویز شاہنشاہ ایران کا واقعہ ہے کہ وہ حضور کا نامۂ مقدس پہنچنے پر غیظ و غضب سے بھر گیا اور اسنے صوبہ یمن کے گورنر کو ایک تاکیدی فرمان بھجوا دیا کہ اس شخص کو جو مدینہ میں نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے بلا توقف گرفتار کرکے میرے پاس بھیج دو۔ گورنر نے دو مضبوط فوجی افسر اس حکم کی تعمیل کے لئے متعین کئے۔ جب انہوں نے مدینہ میں پہنچ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کسریٰ کا حکم پہنچایا تو حضور نے فرمایا کہ میں اس کا جواب کل دوں گا اور حضور نے اس پر بددعا کی۔ جب وہ افسر دوسری صبح کو حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ میرے خدا نے آج کی رات تمہارے خداوند کو اس کے بیٹے شیرویہ کے ہاتھ سے قتل کرا دیا ہے۔ جب یہ افسر گورنر یمن کے پاس واپس پہنچے اور حضور کا جواب اُسے سنایا تو اُسے بھی مناسب معلوم ہوا کہ چند روز پایۂ تخت کی ڈاک کا انتظار کر لیا جائے۔ جب ڈاک پہنچی تو اس میں گورنر کے نام خسرو پرویز کے ولیعہد کا خط ملا کہ میرا باپ خسرو چونکہ ظالم تھا اس لئے میں نے اُسے قتل کر دیا ہے۔ اب تم مجھے اپنا شاہنشاہ سمجھو اور نبی عربی کی گرفتاری کے لئے جو میرے باپ نے تمہیں لکھا تھا۔ اس حکم کو بالفعل ملتوی رکھو۔

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ ہرقل قیصر روم کا واقعہ پادری عبداللہ آتھم کے واقعہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ اور یہ کسریٰ خسرو پرویز شاہنشاہ ایران کا واقعہ پنڈت لیکھرام کے واقعہ سے۔

اور جس طرح مطابق ایک اخباری روایت کے کسی ہندو نے جو اپنے آپ کو نومسلم قرار دیتا اور شُدھ ہو کر نو آریہ بننا چاہتا تھا۔ لیکھرام کے پیٹ پر حربہ چلایا اسی طرح کسریٰ (شاہ ایران) کے بیٹے شیرویہ نے کسریٰ کے پیٹ پر حربہ چلایا اور ان دونوں کے ہلاک ہونے کی خبر اس وقت دی گئی تھی جبکہ کسی کو ان کی ہلاکت کا خیال بھی نہ تھا۔

اور جس طرح ہرقل قیصر روم و خسرو کسریٰ میں سے ہرقل نے جو عیسائی تھا رجوع بحق کرنے کی وجہ سے مہلت پائی اور پھر طبعی موت سے مرا تھا لیکن خسرو پرویز کسریٰ نے جو عیسائی نہیں تھا رجوع بحق نہ کرنے کی وجہ سے مہلت نہیں پائی تھی اور جلد ہی قتل کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح پادری عبداللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام میں سے عبداللہ آتھم نے جو عیسائی تھا رجوع بحق کرنے کی وجہ سے مہلت پائی اور پھر طبعی موت سے مرا۔ لیکن لیکھرام نے جو عیسائی نہیں تھا صرف یہ کہ اس نے رجوع الی الحق نہ کیا بلکہ اپنی ہلاکت کی پیشگوئی سُن کر بے انتہا افروختگی اور بے باکی دکھائی

اور قبل ازیں جوشِ غیظ و غضب سے از خود رفتہ ہو کر وہ یہ پیشگوئی بھی شائع کر چکا تھا کہ ہمارا الہام یہ کہتا ہے کہ تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائے گا اور آپ کی ذریت سے کوئی باقی نہ رہے گا (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۰۱)

اس کی اس بے باکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُسے مہلت دینے کی بجائے مدتِ مقررہ چھ سال پورے ہونے سے بھی تقریباً دو سال پہلے ہی اُسے ہلاک کر دیا۔ اور جیسے کسریٰ کے قتل کی خبر پہنچنے پر اُسے ایک نشانِ الٰہی سمجھ کر مَیں کے بہت سے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے۔ اسی طرح لیکھرام کے قتل کا نشان ظاہر ہونے کے بعد جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ یقینی امر ہے کہ تیس ہزار
کے قریب لوگ اس پیشگوئی
کو دیکھ کر ایمان لائے"
(روحانی خزائن جلد ۱۵
بحوالہ تریاق القلوب)

اور جیسے کسریٰ کا مارا جانا ایک بڑا معجزہ تھا کیونکہ وہ رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا اور اس نے آپ کی جان پر حملہ کرنا چاہا تھا۔ ویسے ہی لیکھرام بھی رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن اور پرلے درجہ کا زبان دراز اور بدگو تھا اور اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس شان اور راستبازی کے پاک چشمہ پر حملہ کرنا چاہا تھا۔ اس لئے خدا نے جو اپنے پیاروں کے لئے غیرتمند ہے کسریٰ کے واقعہ سے تیرہ سو برس بعد اپنے پاک نبی کی عزت اور راستبازی کی حمایت کے لئے لیکھرام کی موت سے وہ معجزہ دوبارہ دکھلایا جو فارس کے پایۂ تخت اور خاص ایوانِ شاہی میں شیرویہ کے ہاتھ سے دکھلایا گیا تھا۔ اس سے ہر ایک انسان یہ سبق حاصل کر سکتا ہے کہ خدا کے پیاروں اور برگزیدوں کی عزت یا جان پر حملہ کرنا اچھا نہیں خصوصاً حضرت محبوب رب العالمین سید الاولین والآخرین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر سے

خدا نخواہد سوزد آں کرم دنی را
کہ باشد از عدوانِ محمدؐ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ ذکر کر کے کہ حدیث شریف اذا ھلك کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ یعنی جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو دوسرا کسریٰ پیدا نہیں ہو گا جو ظلم اور جور و جفا میں اس کا قائمقام ہو۔ تحریر فرماتے ہیں :۔

"اس حدیث سے استنباط
ہو سکتا ہے کہ کسی بد زبان
اور فحش گو اور دشمنِ رسول
(صلے اللہ علیہ وسلم) کے مرنے
کے بعد جو کسی قوم میں ہے۔
پھر ایسی خصلت کا کوئی اور
انسان اس قوم کے لئے پیدا
ہونا خیالِ محال ہے۔ کیونکہ خدا
ہمیشہ اپنے راستبازوں
کی نسبت گالیاں اور گندہ زبانی
سُننا نہیں چاہتا"
(روحانی خزائن
بحوالہ تریاق القلوب)

عیسائی مذہب کے نمائندے پادری عبداللہ آتھم اور آریہ مذہب کے نمائندے پنڈت لیکھرام کو پیشگوئیوں کے بعد ان دونوں کی حالتوں کے لحاظ سے جو کچھ پیش آیا ہے۔ ان دونوں کے مذہبوں کا حال بھی کچھ ویسا ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت اقدس نے آریہ مذہب سے متعلق فرمایا ہے :۔

"اور یہ خیال مت کرو کہ آریہ
یعنی ہندو دیانندی مذہب والے
کچھ چیز ہیں وہ صرف اس
زنبور کی طرح ہیں جس میں
بجز نیش زنی کے اور کچھ نہیں
وہ نہیں جانتے کہ توحید کیا
چیز ہے۔ اور روحانیت سے
سراسر بے نصیب ہیں .....
جس مذہب میں روحانیت
نہیں اور جس مذہب میں خدا
کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں
اور صدق و صفا کی روح
نہیں۔ اور آسمانی کشش
اس کے ساتھ نہیں۔ اور
فوق العادت تبدیلی کا نمونہ
اس کے پاس نہیں وہ مذہب
مُردہ ہے۔ اس سے مت ڈرو۔
ابھی تم میں سے لاکھوں اور
کروڑوں انسان زندہ
ہوں گے کہ اس مذہب کو
نابود ہوتے دیکھ لو گے۔ کیونکہ
یہ مذہب آریہ کا زمین سے
ہے نہ آسمان سے اور زمین
کی باتیں پیش کرتا ہے نہ
آسمان کی"
(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۶)

اور حضرت اقدس نے الہام سیھزم الجمع و یولون الدبر کی تشریح میں فرمایا ہے :۔

"آریہ مذہب کا یہ انجام ہو گا
کہ خدا ان کو شکست دے گا
اور وہ آریہ مذہب سے
بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے
اور آخر کالعدم ہو جائیں گے"
(تذکرہ صفحہ ۲۹)

چنانچہ ان لوگوں نے اس پیشگوئی کی صداقت بچشم خود دیکھ لی ہے جو اس کی اشاعت کے وقت سنہ ۱۹۰۲ء میں موجود تھے۔ آج مذہبی اور تبلیغی لحاظ سے آریہ سماج بالکل مر چکی ہے اور آریہ لیڈر اس امر کا اعتراف بھی کر چکے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ترقی کا زمانہ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں بر عایت منہاج نبوت تین صدیاں ہیں۔ مگر آریہ سماج کی تمام قوت و شوکت اور اس کا تبلیغی نظام اور ملی اور مذہبی جماعتی ترقی کے لئے کوششیں ایک صدی کے اندر اندر ختم ہو گئیں اور وہ بحیثیت ایک مذہبی تبلیغی جماعت کے بالکل مردہ ہو گئی اور میدان چھوڑ گئی۔

اور ڈپٹی عبداللہ آتھم جو عیسائی قوم کا نمائندہ تھا اُسے قدرے رجوع الی الحق کی وجہ سے تقریباً پونے تین سال کی مہلت دی گئی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان لوگوں سے متعلق جو مسیحؑ کو آسمان پر زندہ مانتے اور اس کے آسمان سے نازل ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ فرمایا:۔

"ابھی تیسری صدی آج کے
دن سے پوری نہیں ہو گی کہ
عیسیٰؑ کے انتظار کرنے والے
کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت
نومید اور بدظن ہو کر اس
عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔
اور دنیا میں ایک ہی مذہب
ہو گا اور ایک ہی پیشوا"
(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

گویا عیسائیت کو برخلاف آریہ مذہب کے مہلت دی گئی ہے اور اس کا مکمل استیصال تین صدیوں میں ہو گا۔

اور ایسی پیشگوئیوں کا وقوع اور ایسے نشانوں کا ظہور جو محض قدرت خداوندی سے ظاہر ہو سکتے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

سو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دلائل و براہین کی رو سے تمام مخالفِ اسلام مذاہب پر ایسے رنگ میں اتمامِ حجت کیا کہ آپ کے حجج قاطعہ و براہینِ ساطعہ کی قوت اور ان کے لاجواب ہونے کے آپ کے مخالفین بھی معترف ہیں۔

اے فرزندانِ احمدیت! اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جو زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے اشاعتِ اسلام کا مقدس فریضہ آپ کے سپرد کیا ہے اور دنیا کی تمام قوموں پر آپ کو فضیلت بخشی ہے۔ اس کی اس نوازش و انعام بے پایاں کی قدر کرو۔ اور اس کے حضور سجداتِ شکر بجا لاؤ کہ اس نے ہم جیسے غریبوں، کمزوروں ضعیفوں، عاجزوں اور دنیا کی نظر میں حقیر انسانوں کو اپنے فضل سے نوازا اور دینِ اسلام کی خدمت کے لئے انتخاب فرمایا ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی اس فضیلت اور اس امتیاز کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھیں اور اس قوم کی طرح نہ ہو جائیں جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے زمانہ کی تمام قوموں سے انتخاب فرمایا تھا اور ان پر فضیلت بخشی تھی لیکن وہ اپنی اس امتیازی حالت کو بداعمالیوں کی وجہ سے قائم نہ رکھ سکی! اور اس کے افراد فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم کے مصداق بن گئے۔

اور وہ چیز جس کے ذریعہ ہم اس امتیازی انعام کو جو خدا تعالیٰ نے ہم پر کیا ہے قائم رکھ سکتے اور اس کی پسندیدہ اور محبوب قوم رہ سکتے ہیں۔ یہ ہے کہ ہم صاف دل ہو کر ہر حال میں اپنی رضا کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی رضا اختیار کریں۔ اور ہماری زندگی اور ہماری موت اور ہماری ہر حرکت و سکون اور ہمارے تمام اعمال اور عبادتیں محض خدا تعالیٰ کے لئے ہوں اور کسی ابتلاء اور مصیبت کے وقت ہم خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق نہ توڑیں بلکہ اور مضبوط کریں۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھائیں۔ بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آئیں اور ہر ایک نیکی کی راہ اختیار کریں۔ یہی وہ طریق ہے جس سے ہم خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قومی عظمت اور امتیاز کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تا ابد صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور منعم علیہ گروہ میں شامل رکھے۔ آمین۔

آخر میں ہمیں ان مسلمان بھائیوں کی خدمت میں جو ابھی تک جماعت میں داخل

نہیں ہوئے ازراہِ ہمدردی عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ مسیح موعود کو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق عین چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوا۔ صدق دل سے قبول کریں۔ اس پر ایمان لائیں اور اس کی جماعت میں شامل ہو کر اشاعت اسلام کے لئے کمربستہ ہوں۔

ہمارے آقا و مولا سید و لد آدم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ۔

یعنی وہ شخص سعید اور خوش قسمت ہے جو دوسرے کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے۔

امت محمدیہ کی طرح امت موسویہ کو بھی ایک مسیح کے آنے کا وعدہ دیا گیا تھا اور جب وہ موعود مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوئے تو یہود نے ان کا اس بنا پر انکار کر دیا۔ کہ ملاکی نبی کی کتاب اور ان کی احادیث کی رُو سے مسیح کے ظہور سے پہلے ایلیا کا آسمان سے نازل ہونا ضروری ہے۔ اور وہ نازل نہیں ہوا۔ دوسرے اس نے بادشاہ ہونا تھا۔ اور رومیوں کی حکومت سے انہیں آزاد کرانا تھا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام شاہانہ صورت میں نہیں بلکہ فقیرانہ صورت میں ظاہر ہوئے۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی یہ تاویل۔ کہ ایلیا کے آسمان سے نزول سے مراد ایک ایسے شخص کا ظہور ہے جو اس کا مثیل ہو اور وہ یحییٰ علیہ السلام ہیں۔ اور اس کی بادشاہت سے مراد روحانی بادشاہت ہے۔ یہود نے قبول نہ کی۔ اور انکار پر مصر رہے۔ ان پر کفر کا فتوےٰ دیا اور ان کے قتل کے درپے ہوئے۔ مگر حقیقت میں وہی موعود مسیح تھے۔ اور آخر آپ پر ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے دوسروں پر غلبہ بخشا اور تیسری صدی تک انہیں ظاہری بادشاہت بھی مل گئی۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد یہود کو پھر کوئی سچا مسیح نہ ملا۔

اور ہمارے سید و مولا سید الکونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ پیشگوئی فرما کر کہ ان میں سے ایک گروہ یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلے گا۔ یہ نصیحت کی ہے کہ وہ ان کے نقشِ قدم پر چلنے سے بچیں اور ان کا طریق اختیار نہ کریں۔ بلکہ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں منعم علیہ گروہ میں شامل رکھے اور مغضوب علیہم اور ضالین یعنی یہود و نصاریٰ کے رنگ میں رنگین ہونے سے محفوظ رکھے۔ پس ہر ایک مسلمان کہلانے والے اور سید الانبیاء فخر المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور محبت کا دعوےٰ کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ اس مسیح پر صدق دل سے ایمان لائے۔ جو ان کی پیشگوئیوں کے مطابق چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوا۔ اور اس نے وہ تمام عظیم الشان کام کسرِ صلیب، قتلِ خنزیر اور اسلام کا دیگر مذاہب پر دلائل و براہین کی رو سے غلبہ کا اظہار وغیرہ باحسن وجوہ سرانجام دیئے جو احادیث میں خاص طور پر مسیح موعود و امام مہدی کے بتائے گئے تھے۔ لاریب اور اس کے پاک رسول سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ظہور مسیح موعود سے متعلق پیشگوئی حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام بانیٔ جماعت احمدیہ کے وجود باجود میں پوری ہو گئی۔ مبارک ہیں وہ جو انہیں صدقِ دل سے قبول کرتے ہیں۔ اور جو انکار پر مصر ہیں وہ یاد رکھیں کہ انہیں اب کوئی اور سچا مسیح موعود جو آسمان سے اترے نہیں ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو دنیا میں پھیلائے گا۔ اور اُسے فوق العادت برکت دے گا اور اُسے دنیا کے باقی تمام مذاہب پر غلبہ عطا کرے گا۔ میں اپنی اس تقریر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پر ختم کرتا ہوں۔ جو آپ نے ۱۹۰۳ء میں اپنی تالیف "تذکرۃ الشہادتین" میں تحریر فرمائی تھی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے۔ جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں۔ کہ دنیا میں یہی ایک مذہب ہوگا۔ جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان۔ کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود کو بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔ پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے۔ کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ اگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں اس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا۔ کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسےٰ ؑ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی۔ کہ عیسےٰ ؑ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا۔ اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴-۶۵)

جب کھل گئی صداقت پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ حیا یہی ہے

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا ایک عظیم الشان چیلنج

دیگر ادیان کے بالمقابل صداقتِ اسلام کا مہتم بالشان اظہار

مسعود احمد خان دہلوی

اُنیسویں صدی کے دَوران دنیا میں مغرب کی عیسائی طاقتوں کو جب سیاسی برتری اور بالادستی حاصل ہوئی تو اس کے نتیجہ میں قدرتی طور پر عیسائیت کو بھی بے پناہ تقویت پہنچی۔ چنانچہ عیسائی پادریوں اور مشنریوں نے ساری دنیا کو عیسائیت کا حلقہ بگوش بنانے کی ایک عالمگیر مہم کی داغ بیل ڈال کر علی الخصوص اسلام کے خلاف تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے۔ اُدھر دوسرے مذاہب نے بھی جو ماضی میں اسلام اور مسلمانوں کے زیر دست عروج پر صدیوں سے اندر ہی اندر سلگتے چلے آ رہے تھے اِس موقع کو غنیمت جان کر عیسائیت کا مقابلہ کرنے کی بجائے اُلٹا اسلام کو ہدفِ ملامت بنانا شروع کر دیا۔ اس طرح عیسائی طاقتوں کے عروج اور دیگر مذاہب کے صدیوں پُرانے عناد نے ایک ایسی صورتِ حال پیدا کر دی جس میں اتحادِ مقصد کی وجہ سے خود بخود اسلام کے خلاف جملہ مذاہب کا ایک طرح کا متحدہ محاذ معرضِ وجود میں آگیا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام بتیس دانتوں میں زبان کی طرح ہر چہار طرف سے دشمنوں میں اسطرح گھِر گیا کہ اِس کا زندہ بچ رہنا قطعاً ناممکن نظر آنے لگا۔ اُنیسویں صدی کا سب سے بڑا المیہ یہی تھا کہ بیک وقت تمام مخالف طاقتیں اسلام پر حملہ آور ہو رہی تھیں اور اسکے بالمقابل اسلام مسلمانوں کی بے دینی اور ان کے باہمی افتراق کی وجہ سے انتہائی ضعف و اضمحلال کی حالت کو پہنچ چکا تھا اور اس کا نابود ہونا یقینی نظر آ رہا تھا۔ اس کے بچاؤ کی ایک ہی صورت تھی اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ خود مداخلت کرکے حالات کے رُخ میں یکایک کوئی ایسی تبدیلی رونما کر دکھاتا کہ جو اُس کے بدیہی معجزہ اور قدرت نمائی کی مرہونِ ہوتی۔

ایسے رُوح فرسا حالات میں اللہ تعالےٰ نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ کے قرآنی وعدہ کا پاس کرتے ہوئے اسلام کے ایک زندہ مذہب ہونے کا عظیم الشان ثبوت دیا اور اپنے دستِ قدرت سے ایک ایسا معجزہ ظاہر فرمایا کہ جس نے سب مذاہب کو مبہوت کرکے رکھ دیا۔ وہ معجزہ یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ نے عین اُس زمانہ میں جب اسلام ہر چہار طرف سے دشمنوں میں گھِر چکا تھا اور اس کا کالعدم ہونا یقینی نظر آ رہا تھا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود کی حیثیت سے مبعوث فرما کر اسلام کے خلاف جملہ مذاہب کی بڑھتی ہوئی یلغار کے سامنے ایک زبردست دفاعی لائن قائم کر دی۔ آپ نے اسلام کے ایک بطلِ جلیل کی حیثیت سے تمام مذاہب کو مقابلہ کے لئے للکارا اور انہیں پکار کر کہا کہ خدا نے مجھے سیّد و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء سیّد المطہرین، افضل الاولین والآخرین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتّباع کی برکت سے اپنے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف عطا فرمایا ہے اور مجھے اسلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایک زندہ ثبوت کے طور پر دفاعِ اسلام کا فریضہ انجام دینے کے لئے کھڑا کیا ہے اور میری مدد کے لئے آسمان سے ملائکہ کی فوجیں اُتاری ہیں جو اسلام پر حملہ آور ہر دشمن کا مُنہ پھیر کر رکھ دیں گی۔ آپ نے جملہ مذاہب کو چیلنج کیا کہ اگر ان میں زندگی کے کچھ بھی آثار باقی ہیں تو وہ آپ کے مقابل پر آکر اِس زندگی کا ثبوت دیں۔

آپ نے اسلام کے خلاف زبانِ طعن دراز کرنے والوں اور بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والوں کے سامنے ایک طریقِ فیصلہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا اِس وقت دُنیا میں مختلف مذاہب موجود ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اِس امر کا مدعی ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور دنیا کی نجات صرف اُس پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ہی وابستہ ہے اور پھر جملہ مذاہب اپنی اپنی جگہ اِس امر کے دعویدار ہی نہیں ہیں بلکہ وہ ایک دوسرے پر حملے کرکے دوسروں کو مغلوب کرنے اور خود غالب ہونے کی کوشش میں بھی مصروف ہیں اور علی الخصوص اسلام کے خلاف ان سب کے حملے دن بدن زور پکڑتے جا رہے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ کیونکر معلوم کیا جائے کہ کونسا مذہب سچّا ہے اور کس مذہب پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ دنیا کی نجات وابستہ ہے؟ اس کے فیصلہ کا آسان طریق یہ ہے کہ وہ مذہب جو فی الواقعہ خدا کی طرف سے ہے اُس کو ایسے آسمانی نشانوں کا حامل ہونا چاہیئے جن پر سلطانی مہر ثبت ہو اور جو اس کے منجانب اللہ ہونے پر دال ہوں۔ سچّے مذہب کے پیچھے خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ سے وہ اپنی ہستی اور اپنی قدرت و جلال کا ثبوت دیتا ہے۔ وہ مذاہب جن کا مدار صرف قصّوں پر ہو اور جو زندہ نشان دکھانے کی اہلیّت اپنے اندر نہ رکھتے ہوں وہ ہرگز خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتے۔ اگر خدا ایک زندہ خدا ہے اور اس کی سُننے اور بولنے کی طاقتیں بحال ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ آج بھی اسی طرح اپنے بندوں کی پکار کو نہ سُنے اور اسیطرح اس کے جواب میں ان سے ہمکلام نہ ہو جس طرح ازمنہ گزشتہ میں وہ اپنے بندوں کی پکار کو سُنتا اور اس کا جواب دیتا تھا۔ وہ یقیناً ایک زندہ خدا ہے، وہ آج بھی اپنے بندوں کی پکار کو اسیطرح سُنتا اور اس کا جواب دیتا ہے جس طرح پہلے دیتا رہا ہے اور یقیناً اُس مذہب کی صداقت کے اظہار کے لئے جسے اُس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے قائم کیا ہے آج بھی ایسے نشان ظاہر کر سکتا ہے جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتے ہوں۔

آپ نے اعلان فرمایا کہ جملہ مذاہب میں سے اسلام ہی وہ مذہب ہے جو آسمانی نشانوں کا حامل ہے اور آج بھی خدا تعالیٰ اُس کی صداقت کے اظہار کے لئے تازہ بتازہ نشان ظاہر کر رہا ہے اور یہ نشان ہی اسلام کے منجانب اللہ ہونے پر دال ہیں۔ اِس کا مدار ہرگز قصّوں کہانیوں پر نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ اس کے پیچھے ہے اور آج بھی وہ اِس کی صداقت کو آشکار کرنے کے لئے اِسی طرح اپنی قدرت نمائی کا ثبوت دے رہا ہے جس طرح کہ وہ پہلے دیتا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خود میرا اپنا وجود اسلام کی صداقت کے زندہ ثبوتوں میں سے ایک عظیم الشان ثبوت ہے۔ خدا تعالیٰ نے خاص اِس زمانہ میں جب جملہ مذاہب اسلام پر حملہ آور ہیں اور اِس کی ہستی کو کالعدم کرنے پر تُلے ہوئے ہیں مجھے دفاعِ اسلام کے لئے کھڑا کیا ہے تا مَیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لائے ہوئے دین کی پیروی اور اتباع کی برکت سے بہ توفیق و تائیدِ الٰہی تازہ بتازہ نشانات دکھا کر جملہ ادیان کے مقابل پر اسلام کی صداقت کو دنیا پر آشکار کروں اور اُسے اُس سچّے اور واحد دین کی طرف بُلاؤں جو منفرد طور پر انسان کو خدا سے ہمکلام کرنے کی اہلیّت اپنے اندر رکھتا ہے۔ پس مَیں جملہ مذاہب کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر ان کا آسمان سے کچھ بھی تعلق باقی ہے تو قصّے کہانیوں کو دُہرانے کی بجائے نشان نمائی میں میرا مقابلہ کریں۔ آپ نے فرمایا نہ صرف یہ کہ مَیں خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید سے صداقتِ اسلام کے اظہار کے طور پر خارق عادت نشان دکھا سکتا ہوں بلکہ ہر اُس شخص کو جو سچّی پیروی اختیار کرے بفضلہ تعالیٰ اِس قابل بنا سکتا ہوں کہ وہ تعلق باللہ میں ترقی کرکے مخالفینِ اسلام کو خارق عادت نشانات دکھا سکے۔

آپ نے جملہ مذاہب پر اتمام حجّت کی خاطر ہزاروں ہزار کی تعداد میں ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں ان کے پیروؤں کو چیلنج کیا کہ وہ نشان نمائی میں آپ کا مقابلہ کریں اور اِس طرح اپنے مذہب کی زندگی کا ثبوت دیں۔ اِس باطل شکن اشتہار میں آپ نے پہلے اپنی بعثت کی غرض واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مَیں بکمال ادب و انکسار حضرات علماءِ مسلمانان و علماءِ عیسائیان و پنڈتان ہندوؤں و آریان کو یہ اشتہار بھیجتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ مَیں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ اور میرا قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے۔ انہی معنوں سے مَیں مسیح موعود کہلاتا ہوں کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے

سچائی کو دنیا میں پھیلاؤں۔۔۔
۔۔۔ میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پاکر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گزرانی پر میری جان گھٹی جاتی ہے میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہرات ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامنِ استعداد پُر ہو جائیں۔" (اربعین)

یہ بتانے کے بعد کہ آپ اخلاقی و اعتقادی اور ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے ہیں اور آپ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی کو دنیا میں پھیلائیں اور لوگوں کو آسمانی اموال سے مالا مال کریں، آپ نے اسی اشتہار میں آگے چل کر واضح فرمایا کہ یہ مرتبہ اور مقام مجھے صرف اور صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی اور اطاعت کی برکت سے ملا ہے اور جو شخص بھی خدا کو پانا اور فوق العادت نشانوں کا مورد بننا چاہتا ہے اس کے لئے بجز اس کے اور کوئی راہ نہیں ہے کہ وہ اسلام قبول کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی و اطاعت کرے۔ اس راہ کو اختیار کئے بغیر وہ کبھی خدا کو پا نہیں سکتا اور نہ اس کے افضال و انعامات اور فوق العادت نشانات کا مورد بن سکتا ہے اور یہی دیگر ادیان کے بالمقابل اسلام کی صداقت اور اس کی حقانیت کا ایک زندہ و درخشندہ ثبوت ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:-

"میں نوعِ انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ ہاں ان کی بدچلنیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق اور بغاوت کا دشمن ہوں، کسی کی ذات کا دشمن نہیں۔ اس لئے وہ خزانہ جو مجھے ملا ہے جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے وہ جوشِ محبت سے نوعِ انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور یہ امر کہ وہ مال جو مجھے ملا ہے وہ حقیقت میں از قسم ہیرا اور سونا اور چاندی ہے کوئی کھوٹی چیزیں نہیں ہیں بڑی آسانی سے دریافت ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ان تمام دراہم اور دینار اور جواہرات پر سلطانی سکّہ کا نشان ہے یعنی وہ آسمانی گواہیاں میرے پاس ہیں جو کسی دوسرے کے پاس نہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دینِ اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں

ہیں سے کامل تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانیوالا صرف حضرت سیّدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور مجھے خدا کی پاک اور مطہّر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں اُس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔" (اربعین)

یہ واضح کرنے کے بعد کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو فوق العادت نشانوں کے ذریعہ اسلام کی صداقت کو دنیا پر آشکار کرنے اور دیگر ادیان پر اسے غالب کرنے کے لئے مبعوث کیا ہے آپ نے تمام مذاہب کے پیروؤں اور علی الخصوص عیسائیوں کو چیلنج کیا کہ اگر اب بھی ان کا آسمان سے کوئی تعلق قائم ہے اور جس دین کی وہ پیروی کر رہے ہیں وہی سچا دین ہے اور دنیا کی نجات اسی کے ساتھ وابستہ ہے تو پھر وہ آسمان کا دروازہ کھٹکھٹا کر آسمانی نشانوں میں آپکا مقابلہ کر کے دکھائیں۔ آپ نے انہیں پہلے سے خبردار کر دیا کہ وہ ہرگز مقابلہ نہ کر سکیں گے اور یہ صداقتِ اسلام کی ایک زندہ دلیل ہوگی۔ آپ نے تحدی کے رنگ میں پورے جلال کے ساتھ فرمایا:۔

"میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے اُس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ مَیں اُس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اُتر سکے تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلّہ ٹھہر سکے تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ اب کہاں ہیں وہ پادری صاحبان جو کہتے تھے نعوذ باللہ حضرت سیّدنا و سیّد الوریٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی یا اور کوئی امر خوارق عادت ظہور میں نہیں آیا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی انسان کامل گزرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اَب تک اُمّت کے سچّے پیروؤں کے ذریعہ سے دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ خصلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اگر انسان صرف ایسے مذہب کا پیرو ہو جس میں آسمانی روح کی کوئی ملاوٹ نہیں تو وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ مذہب وہی مذہب ہے جو زندہ مذہب ہو اور زندگی کی روح اپنے اندر رکھتا ہو اور زندہ خدا سے ملاتا ہو۔ اور مَیں صرف یہی دعوےٰ نہیں کرتا کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی سے غیب کی باتیں میرے پر کُھلتی ہیں اور خارق عادت امر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کر کے اور خدا اور اُس کے رسولؐ سے سچّی محبّت رکھ کر میری پیروی کرے گا وہ بھی خدا تعالیٰ سے یہ نعمت پائے گا۔ مگر یاد رکھو کہ تمام مخالفوں کے لئے یہ دروازہ بند ہے۔ اور اگر دروازہ بند نہیں ہے تو کوئی آسمانی نشانوں میں مجھ سے مقابلہ کرے اور یاد رکھیں کہ ہرگز نہیں کر سکیں گے۔ پس یہ اسلامی حقیقت اور میری حقانیت کی ایک دلیل ہے۔" (اربعین)

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ چیلنج علی الخصوص آریوں اور عیسائیوں پر جو اسلام پر حملے کرتے ہیں سب سے زیادہ پیش پیش تھے بجلی بن کر گرا۔ فرضی قصّے سُنا سُنا کر لوگوں کو اپنے

جال کے اندر پھنسانے والوں میں یہ سکت کب اور کہاں تھی کہ وہ اس چیلنج کو قبول کرتے آسمان سے کوئی تعلق ہوتا تو وہ مقابلہ پر آنے کی جرأت دکھاتے۔ وہ لیکھرام اور ڈپٹی عبداللہ آتھم کا انجام پہلے ہی دیکھ چکے تھے۔ انہیں سانپ سونگھ گیا۔ ان کی چالاکیاں، شوخیاں اور عیاریاں دھری کی دھری رہ گئیں۔ ان کی ملمع سازیاں، تعلّیوں اور بلند بانگ دعاوی کی قلعی کھل گئی مقابلہ میں آنا تو کجا وہ مُنہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ دنیا پر آشکار ہو گیا کہ ان کے مصنوعی خدا مُردہ، ان کے دین مُردہ اور وہ خود مُردہ ہیں۔ ایک اسلام ہی زندہ دین ہے اور اسی لئے زندہ دین ہے کہ اس کا خدا زندہ خدا ہے، اس کا رسولؐ زندہ رسولؐ ہے، اس کی کتاب زندہ کتاب ہے اور یہ زندہ خدا، زندہ رسولؐ اور زندہ کتاب ہی کی برکت ہے کہ اس کے سچے اور حقیقی پیرو خود بھی زندہ ہیں۔

پھر حضرت بانئ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ چیلنج کوئی وقتی چیلنج نہیں تھا بلکہ یہ ہمیشہ ہمیش کے لئے تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں یہی دعویٰ نہیں کرتا کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی سے غیب کی باتیں میرے پر کھلتی ہیں اور خارق عادت امر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کرکے اور خدا اور اس کے رسولؐ سے سچی محبت رکھ کر میری پیروی کرے گا وہ خدا تعالیٰ سے یہ نعمت پائے گا۔ اس میں صاف اِس طرف اشارہ تھا کہ میرے سچے متبعین کے ذریعے بھی خدائی تائید کے ماتحت خارق عادت امر ظاہر ہوں گے اور دیگر ادیان کے پیروان کے مقابلے میں نشان نمائی سے یکسر عاجز رہیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور بار بار آیا اور اُس وقت سے مسلسل ایسا ہی ظہور میں آتا چلا جا رہا ہے۔ ۱۹۲۲ء میں جب آپ کے حسن و احسان میں نظیر فرزندِ موعود یعنی امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تصنیف "تحفہ شہزادہ ویلز" میں عیسائی پادریوں کو دعوت دی کہ ایک مقررہ تعداد میں لاعلاج مریضوں کو قرعہ اندازی کے ذریعے عیسائی پادریوں اور احمدیوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے اور پھر وہ اپنے اپنے حصے کے مریضوں کی شفایابی کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا مانگیں اور پھر دیکھیں کہ خدا دونوں میں سے کس کی دعا قبول کرتا ہے، تو عیسائی پادریوں کو سانپ سونگھ گیا ان میں سے کوئی ایک بھی تو اتنا باغیرت ثابت نہ ہُوا کہ مقابلہ میں آنے کی جُرأت کرتا۔ حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ نے شہزادہ ویلز پر پہلے ہی واضح کر دیا تھا کہ عیسائی پادری ہرگز مقابلہ کی تاب نہ لاسکیں گے کیونکہ اپنے دل میں وہ خوب جانتے ہیں کہ اب خدا سے ان کا تعلق منقطع ہو چکا ہے۔ ان کے اندر وہ خارق عادت کام کر دکھانے کی اہلیت یکسر مفقود ہو چکی ہے جس کا وہ دو ہزار سال سے زبانی دعویٰ کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہ اِس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ اب عیسائیت کو خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل نہیں رہی۔ ظہورِ اسلام کے بعد اب یہ صرف اور صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے ساتھ مختص ہو چکی ہے۔

اور یہ تو ابھی زمانۂ حال ہی کی بات ہے کہ جب امریکہ کے شہرہ آفاق عیسائی منادڈاکٹر بلی گراہم نے افریقہ کا دَورہ کرکے عیسائیت کے حق میں دھوآں دھار تقاریر کیں تو مشرقی افریقہ میں جماعتِ احمدیہ کے رئیس التبلیغ مکرم جناب شیخ مبارک احمد صاحب نے نیروبی میں انہیں مقابلہ کے لئے للکارا۔ انہوں نے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی مذکورہ بالا دعوت کو اُنکے سامنے پیش کرکے ان پر زور دیا کہ وہ عیسائیت کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اِس دعوت کو قبول کریں ورنہ عیسائیت کا باطل ہونا خود بخود عیاں ہو جائے گا۔ خود افریقہ کے عیسائیوں نے انہیں مجبور کیا کہ وہ مبلغِ اسلام کے اِس چیلنج کو قبول کرکے عیسائیت کی عزّت کو بچائیں لیکن عیسائیوں کے پُرزور اصرار کے باوجود انہوں نے یہ کہہ کر کہ میں تو صرف ایک واعظ ہوں کوئی خارق عادت نشان دکھانے کی مَیں اہلیّت نہیں رکھتا دعوتِ مقابلہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور پھر اس طریق سے ایسے رفوچکّر ہوئے کہ واپس امریکہ ہی جا کر دم لیا۔ وہ کیوں نہ راہ فرار اختیار کرتے جبکہ حضرت بانئ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے ہی خبردار کر دیا تھا کہ تمام مخالفینِ اسلام کے لئے نشان نمائی کا دروازہ بند ہے۔ وہ کبھی بھی کوئی خارق عادت نشان دکھانے پر قادر نہیں ہو سکتے اسلئے کہ اسلام کا انکار کرکے آسمان سے اب ان کا کوئی تعلق باقی نہیں رہا ہے۔

الغرض حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نشان نمائی کے سلسلہ میں اسلام کے بالمقابل جملہ مذاہب عالَم کو جو چیلنج دیا تھا وہ ایک مستقل چیلنج ہے جو آئندہ بھی ہر زمانہ میں اسلام کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح عیاں کرتا چلا جائے گا یہاں تک کہ پورے کرۂ ارض پر اسلام غالب آجائے گا اور کوئی ایسا متنفس باقی نہ رہے کہ جو اِس چیلنج کا مخاطب قرار پا سکے +

چودھری عبدالغفور صاحب جھنگ صدر ۳۵/۲۵
اہلیہ و دادا و والد " " ۱۴/۰۰
عبدالستار صاحب ابن " " ۵/۵۰
اہلیہ و والد مختار احمد صاحب " ۱۰/۷۵
شریف احمد صاحب " ۲۹/۰۰
" " اہلیہ صاحبہ " ۱۴/۵۰
" " بچگان " ۱۳/۵۰
رفیق احمد صاحب " ۲۹/۰۰
" " اہلیہ و بچگان " ۲۸/۰۰
مہر نور سلطان صاحب ایڈووکیٹ " ۱۰۶/۰۰
" " " از حضرت رسول کریمؐ " ۱۵/۰۰
" " " حضرت مسیح موعودؑ " ۱۵/۰۰
" " " مہر سجاول خاں صاحب " ۱۰/۰۰
" " " دولت خاتون صاحبہ " ۱۰/۰۰
" " " مہر دریام خاں صاحب " ۱۰/۰۰
" " " بھاگ بھری صاحب " ۱۰/۰۰
" " " غلام فاطمہ صاحبہ " ۱۰/۰۰
" " " مہر امیر سلطان صاحب " ۱۰/۰۰
" " " نور بی بی صاحب " ۱۰/۰۰
" " " مہر محمد حیات صاحب " ۱۰/۰۰
" " " مہر محمد اکبر خاں صاحب " ۱۰/۰۰
" " " کنیز فاطمہ صاحبہ " ۱۰/۰۰
" " " مہر محمد سلیم صاحب " ۲۰/۰۰
" " " مہر غلام اکبر خاں صاحب " ۲۰/۰۰
" " " اقبال بیگم صاحب " ۱۰/۰۰
" " " ممتاز بیگم صاحب " ۲۰/۰۰
" " " مہر ناصر احمد صاحب " ۱۳/۰۰
" " " امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ " ۱۰/۰۰
" " " امۃ القیوم صاحبہ " ۱۰/۰۰
" " " ناصرہ بیگم صاحب " ۱۰/۰۰
" " " مہر نصر اللہ خاں صاحب " ۱۰/۰۰
" " " بلقیس بیگم صاحبہ " ۱۰/۰۰
" " " محمد افضل صاحب " ۱۰/۰۰
" " " نور اکبر صاحب " ۱۰/۰۰
چودھری اللہ دتہ صاحب " ۱۰/۰۰
میاں غلام حسین صاحب " ۱۰/۰۰
" ملازم حسین صاحب " ۱۰/۰۰
غسان محمد صاحب مہر " ۱۰/۰۰
عبدالرحمن صاحب آف گوجرہ " ۱۲/۰۰
اہلیہ صاحبہ عبدالرحمن صاحب گھڑی ساز " ۱۰/۰۰
اطفال الاحمدیہ جھنگ صدر " ۱۵/۰۰
عبدالرحمن صاحب گھڑی ساز " ۱۳/۰۰
رفیق احمد صاحب ولد اللہ داد صاحب " ۲۰/۰۰
چودھری مختار احمد صاحب سنوری " ۱۸/۰۰
" " اہلیہ صاحب " ۱۸/۰۰
حمیدا احمد علی صاحب معہ اہلیہ صاحبہ " ۳۵/۵۰
مبشر احمد صاحب از والدہ چنیوٹ " ۱۰/۰۰
میاں محمد شفیع صاحب ودھاون " ۵۰۰/۰۰
شیخ نذر محمد صاحب دہرہ " ۱۶/۵۰
شیخ محمد حسین صاحب پنشنر چنیوٹ " ۱۰/۰۰
رقیہ بیگم صاحبہ اہلیہ " ۱۵/۰۰

مرزا اسلام اللہ و منظور احمد صاحبان بی اے والدین چنیوٹ ۲۰/۰۰
مرزا اسلام اللہ بیگ صاحب از عنایت اللہ مرحوم " ۱۱/۰۰
علی محمد صاحب دکاندار احمد نگر ۱۰/۰۰
حشمت بی بی اہلیہ الف دین صاحب " ۱۰/۰۰
صوفی عبدالرحمن صاحب جھٹی " ۱۰/۰۰
" " اہلیہ جنت بی بی صاحبہ " ۱۰/۰۰
کرم بی بی اہلیہ امام دین صاحب " ۱۰/۰۰
بشارت احمد صاحب معہ اہلیہ " ۱۰/۰۰
رشید احمد و سعید احمد صاحبان " ۱۰/۰۰
رفیق احمد صاحب بٹ " ۱۰/۰۰
جنت بی بی صاحبہ والدہ عبداللطیف صاحب " ۱۰/۰۰
اہلیہ صاحبہ مولوی محمد شہزادہ صاحب " ۱۰/۰۰
مستری ناظر الدین صاحب معہ اہلیہ " ۱۵/۰۰
رانا چراغ دین صاحب ڈاہڈہ " ۲۴/۰۰
شیخ عبدالعزیز صاحب لالیاں " ۱۱/۰۰
حاجی راجہ خاں صاحب چک ۲۳۵ " ۱۲/۰۰
فاطمہ بی بی صاحبہ زوجہ " " ۱۲/۰۰
محمد خاں صاحب " " ۱۱/۰۰
حاجی شہادت خاں صاحب معہ اہلیہ " ۱۰/۰۰
نذیر احمد صاحب دکاندار گگی نو " ۱۰/۰۰
والدین نذیر احمد صاحب دکاندار " ۱۰/۰۰
بابو محمد خاں صاحب " ۱۰/۰۰
غفوراں اہلیہ صوفی عبدالرحمن صاحب " ۱۰/۰۰
اہلیہ صاحبہ چوہدری عطاء الرحمن صاحب ۱۰/۰۰
صفیہ بیگم اہلیہ بابو خلیل الرحمن صاحب ۱۰/۰۰
منور حسین خان صاحب ضلعدار نہر ۱۰/۰۰
مولوی عبدالمجید صاحب منیب حال بدوملہی ۳۰/۲۵
محمد حیات صاحب کوٹ سلطان ۱۰/۰۰
حاجی علی اکبر صاحب چک وکیل والا ۱۰/۰۰

سیالکوٹ

میاں محمد شفیع صاحب صراف سیالکوٹ ۳۸/۷۵
اہلیہ صاحب " " ۱۳/۷۵
میاں محمد بشیر صاحب صراف معہ اہلیہ " ۲۰/۰۰
میاں اللہ دتہ صاحب صراف " ۱۱/۰۰
ملک محمد الدین صاحب " " ۲۵/۰۰
اہلیہ صاحبہ " " ۱۰/۰۰
اہلیہ مرحومہ میاں اللہ دتا صاحب نقیب " ۱۰/۰۰
میاں اللہ بخش صاحب " ۱۰/۰۰
حاجی محمد یعقوب صاحب ٹھیکیدار بھٹہ " ۴۲۵/۰۰
سید حمید احمد صاحب مجسٹریٹ " ۴۶/۰۰
چوہدری نذیر حسین " ۱۹/۰۰
محمود احمد صاحب حاجی پورہ " ۱۰/۵۰
سید نعیمہ صاحبہ " ۱۰/۰۰
بابو فضل الٰہی صاحب " ۱۰/۰۰
مرزا غلام نبی صاحب " ۱۰/۰۰
سید عبدالشکور صاحب " ۱۰/۰۰
حکیم سید پیر احمد صاحب منجانب منشی امام الدین " ۱۳/۳۱
اہلیہ صاحبہ بابو فضل الدین صاحب معہ اہلیہ " ۲۳/۰۰
شمیم اختر صاحبہ دختر " " ۱۳/۹۰
صوفی محمد احمد صاحب قمر " ۱۰/۵۰
میاں عبدالرحمن صاحب مجوں والے " ۱۰/۰۰

عبدالرشید صاحب مرحوم پسر عبدالرحمن سیالکوٹ ۵/۰۰
عبدالحلیم صاحب پسر " " ۱۰/۰۰
محمد عبداللہ صاحب چک سدھا " ۲۶/۰۰
امۃ الحمید و عبدالمجید بچگان میاں عبدالرحمن " ۱۵/۰۰
مستری فیض احمد صاحب " ۱۶/۰۰
اہلیہ صاحب مستری عبدالرحمن صاحب آف جموں " ۱۰/۰۰
چوہدری اللہ دتہ صاحب پنشنر معہ اہلیہ " ۴۰/۰۰
غلام قادر صاحب " ۱۲/۰۰
سید محمد شفیع صاحب معہ اہلیہ " ۱۲/۵۰
سکینہ بی بی والدہ سید مسعود شاہد صاحب " ۱۳/۰۰
میاں عبداللہ صاحب گوٹے والے " ۱۵/۰۰
اہلیہ صاحبہ سید ریاض حسن صاحب " ۱۲/۰۰
طفیل احمد صاحب سہارنپوری " ۱۰/۵۰
میاں اللہ دتہ سپاہی پنشنر " ۱۲/۰۰
نذیر احمد صاحب جنجوعہ " ۱۰/۰۰
حافظ فتح محمد صاحب " ۱۰/۰۰
خواجہ جلال الدین صاحب کوٹلی مرالہ " ۱۰/۰۰
مولوی نواب خاں صاحب بھاگووال " ۱۰/۰۰
" عبدالوہاب صاحب " ۱۰/۰۰
مختول بیگم صاحبہ دختر نواب خاں صاحب " ۱۰/۰۰
محمد اکرم صاحب معہ اہلیہ صاحبہ " ۱۰/۰۰
طالب علی صاحب وڈیالوالہ " ۱۱/۳۱
چودھری عبدالعزیز صاحب بھاگووال " ۱۰/۰۰
" محمد عالم صاحب ماڈگا جانگریاں " ۴۶/۰۰
سکینہ بی بی صاحبہ والدہ محمد ایوب صاحب " ۱۰/۰۰
عبدالعزیز صاحب معہ اہل و عیال " ۱۰/۰۰
چودھری تاج دین صاحب " ۱۰/۰۰
خواجہ محمد امین صاحب سمبڑیال " ۱۰۰/۰۰
اہلیہ صاحبہ اول و ثانی " " ۱۷/۰۰
والدین و بچگان " " ۱۷/۰۰
ملک امام الدین صاحب " " ۹۵/۰۰
" سراج الدین صاحب " " ۶۷/۰۰
میاں احمد دین صاحب " " ۱۵/۵۰
غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ " " " ۲۱/۰۰
نور بیگم صاحب اہلیہ ملک امام الدین " " ۲۸/۵۰
محمد یعقوب صاحب " " ۱۰/۷۵
چودھری خان بہادر صاحب " " ۱۵/۰۰
نواب الدین ولد احمد دین صاحب " " ۱۰/۰۰
چودھری محمد بوٹا صاحب " " ۱۵/۰۰
عزیزہ امین صاحب سمبڑیال " " ۲۶/۰۰
صلاح الدین صاحب قائد " " ۱۰/۰۰
بشیر احمد صاحب ککھانوالی " ۲۲/۰۰
مولوی محمود احمد صاحب معہ والدہ " ۱۰/۰۰
صوفی علی محمد صاحب معہ والد کانے خاں " ۱۵/۲۵
چودھری فضل الدین صاحب علیانوالہ دادا و دادی معہ اہل و عیال " ۲۵/۰۰
" " از حضرت رسول کریم صلعم " ۱۵/۰۰
" بشیر احمد صاحب ولد فضل الدین " ۱۱/۰۰
" سلطان احمد صاحب منڈیکی ڈسکہ " ۲۵/۰۰
اہلیہ صاحبہ " " " ۱۵/۰۰
محمود احمد صاحب پسر " " ۱۰/۰۰
مشہود احمد صاحب " " ۱۰/۰۰

طاہرہ نسرین دختر سلطان احمد صاحب منڈیکی ۱۰/۰۰
ساجدہ، ناصرہ، آصفہ دختران " " ۳۰/۰۰
مستری نصیر احمد صاحب موسے والا ضلع سیالکوٹ ۱۳/۰۰
چودھری دین محمد صاحب " " ۱۲/۰۰
مستری حسن دین صاحب " " ۱۰/۰۰
نذیر احمد صاحب پٹواری معہ اہلیہ " ۱۵/۵۰
چودھری جان محمد صاحب رلیوکے " ۴۷/۰۰
" نثار احمد صاحب " " ۱۶/۱۲
تصدق حسین صاحب لڈھر کرم سنگھ " ۱۰/۰۰
چودھری غلام قادر صاحب بدوملہی " ۱۰/۰۰
ڈاکٹر نور الدین صاحب " " ۳۰/۷۵
ماسٹر غلام احمد صاحب معہ اہلیہ " " ۲۰/۰۰
شیخ عبدالکریم صاحب معہ صاحبہ " ۱۲/۴۳
والدین مرحوم " " " ۱۰/۰۶
شیخ نذیر احمد صاحب " " ۲۲/۰۰
مولوی غلام احمد صاحب معہ اہلیہ " " ۱۳/۰۰
نذیر احمد صاحب حلوائی " " ۱۲/۷۵
خواجہ قدرت اللہ صاحب حلوائی " " ۲۱/۰۰
والدہ صاحبہ و اہلیہ صاحبہ " " ۲۱/۰۰
چودھری محمد یوسف صاحب ملوکے بھگت " ۴۵/۰۰
" اللہ رکھا صاحب سکنہ مانگا " ۱۵/۵۰
" محمد نواز صاحب " ۱۵/۵۰
میاں چراغ دین صاحب پہلو پور " ۱۵/۰۰
مولوی محمد عبداللہ صاحب نارووال " ۱۶/۰۰
بشیر احمد سعید احمد صاحبان " ۱۱/۰۰
نعمت اللہ صاحب بنی اسرائیل " ۱۳/۰۰
میر محمد ابراہیم صاحب معہ دادا و دادی پسر و دختر " ۵۴/۰۰
" " ہمشیرہ اختر السلام صاحبہ " ۲۵/۷۵
" " جمیلہ پروین صاحبہ " ۱۷/۷۵
میر مبشر احمد صاحب طاہر " " ۱۰/۰۰
محمد امیر صاحب لون " " ۲۷/۰۰
میاں برکت علی صاحب " " ۱۰/۰۰
محمد ناصر احمد صاحب بٹ " " ۱۰/۰۰
چودھری محمد اسلم صاحب معہ " " ۱۴/۰۰
بیگم صاحبہ بابو ابو سعید صاحب " " ۱۰/۰۰
چودھری محمد اکبر صاحب بھکھو بھٹی " ۱۱/۷۵
تاج بیگم صاحبہ اہلیہ " " ۱۰/۰۰
چودھری محمد اکمل صاحب " " ۵۱/۷۵
والد صاحب مرحوم " " ۱۰/۰۶
برادر مرحوم " " محمد اقبال صاحب ۱۰/۰۶
والدہ صاحبہ " " ۱۱/۰۶
ناصرہ بیگم صاحب بھانجی " ۱۰/۰۶
چودھری عبدالحق صاحب پنڈی بھاگو " ۱۵/۵۰
صغریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ " و بچگان " ۱۷/۶۲
چودھری محمد شریف صاحب معہ اہل و عیال " ۱۱/۷۴
" عنایت اللہ صاحب عینووالی " ۱۰/۰۰
سعید احمد صاحب کنجروڑ " ۱۲/۰۰
چودھری محمد عبداللہ صاحب ظفروال معہ اہلیہ " ۲۱/۲۵
اللہ دتہ صاحب معلم بھڑتانوالہ " ۲۰/۰۰
میاں محمد رمضان صاحب مہدی پور کھوکھووالی " ۱۱/۲۵
فاطمہ بی بی صاحبہ اہلیہ " " ۱۱/۷۵

میاں علم الدین صاحب مہدی پور تتھوالی سیالکوٹ ۱۰/۰۰
مستری ہاشم الدین صاحب ۱۰/۰۰
چوہدری بشیر احمد صاحب کھیوہ باجوہ ۴۵/۰۰
〃 احسان اللہ صاحب منوانب والدین مرحوم ۲۷/۶۴
〃 محمد خاں صاحب کھیوہ باجوہ ۱۰/۰۰
قریشی عبدالرزاق صاحب دت پور نوشہرہ ۱۳/۰۰
چوہدری سردار محمد صاحب نواں کے ۱۰/۵۰
محمد یامین صاحب ۱۰/۰۰
عطاء محمد صاحب ۱۱/۳۱
ملک عطاء محمد صاحب جامکے چیمہ ۱۰/۰۰
〃 ولی محمد صاحب ۱۰/۰۰
〃 فیض محمد صاحب ۱۰/۰۰
مجیداں صاحبہ ۱۰/۰۰
چوہدری غلام علی صاحب ڈنڈ پور کھڑلیاں ۱۱/۵۰
〃 سلطان احمد صاحب ڈگری گھمناں ۱۵/۰۰
〃 سید احمد صاحب ۱۰/۰۰
رشید احمد صاحب جنڈو ساہی ۱۰/۰۰
محمد اسلم صاحب سلیم پور ۱۰/۰۰
رابعہ بی بی صاحبہ ۱۰/۰۰
چوہدری فضل احمد صاحب باجوہ ٹونڈا ۳۹/۰۰
حمیدہ بی بی صاحبہ اہلیہ عنایت خاں ۳۴/۰۰
سید احمد شاہ صاحب کوٹلی دومن ۱۰/۰۰
محمد صابر علی صاحب ہاشمی چک قریشیاں ۱۴/۶۲

لاہور

مسٹر محمد ابراہیم صاحب دہلی دروازہ لاہور ۱۵/۰۰
اہلیہ و ابن ۱۵/۰۰
بشیر احمد صاحب خادم ۱۰/۰۰
شیخ عبدالقادر صاحب مربی ۱۷/۰۰
قریشی منظور احمد صاحب ۱۳/۰۰
میاں سلیم اختر صاحب سلطانپورہ ۱۲/۰۰
〃 〃 والدہ صاحبہ ۱۰/۰۰
شیخ فیروز الدین صاحب مرحوم ۱۶/۵۰
اہلیہ و بچگان ۱۳/۵۰
شیخ محمود احمد صاحب ابن ۷/۰۰
منظفر محمود صاحب ۱۰/۰۰
عبدالقیوم صاحب ۱۰/۰۰
شیخ احسان الہٰی صاحب ۱۳/۵۰
مولوی غلام رسول صاحب ۳۰/۰۰
مجید اختر صاحب ۳۰/۰۰
مفتی سربلند خاں صاحب سول لائن ۲۳/۰۰
اہلیہ صاحبہ ۱۴/۰۰
چوہدری غلام احمد صاحب معہ بچگان ۱۸/۰۰
〃 غلام مجتبٰے صاحب سول لائن ۱۱۰/۰۰
صغریٰ بیگم اہلیہ صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز معہ بچگان ۱۷/۰۰
عبدالسمیع صاحب ۱۲/۰۰
والدہ صاحبہ ڈاکٹر اختر محمود صاحب ۲۵/۰۰
خواجہ عبدالحمید صاحب ڈار ۱۰/۰۰
شیخ عبادالرحمٰن صاحب ساجد سول لائن ۳۵/۰۰
〃 〃 〃 والدہ مرحوم ۹/۵۰
〃 〃 〃 اہلیہ و بچگان ۴۴/۰۰
نذیرہ حمید صاحب ۱۰/۰۰

بابو انشاء اللہ خاں صاحب سول لائن لاہور ۱۰۰/۰۰
〃 〃 〃 اہلیہ صاحبہ ۲۵/۰۰
منصور کرشن صاحب ۱۰/۰۰
چوہدری عبدالحق صاحب ۱۰/۰۰
اہلیہ صاحبہ ۱۰/۰۰
ڈاکٹر عبدالواحد خاں صاحب ۱۳/۵۰
چوہدری امیر الدین صاحب ۲۵/۰۰
حمید احمد خاں صاحب ۱۰/۰۰
سعید احمد خاں صاحب ۲۰/۰۰
چوہدری محمد حسین صاحب ۲۷/۰۰
ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب امرتسری معہ اہل و عیال ۶۰۰/۰۰
شیخ نوید احمد صاحب ۱۰/۰۰
ملک مظفر احمد صاحب ۱۰/۵۰
ڈاکٹر مسعود احمد صاحب ۱۰۰/۰۰
حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ عبدالوہاب ۱۰/۰۰
سید نعیم احمد شاہ صاحب ۱۰/۰۰
حمیدہ بیگم صاحبہ ۱۰/۰۰
خواجہ محمد عثمان صاحب ۵۰/۰۰
چوہدری عصمت اللہ صاحب ۱۰/۰۰
سید عبدالغفور صاحب عطاء ۴۲/۵۰
چوہدری عبدالمنان خاں صاحب ۷۴/۰۰
〃 عبدالسمیع صاحب معہ بچگان ۲۶/۰۰
محمد ارشاد صاحب ۶۰/۰۰
چوہدری نور احمد خاں صاحب ۴۸/۰۰
والدین مرحوم ۱۰/۰۰
اہلیہ صاحبہ ۱۰/۰۰
چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ ۶۰/۰۰
فاطمہ صالحہ صاحبہ C/O شفا میڈیکو ۴۰/۰۰
بابو فقیر اللہ صاحب ۲۱/۰۰
اہلیہ صاحبہ ملک ذکاء اللہ صاحب ۱۰/۰۰
امۃ الحمید صاحبہ ۲۱/۰۰
سید محمد شریف صاحب سیالکوٹی ۱۲۹/۰۰
حکیم الرحمٰن صاحب نیلا گنبد ۱۰/۰۰
ملک نصر اللہ خاں صاحب ۱۰/۰۰
میاں عبدالمجید صاحب ۱۶/۰۰
سید محمد سعید صاحب سلیم ۱۰/۰۰
میاں محمد یحییٰ صاحب ۶۲/۳۷
میاں مبارک احمد صاحب ۶۶/۰۰
رفعت پروین صاحبہ ۹/۰۰
اہلیہ صاحبہ عبدالماجد صاحب ۲۰/۲۵
جمیل احمد ابن ۱۰/۰۰
اہلیہ صاحبہ مبارک احمد صاحب ۱۴/۰۰
بچگان ۳۲/۳۷
اہلیہ صاحبہ جمیل احمد صاحب ۱۰/۰۰
رضیہ بیگم اہلیہ ملک محمد خاں صاحب ۶/۳۱
اہلیہ صاحبہ میاں محمد یحییٰ صاحب [illegible] ۲۲/۷۵
بلقیس سعید صاحبہ گڑھی شاہو ۱۵/۰۰
شیخ قدرت اللہ صاحب معہ اہل و عیال ۱۴۰/۰۰
میر ظفر اقبال صاحب ۱۰/۰۰
ذوالفقار علی صاحب ۱۰/۰۰
خدیجۃ الکبریٰ والدہ [illegible] ۱۴/۰۰

چوہدری محمد رشید اسلم صاحب باغبانپورہ لاہور ۲۶/۰۰
آغا محمد عبدالرحیم صاحب ماڈل ٹاؤن ۱۰/۰۰
منشی محمد الدین صاحب گنج مغلپورہ ۱۰/۰۰
اہلیہ صاحبہ منور احمد صاحب بٹ ۱۰/۰۰
محمد عبداللہ صاحب درویش ۱۰/۰۰
والد مرحوم ملک مظفر احمد صاحب ۱۰/۰۰
مستری عبدالرحمٰن صاحب ۱۰/۰۰
عبدالحمید صاحب اوپل ۱۰/۰۰
سعیدہ بانو صاحبہ ۳۰/۰۰
مجید احمد صاحب کینال پارک ۱۰/۰۰
محمد امجد خاں صاحب ۱۵/۰۰
مرزا رحمت اللہ صاحب دھرم پورہ ۱۰/۰۰
سید عبدالغنی صاحب ۱۰/۰۰
حاجی محمد اسماعیل صاحب ۳۱/۸۰
〃 〃 از حضرت نبی کریمؐ ۶/۰۰
〃 〃 مسیح موعود علیہ السلام ۶/۰۰
〃 〃 اہلیہ مرحومہ خود ۷/۴۰
امۃ الحفیظ صاحبہ پرانی انارکلی ۱۹/۵۰
〃 〃 از والدین ۲۲/۵۰
〃 〃 برادر مرحوم خواجہ عبدالرحیم ۵/۵۰
غلام فاطمہ صاحبہ پرانی انارکلی ۲۱/۰۰
چوہدری محمد حمید صاحب سنت نگر ۱۰/۰۰
کرنل عطاء اللہ صاحب ۶۲۰/۰۰
ظفر اقبال صاحب بھٹی ۲۰/۰۰
شیخ محمد احسن صاحب ۱۲/۰۰
ایم عبداللطیف صاحب ستکوہی معہ اہل و عیال ۵۳۰/۰۰
چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔اے ۲۶۵/۰۰
〃 〃 اہلیہ و بچگان خود ۳۰/۰۰
〃 〃 والدہ صاحبہ مرحومہ ۱۰/۰۰
بشریٰ صدیقہ صاحبہ سنت نگر ۱۰/۰۰
میاں جلال الدین صاحب /۰۰
ملک محمد خاں صاحب ۱۲/۰۰
〃 غلام مصطفیٰ صاحب راجگڑھ ۶۸/۰۰
〃 〃 والدہ مرحومہ ۱۰/۰۰
مرتضٰے احمد صاحب طالب علم ۱۰/۰۰
خیر النساء صاحبہ اہلیہ عبدالوہاب خاں راجگڑھ ۱۰/۰۰
فضیلت جہاں اہلیہ چوہدری عبدالقادر چوبرجی ۱۰/۰۰
سید طیب احمد صاحب ۱۰/۰۰
چوہدری عبدالستار صاحب ۱۱/۰۰
〃 〃 از آنحضرت صلعم ۱۱/۰۰
〃 〃 حضرت مسیح موعودؑ ۱۱/۰۰
〃 〃 حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ۱۱/۰۰
〃 〃 بچگان خود ۱۱/۰۰
〃 〃 اہلیہ صاحبہ ۲۰/۰۰
〃 〃 دختر ۱/۰۰
〃 〃 آباء اجداد ۱۱/۰۰
〃 〃 برادر عبدالحق صاحب ۱۰/۰۰
〃 〃 عبدالصمد صاحب و عبدالرحمٰن ۱۲/۰۰
〃 〃 ہمشیرہ و دیگر رشتہ داروں ۱۷/۰۰
〃 〃 والدین خود ۱۱/۰۰
مرزا اکرام احمد بیگ صاحب اسلامیہ پارک معہ والدین و پھوپھی ۱۹/۰۰

سید مسعود احمد صاحب از والدہ لاہور ۱۰/۰۰
چوہدری احمد حیات صاحب ۲۵/۰۰
〃 محمد ابراہیم صاحب ۱۷/۲۵
فہمیدہ بیگم اہلیہ محمد عبداللطیف صاحب ۸۷/۰۰
چوہدری مظفر علی صاحب اسلامیہ پارک ۱۰۰/۰۰
میاں ناصر محمود صاحب ۱۰/۵۰
چوہدری محمد اسلم خاں صاحب معہ اہلیہ سمن آباد ۶۰/۰۰
شیخ فضل احمد صاحب ۱۱۰/۰۰
چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ ۶۰/۰۰
ڈاکٹر خواجہ احمد صاحب ۱۱۰/۰۰
امۃ النصیر بنت شیخ عطاء اللہ صاحب ۱۵/۰۰
مرزا محمود احمد صاحب محمد نگر ۲۰/۰۰
چوہدری عبدالکریم صاحب ۱۰/۰۰
〃 محمد اسد اللہ خاں صاحب مزنگ ۱۰/۰۰
محمد یونس صاحب جاوید ۲۰/۰۰
سلطان احمد صاحب ناصر ۱۵/۰۰
قاضی محمد اسلم صاحب ۶۶۰/۰۰
والدہ صاحبہ ثاقب صاحب زیروی ۲۰/۰۰
اہلیہ صاحبہ شیخ غلام حسن صاحب امرتسری ۱۰/۰۰
محمد شفیع صاحب ۱۰/۰۰
شیخ محمد سعید صاحب لاہور چھاؤنی ۳۵/۰۰
رشید حسین صاحب ۲۰/۰۰
صلاح الدین صاحب جمعدار ۴۱/۰۰
صوبیدار محمد شفیع صاحب معہ اہلیہ ۱۲۱/۰۰
میجر عبدالقادر خاں صاحب ۸۰/۰۰
〃 〃 اہلیہ و والدین ۲۰/۰۰
شوق محمد صاحب لاہور چھاؤنی ۱۰/۰۰
عطاء الرحمٰن صاحب ۱۲/۰۰
کرنل محمود الحسن صاحب ۱۰۵/۰۰
چوہدری عبدالرشید صاحب ونیس اچھرہ وحدت کالونی ۱۰/۰۰
مہر معین الدین صاحب ۵/۰۰
ایاز احمد صاحب ایاز ۳۰/۰۰
شیخ ارشاد احمد صاحب رحمٰن پورہ ۱۰/۰۰
〃 محمد اکرم صاحب ۱۰/۰۰
میاں محمد اقبال صاحب زرگر بھاٹی گیٹ ۴۲/۰۰
معراج الدین صاحب پہلوان ۱۵/۰۰
حمیدہ بیگم اہلیہ بشیر احمد صاحب امرتسری ۱۴/۵۰
بشیر بیگم صاحبہ ۱۰/۰۰
میاں غلام احمد صاحب ریوڑی فروش ۱۱/۰۰
〃 غلام نبی صاحب کمپازیٹر ۱۲/۰۰
محمد شریف صاحب معہ اہلیہ صاحبہ ۲۵/۰۰
والدہ و بچگان ۱۲/۵۰
محمد صدیق صاحب عناگر ۲۸/۰۰
اہلیہ و بچگان ۲۳/۸۵
عبدالحمید صاحب ۱۰/۰۰
سلیمہ اختر صاحبہ بنت بشیر احمد صاحب ۱۰/۰۰
حکیم حنیف احمد صاحب ۱۰/۰۰
سید صفدر علی صاحب ۱۲/۵۰
مستری غلام نبی صاحب معہ اہلیہ ۶۰/۰۰
ریاض احمد صاحب ۱۲/۰۰
چوہدری محمد رمضان صاحب معہ اہل و عیال ۲۷/۰۰

(باقی)

مشہور نور والوں کا

نورانی کاجل

آنکھوں کی خوبصورتی اور صفائی کیلئے

بہترین تحفہ

ہمیشہ خریدتے وقت

شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ سیالکوٹ

کا لیبل ملاحظہ فرما لیا کریں

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ

مشہور نور رجسٹرڈ

جملہ امراض چشم کیلئے

اکسیر ثابت ہو چکا ہے

ہمیشہ خریدتے وقت

شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ سیالکوٹ

کا لیبل ملاحظہ فرما لیا کریں

شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ ٹرنک بازار سیالکوٹ